سوانح

مفتی مظفر حسینؒ

۲۰۰۳ء

مفتی ناصر الدین مظاہری

دارالعلوم المحمدیہ سرجن نگر مرد آباد

فہرست مضامین

سوانح مفتی مظفر حیسن سوانح مفتی مظفر حیسن سوانح مفتی مظفر حیسن سوانح مفتی مظفر حیسن

ولادت اور خاندانِ ثنائی 7
وطن مالوف اور والد ماجد 7
تعلیم وتربیت 10
درس نظامی کی تعلیم 10
تجوید وقرأت 13
مشق افتاء 16
میرے مفتی کی کیا رائے ہے 20
مفتی مظفر صاحب سے مسئلہ معلوم کر کے آؤ 21
تم تو خود ہی دلیل ہو 22
ہم میں سب سے افضل آپ ہیں 23
آپ محدث ہیں فقیہ نہیں 25
قطرے سے گہر ہونے تک 25
مظاہر علوم میں تقرر 25
معین مفتی 26
نائب مفتی 26
برما کا پہلا سفر 26
قاری مظفر صاحب کیا فرماتے ہیں 27
صدر مفتی 27

استاذِ حدیث 30
نائب ناظم 31
حج بیت اللہ 35
قائم مقام ناظم 38
عہدۂ نظامت 39
عالم گیر وہمہ گیر شخصیت 41
فیضان مغاں ہے عام یہاں 44
سلوک وتصوف 47
سیاسی مسلک 53
مسترشد کا ادب 54
حضرت مولانا محمد اسعد اللہؒ کی آخری وصیت 55
اخلاق وعادات 57
اخلاق کریمہ 58
تواضع وانکساری 61
جود وسخا 66
تقویٰ وتقدس اور عبادت وریاضت 68
خموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری 70
یک زمانہ صحبت با اولیاء 75
مسیح الامت حضرت جلال آبادیؒ 82
حضرت مولانا سید ظہور الحسن صاحب کسولویؒ 87
حضرت مولانا شاہ محمد احمد پرتاپ گڈھیؒ 89
حضرت مولانا سید ابوالحسن علی الحسنی ندویؒ 92

فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ.......... 99
حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد باندویؒ.......... 103
محی السنۃ حضرت مولانا محمد ابرار الحق مدظلہٗ.......... 112
حضرت مولانا عبدالعزیز گمتھلویؒ.......... 115
حضرت مولانا مفتی محمود حسن مظاہریؒ مفتیٔ اعظم برما.......... 117
حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ.......... 119
حضرت مولانا سید احمد ہاشمیؒ.......... 120
حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ.......... 124
حضرت مولانا محمد منظور نعمانی.......... 125
مولانا محمد مرتضیٰ صاحب مظاہری.......... 127
مولانا وحید الدین خان.......... 129
مولانا عبداللطیف صاحب نلہیڑوی مدظلہٗ.......... 131
خوش رہو اہل چمن ہم تو سفر کرتے ہیں.......... 132
ساغر کو مرے ہاتھ لینا کہ چلا میں.......... 138
عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے.......... 146
حضرتؒ کی ایک اہم کرامت.......... 148
نماز جنازہ.......... 149
دفن ہم نے خاک میں ہر اک ستارہ کر دیا.......... 149
زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو.......... 151

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد!

آسمان تصوف کے زاہد شب زندہ دار، تواضع و مسکنت اور خلوص وللّٰہیت کے فقید المثال، فقہ وفتاویٰ، تفسیر وحدیث، بدیع و بیان، معانی و مضامین، صرف ونحو، ہیئت واقلیدس، فصاحت وبلاغت اور اصول وفروع کے امام العلام حضرت الحاج الحافظ القاری المفتی مظفر حسین المظاہری اجراڑویؒ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں ہے، وہ ہر فن کے امام، ہر کتاب پر ید طولیٰ رکھنے والے، اکابر واسلاف کی زریں روایات کے محافظ، مقدس ترین برگزیدہ شخصیات کی دعا نیم شبی اور نالہ سحر گاہی کا نمونہ، سلوک وطریقت اور چشمۂ معرفت کا نگینہ وگنجینہ تھے جن کے چشمۂ فیض سے ہر شخص سیرابی وفیضیابی کا خواہاں اور متمنی رہتا تھا، جن کے حضور فیضِ گنجور میں بیٹھ کر ہر قسم کے آلام ومصائب سے چھٹکارا ملتا تھا، جہاں وقار وسکینت کا نزول اور خلوص وللّٰہیت کا ابر باراں برستا تھا جہاں دنیاوی افکار وخیالات سے کنارہ کشی اور اخروی یادوں وباتوں سے دل کی دنیا جگمگ ہوتی تھی اور جنہیں دیکھ کر ہر شخص یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا تھا

خدا یاد آئے جن کو دیکھ کر وہ نور کے پتلے
نبوت کے یہ وارث ہیں یہی ہیں ظل رحمانی
یہی ہیں جنکے سونے کو فضیلت ہے عبادت پر
ان ہی کے اتقاء پر ناز کرتی ہے مسلمانی

فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحبؒ مظاہر علوم کے قابل

فخر سپوت تھے ،آپؒ علم وحکمت سے معمور اور سلوک وتصوف کی شراب معرفت سے مخمور شخصیات کے پروردہ، پرداختہ اور تربیت یافتہ تھے۔

اولئک آبائی فجیئنی بمثلھم

اذا جمعتنا یا جریر المجامع

آپؒ کی ذات منبع فیوض برکات مختلف صفات وخصوصیات کا خزینہ ودفینہ تھی، ذکاوت وفراست ،وسعت مطالعہ ، عبادت وریاضت ،ضبط واتقان،فراست ایمانی ،تقریر وخطابت ،تدریس ونظامت ،دعوت وبصیرت ، وعظ ونصیحت ، پند وموعظت،مجاہدہ وشب بیداری،تقویٰ وتقدس،عفوودرگذر،زہدوقناعت،رفق ونرمی، تحمل وبردباری ، غیرت وخودداری،عمیق النظری ،علمی شوق ،فقہی مزاج،قوت حفظ،کثرت مطالعہ،سوز وگداز، دردمندی،علمی انہاک، استحضار علوم،فقہ وفتاویٰ پر یدطولیٰ،درس نظامی پر کامل دسترس، جرأت مندی، بلندیٔ نگاہ،خوداعتمادی، حوصلہ مندی،وسعت قلبی،وسعت نظری،چشم پوشی، مستقل مزاجی،مستقبل شناسی، فراخدلی، کشادہ قلبی ، راست گوئی، راست روی،کم گوئی،نکتہ آفرینی،حق گوئی،حق جوئی ،حق نیوشی،عزم راسخ،علمی بصیرت ، گہرائی ، گیرائی تقریر ودانائی ، بیعت وتلقین،خلافت وارشاد،دعوت وبصیرت غرض اللہ تعالیٰ نے آپکو جملہ صفات حسنہ اور کمالات محمودہ سے نوازا تھا۔

درس نظامی کی ہر کتاب آپ کے لئے ہاتھ کی چھڑی اور جیب کی گھڑی کی حیثیت رکھتی تھی اور آپؒ اپنے استاذ حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ کے اس شعر کا مصداق تھے ؎

میں وہ ہوں عقل ونقل کا دریا کہیں جسے
ہر فن میں صاحب یدِ طولیٰ کہیں جسے

ولادت اور خاندانِ ثنائی

فقیہ الاسلامؒ کا جدی وطن ہاپوڑ ضلع غازی آباد سے قریب موضع ٹیالہ ہے وہاں سے اس خاندان کے مورث اعلیٰ خواجہ علی احمد صاحب کے فرزند جناب لعل محمد خان صاحب کے پوتے جناب ثناء اللہ خان صاحب نے منتقل ہوکر قصبہ اجراڑہ ضلع میرٹھ کو اپنا وطن بنالیا اور یہیں ان کی اولاد رہنے لگی اس طرح خاندان ثنائی کا وطن اجراڑہ ہوگیا۔

حضرت فقیہ الاسلام مفتی مظفر حسین صاحبؒ کا سلسلۂ نسب آپ کے جد امجد جناب ثناء اللہ خان صاحب سے ہوتا ہوا خاندان کے مورث اعلیٰ جناب نادر علی وزیر اعظم شاہی کے برادر جناب خواجہ علی مرحوم سے مل جاتا ہے سلسلۂ نسب اس طرح ہے۔

فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب بن حضرت اقدس مولانا مفتی قاری سعید احمد صاحب ابن جناب منشی نور محمد صاحب بن جناب نصیب اللہ صاحب بن جناب ثناء اللہ صاحب رحمہم اللہ اجمعین۔

وطن مالوف اور والد ماجد

مغربی اتر پردیش جہاں تجارتی، صنعتی، سیاسی اور تکنالوجی کے میدان میں فوقیت رکھتا ہے وہیں علمی، دینی روحانی اور عصری تعلیم کا اہم ترین مرکز بھی

ہے، یہاں سے علوم وفنون کی جو خدمات اور ملک وقوم کے لئے جو قربانیاں پیش کی گئیں ہیں ان سے تاریخ داں طبقہ بخوبی واقف ہے، اسی مغربی یوپی کے مشہور صنعتی ضلع میرٹھ کے معروف قصبہ اجراڑہ کو اس وجہ سے بہت ہی اہمیت حاصل ہے کہ یہاں سے بھی دینیات واسلامیات اور روحانیات کی ٹھوس خدمات انجام دی گئی ہیں۔

حضرت اقدس حافظ محمد حسین صاحبؒ اجراڑوی جنھوں نے امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ سے خصوصی ربط وتعلق اور خمخانۂ ربانی کے فیوض وبرکات سے سیرابی وفیضیابی حاصل فرمائی اور دوسری طرف آپ کے تلمیذ رشید حضرت مولانا الحاج القاری المفتی سعید احمد صاحبؒ اجراڑوی جنھوں نے محدث کبیر حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ محدث سہارنپوری کے چشمۂ سلوک ومعرفت سے اپنے دل کی دنیا روشن کی اور مذکورہ ہر دو شخصیات پر سلوک ومعرفت کا ایسا رنگ چڑھا جن کے دریائے علم ومعرفت کی موج تند جولاں سے نہنگوں کے نشیمن تہہ وبالا ہو کر رہ گئے اور اول الذکر حضرت حافظ محمد حسین صاحبؒ کی علمی یادگار ''جامعہ گلزار حسینیہ اجراڑہ'' الحمدللہ آج بھی علوم وفنون کی تابانیوں اور سلوک وطریقت کی ضیا پاشیوں میں مصروف ہے۔

حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ رقم طراز ہیں

''مفتی سعید احمد اجراڑویؒ مفتی مظاہر علوم سہارنپور، حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب اور نہ جانے کتنے علماء وفضلاء ہیں جو اس درسگاہ سے کامل بنکر نکلے اور دین کی خدمت میں ہمہ دم مشغول رہے، ان بزرگوں کے علم وفضل اور ان کے تقویٰ وورع سے جو استفادہ ملت اسلامیہ نے کیا وہ اپنی جگہ نا قابل فراموش ہے''

(احوال وکوائف ص ۴۳ جامعہ گلزار حسینیہ اجراڑہ)

حضرت قاضی صاحب موصوفؒ ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں

''یہ اجراڑہ دور دراز کا ایک قصبہ ہے لیکن درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے ، مجھے یاد ہے کہ میں نے استفادہ کیا حضرت مفتی سعید احمد صاحب کی کتاب سے میں نہیں جانتا تھا کہ ان کا تعلق اجراڑہ سے ہے میں جانتا تھا کہ مظاہر علوم کے ایک مفتی صاحب نے ایک کتاب لکھی ہے حج کے لٹریچر پر عربی اور اردو کی بہت ساری کتابوں کے مطالعہ کے بعد بھی میں کہہ سکتا ہوں کہ حضرت مفتی صاحب کی ''معلم الحجاج'' اب بھی حرف آخر ہے معلوم ہوا کہ وہ بھی یہیں پیدا ہوئے تھے اور جو موجودہ وقت کے بہت سے علماء اور بزرگ ہیں وہ بھی یہیں سے نکلے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو قبولیت تامہ عطا فرمائی ۔ (یادگار اسلاف ص۔ ۴۲ ماہ مئی ۲۰۰۲ء)

۱۱/ربیع الاول ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۷/اگست ۱۹۲۹ء جمعرات کو حضرت فقیہ الاسلام مفتی مظفر حسین صاحبؒ نے اس جہان رنگ وبو میں آنکھیں کھولیں۔

آغوش مادر اور پارہ عم کا پاؤ پارہ حفظ

حضرت فقیہ الاسلام مفتی مظفر حسین صاحبؒ کی عمر جب تقریباً ڈھائی برس کی تھی اور ابھی والدہ ماجدہ کی آغوش سے جدا نہیں ہوئے تھے یعنی فروری ۱۹۳۱ء تک عم کا پاؤ پارہ حفظ ہوگیا تھا اور بہشتی زیور سے مختلف نیک بیبیوں کے قصے اپنی والدہ ماجدہ سے سن کر زبانی یاد کر لئے تھے ،اس واقعہ سے نہ صرف حضرت فقیہ الاسلامؒ کی ذہنی پختگی ، یادداشت کی عمدگی ،قوت حفظ نیز آپ کے روشن مستقبل کا پتہ چلتا ہے اور اس کیساتھ ساتھ آپکی والدہ ماجدہ کی دینداری علم دین سے لگاؤ اور خصوصی دلچسپی ،قرآن کریم کی تلاوت ،عبادت وریاضت پر مداومت

اورذکرالٰہی سے انس کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔

تعلیم وتربیت

۱۳۳۲ھ میں جب آپ کی عمر چوتھے سال میں داخل ہوئی تو آپ کو علم دین کی دوسری درسگاہ مظاہرعلوم کے مکتب خصوصی میں بٹھادیا گیا، چارسال کی عمر، سنجیدہ، پروقاراورمجرب وتجربہ کاراساتذہ، گھریلوعلمی ماحول، کتابوں سے فطری لگاؤ، مقدس اساتذۂ کرام کی محنت، مظاہرعلوم کے مکتب خصوصی پر انتظامیہ کی خصوصی نگاہ، قبلہ والد ماجد علیہ الرحمہ کی قابلِ رشک تربیت اوروالدہ ماجدہ کی نیک تمنائیں اورخصوصی دعائیں، مظاہرعلوم اوراکابرمظاہرعلوم کا خانقاہی، روحانی اورنورانی وعرفانی ماحول ان جملہ خصوصیات کی وجہ سے قبلہ فقیہ الاسلامؒ نے صرف گیارہ سال کی عمر میں ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۴۹ء میں ابتدائی دینی تعلیم کی تکمیل فرمائی اورحضرت حافظ عبدالکریم صاحب مرزاپوریؒ کے پاس حفظ قرآن مکمل کرلیا۔

درس نظامی کی تعلیم

فقیہ الاسلامؒ کی تعلیم وتربیت میں آپ کے گرامی قدراساتذہ کے ساتھ ساتھ آپؒ کے والد ماجد کی سخت نگرانی، نگہداشت، اسباق سے متعلق باربار کی بازپرس اوروقتاً فوقتاً (خودحضرت فقیہ الاسلامؒ کے بقول) مناسب گوشمالی اورسزا کی وجہ سے حضرت فقیہ الاسلامؒ بہت ہی دھیان وگیان سے درس گاہ میں شریک ہوتے، پابندی کا خیال رکھتے اورتکرارومطالعہ اورعربی کتب بینی میں مصروف رہتے چنانچہ

خوداپنی ذاتی محنت، اساتذہ گرامی کی خدمت اورمقدس والدین کی دعاؤں کے طفیل ہمیشہ امتیازی نمبرات سے کامیابی حاصل کی۔

مظاہرعلوم کے مکتب خصوصی میں حفظ وناظرہ، املاء وحساب اوراردو وغیرہ کی تعلیم مکمل کرکے اعلیٰ تعلیم کیلئے یکم محرم الحرام ۱۳۶۱ھ کو جامعہ مظاہرعلوم میں باقاعدہ داخلہ لیااورحفظ وکریماوغیرہ کا امتحان دے کرمفتاح القواعد، املاء، حساب وغیرہ پڑھنے کے بعدمیں ۱۳۶۲ھ میں میزان الصرف اورمنشعب ،بوستاں، انشاء خلیفہ مالابدمنہ، ، احسن القواعد، گلستاں باب ہشتم، وغیرہ پڑھیں۔

۱۳۶۳ھ میں صرف میر، پنج گنج، علم الصیغہ، نحومیر، شرح مأۃ عامل، فصول اکبری، تیسیرالمنطق، انشاء دلکشا، رقعاتِ عالم گیری، رقعات امان اللہ حسینی اور پندنامہ وغیرہ۔

۱۳۶۴ھ میں ہدایۃ النحو، مراح الارواح، ایساغوجی، مرقات، کافیہ، نورالایضاح، مفیدالطالبین، تہذیب اورشرح تہذیب۔

۱۳۶۵ھ میں بحث فعل، المختصرالقدوری، تصدیقات، نفحۃ الیمن، الفیہ ابن مالک، ترجمہ قرآن کریم اورمیر قطبی پڑھیں۔

۱۳۶۶ھ میں اصول الشاشی، خلاصۃ البیان، تلخیص المفتاح، ہدیہ سعیدیہ ،مقدمہ جزری، کنزالدقائق، بحث اسم اورسلم العلوم پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔

۱۳۶۷ھ میں سبعہ معلقہ، رشیدیہ، شاطبی، نورالانوار، مقامات حریری ،شرح وقایہ اورمختصرالقدوری۔

۱۳۶۸ھ میں علم فرائض کی مشہور کتاب سراجی، شرح نخبۃ الفکر، مقدمہ مشکوٰۃ، ہدایہ اولین، مشکوٰۃ شریف اور جلالین شریف پڑھیں۔

مظاہر علوم میں اعلیٰ نمبرات ۲۰ ہیں اور ادنیٰ ۱۵، چنانچہ قبلہ فقیہ الاسلامؒ کو بخاری شریف میں ۱۷، مسلم شریف میں ۲۱-۱/۲، ترمذی شریف میں ۲۱، طحاوی شریف میں ۱۸، نسائی شریف میں ۱۸، ابوداؤد شریف میں ۱۹، مؤطا امام مالک میں ۱۹، مؤطا امام محمد میں ۲۱-۱/۸، ابن ماجہ میں ۱۸ اور شمائل ترمذی میں ۱۸ نمبرات حاصل ہوئے۔

ترمذی شریف سے آپ کو خصوصی مناسبت رہی ہے چنانچہ امتحان سہ ماہی میں ۲۱-۲/۲ ششماہی میں ۲۰ اور سالانہ میں ۲۱ نمبرات ملے تھے

۱۳۶۹ھ میں بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی شریف، ابوداؤد شریف، نسائی شریف، طحاوی شریف، ابن ماجہ شریف، مؤطا امام مالکؒ اور مؤطا امام محمدؒ پڑھ کر اول نمبرات سے کامیابی حاصل فرمائی۔

آپؒ نے بخاری شریف ابتداء سے کتاب العلم تک اور بخاری شریف کی جلد ثانی استاذ الکل حضرت مولانا سید عبد اللطیف پور قاضویؒ سے بخاری شریف کتاب الوضوء سے جلد اول ختم تک اور ابوداؤد شریف حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ، طحاوی شریف اور نسائی شریف حضرت محمد اسعد اللہ صاحبؒ سے، ترمذی شریف اپنے والد ماجد حضرت مفتی سعید احمد صاحب سے اور مسلم شریف حضرت مولانا منظور احمد خان صاحبؒ سے پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔

آپ کے درجہ تکمیل علوم کے خصوصی رفقاء میں مولانا محمد یعقوب رنگونی، مولانا عبد الغنی امیر جماعت مرکز احمد آباد، مولانا عبد الغنی رنگونی، مولانا حافظ فضل

الرحمن کلیانوی، مولانا محمد ظفر نیرانوی، مولانا خیر الرحمن احمد آبادی لائق ذکر ہیں۔

درس نظامی سے فراغت کے بعد حضرت فقیہ الاسلامؒ نے مظاہر علوم کی اصطلاح میں درجہ فنون اور عام اصطلاح میں درجہ تکمیل علوم میں ۱۳۷۰ھ میں داخلہ لیا اور ہدایہ ثالث، تفسیر مدارک التنزیل، ملا جلال، عروض المفتاح، مقدمہ تقریب، الاتقان فی علوم القرآن، مقدمہ قاموس، درمختار، مبیذی، رسم المفتی، ملا حسن اور بیضاوی شریف پڑھ کر امتیازی نمبرات سے کامیاب ہوئے۔

اول الذکر دونوں کتابوں کے علاوہ بیضاوی شریف کے استاذ حضرت مولانا محمد زکریا صاحب قدوسی گنگوہیؒ تھے۔ قبلہ فقیہ الاسلامؒ کے دورۂ حدیث شریف کے رفقاء میں مولانا عبد الغنی رنگونی، مولانا محمد یونس رنگونی، مولانا عبد الصمد چاٹ گامی لائق ذکر ہیں۔

قبلہ فقیہ الاسلامؒ نے استاذ الکل حضرت مولانا سید عبد اللطیف صاحب پورقاضویؒ سے مندرجہ بالا کتابوں کو پڑھنے کے علاوہ مقدمہ التقریب، مقدمہ القاموس، درمختار للحصکفی کا کچھ حصہ اور علامہ سیوطیؒ کی الاتقان سے پڑھنے کا شرف حاصل کیا تھا۔

تجوید وقرأت

حضرت فقیہ الاسلامؒ کے والد ماجد حضرت مفتی سعید احمد اجراڑویؒ جہاں ایک طرف عظیم ترین مفتیٔ اعظم کامیاب ترین مدرس، اہل سرپرست اور طباع ذہانت وفطانت کے حامل تھے وہیں قرآن کریم کی تلاوت خوش الحانی، الفاظ وحروف کو اس کے صحیح مخارج سے ادائیگی بالخصوص سب سے مشکل تلفظ ضاد کو اس کے صحیح مخرج

سے ادا کرنے میں مہارت تامہ اور ملکہ راسخہ رکھتے تھے چنانچہ ایک بار قاری حرم جناب قاری حسن شاعر سیوطیؒ نے آپؒ کی قرأت سنی تو آپؒ کی ادائیگی حروف اور خصوصاً ضاد کو اس کے مخرج سے پڑھنے پر آپ کی تصویب و تحسین فرمائی۔

حضرت مفتی سعید احمد صاحبؒ مظاہر علوم میں اولاً تجوید وقرأت ہی کے مدرس تجویز ہوئے اور بڑے انہماک ،خلوص اور لگن سے تجوید کی تعلیم میں دس برس تک مصروف رہے۔فیض العزیز،فوائد مدینہ حاشیہ فوائد مکیہ، القلائد الجوہریہ ، شرح جامی ،خلاصۃ البیان ،شرح شاطبیہ (عربی) آپ کی اسی زمانے کی لازوال تصنیفات ہیں۔

ظاہر ہے بیٹا اپنے باپ کا پرتو اور عکس ہوا کرتا ہے اور الولد سر لابیہ کا مقولہ مشہور و متعارف ہے۔

قبلہ فقیہ الاسلامؒ کے اندر بھی مختلف دینی علوم کے حصول کی دلچسپیاں موجزن تھیں چنانچہ دوران تعلیم درس نظامی کے ساتھ ساتھ تجوید وقرأت پر بھی خصوصی دھیان دیا۔

تجوید وقرأت کے اس زمانے میں حضرت مولانا قاری سید محمد سلیمان صاحب دیوبندیؒ سکہ رائج الوقت تھے اور آپ کے علوم و معارف سے ہر کسی کو استفادہ کرنے کی لگن ہوتی تھی ،حضرت فقیہ الاسلامؒ بھی قاری صاحبؒ موصوف کے دربار گہر بار میں پہنچ کر زانوئے تلمذ طے کیا اور وہاں سے تجوید وقرأت کی ایسی مشق اور الفاظ وحروف کے مخارج وقواعد کی ایسی تربیت حاصل کی جس کی وجہ سے اہل علم کی ایک بڑی دنیا آپ کو ’’قاری صاحب‘‘ ’’قاری مظفر‘‘ اور ’’قاری ومفتی‘‘ کے

نام سے پکارتی رہی۔

۱۳۶۶ھ میں شرح جامی کے سال شاطبیہ حضرت مولانا قاری عبد الرحمن صاحب سے پڑھی تھی۔

آپ کی قرأت میں جو وقار و سکینت، اخلاص اور جس قسم کا لطف محسوس ہوتا تھا اس کو تو اس فن سے ماہرین، درک وشعور رکھنے والے حاذقین، بلند پایہ شخصیات اور صاحب ادراک ہستیاں ہی جان سکتی ہیں۔

جناب مرزا بسم اللہ بیگ نے تذکرہ قاریان ہند کے صفحہ ۷۶ جلد ۳ پر آپ کا ذکر خیر ان الفاظ میں کیا ہے۔

''خوش الحان اور ادائیگی حروف پر قادر ہیں، طبعاً شریف صالح عابد وملنسار ہیں مدرسہ مظاہر علوم کے مدرس اور متعلقہ مسجد کی امامت کا کام بھی انجام دیتے ہیں آپ سے ملا ہوں، بہت خوش اخلاقی سے پیش آئے اپنی قرأت بھی سنائی''

حضرت فقیہ الاسلامؒ نے ایک بار خود فرمایا کہ

''میں نے تجوید حفظ کرتے ہوئے ہی پڑھ لی تھی اور اسی وقت الحمدللہ قرآن پڑھنا اچھا ہا گیا تھا'' (تذکرہ فقیہ الاسلامؒ ص۔۳۵)

بہر حال تجوید وقرأت میں مہارت اور اس فن میں امتیاز و تخصص کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے استاذ گرامی حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ کبھی کبھی اور حضرت اقدس مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ مہاجر مدنی عموماً ''قاری مظفر'' کے نام سے پکارتے تھے۔

آپؒ کے تجوید وقرأت میں مہارت اور اس فن پر کامل عبور کا اجمالی تذکرہ حضرت مولانا اطہر حسین صاحب مدظلہٗ نے نفح المشموم میں ان الفاظ سے کیا ہے۔

”واخذالتجويد والقرأة عن المجود الكبيرالسيد سليمان الديوبندی ونال منه امتيازاً خاصاً ومكانة رفيعة فی هذاالفن“

تجوید وقرآت کی تعلیم حضرت مولانا قاری سید سلیمان دیو بندیؒ سے حاصل کی اور اس فن میں آپ کو خصوصی امتیاز اور بلند مرتبہ حاصل ہوا۔

مشق افتاء

آپ کے باکمال والد گرامی حضرت مفتی سعید احمدؒ کو فقہ وفتاویٰ کی کلیات وجزئیات پر جودرک ورسوخ تھا قبلہ فقیہ الاسلام نے اسکو بہت قریب سے دیکھا تھا، آپکے والد ماجد کے تفقہ پر اکابر علماء کو ناز تھا اور وہ آپ کے فقہی تبحر اور تفقہ کے دل کی گہرائیوں سے معترف تھے، تھانہ امداد ورشید کے عنوان جلی حضرت حکیم الامت تھانویؒ بھی آپ کی فقاہت وثقاہت پہ نہ صرف بھرپور اعتماد رکھتے تھے بلکہ بعض اہم مسائل میں مفتی صاحبؒ سے رجوع بھی کرتے تھے اور مفتی صاحبؒ کی بعض آراء وتحریرات کی بنیاد پر حضرت تھانویؒ نے اپنی رائے سے رجوع بھی کیا تھا، مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ آپ کے تفقہ پر مکمل اعتماد رکھتے تھے، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اپنے فتاویٰ امداد المفتین کو آپکی خدمت میں اصلاحی نظر سے دیکھنے کیلئے بھیجا اور آپ نے جہاں جہاں ترمیمات کا مشورہ دیا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے بخوشی قبول فرمایا تھا، ریحانۃ الہند حضرت

مولانا محمد زکریاؒ کی مشہور کتاب اوجز المسالک اور فضائل اعمال بھی آپ کی صلاحی نظروں سے گزر کر طبع ہوئیں تھیں۔

ظاہری بات ہے ایسا باکمال عالم دین اپنے فرزند دلبند کو کس انداز واسلوب پر تربیت دے گا، کن خطوط ونقوش پر رہنمائی کرے گا، بزرگوں کے کن اصولوں اور ان کی کن روایات پر انگلی پکڑ کر چلانے کی کوشش کرے گا، کتابوں کے انبار میں ان ہی کتب کے مطالعہ کا حکم دے گا جو اپنے مسلک ومشرب کے مطابق ہوں یا ان سے اپنے مسلک کے جزئیات اوراستدلال کے مواقع مل سکتے ہوں، قبلہ فقیہ الاسلامؒ نے درسیات میں جن کتابوں کو اپنے اساتذہ سے دوران طالب علمی پڑھا تھا ان میں سے فقہ وفتاوی کی کتابوں پر خصوصیت سے محنت کی تھی، فارغ اوقات میں اپنے مشفق والد محترم کی زیر نگرانی افتاء کی مشق کرتے رہے، آمدہ سوالات کے جوابات کیلئے عظیم الشان تاریخی کتب خانہ میں کتابوں کی ورق گردانی، ابحاث کی جستجو، مسلہ کیلئے دلائل وبراہین کے تتبع اور مسلک احناف کے مطابق جوابات کی کوشش، پھر قبلہ والد ماجدؒ کی مشفقانہ تربیت اور اپنی ذاتی محنت، لگن اور کچھ بنکر کچھ کرنے کی سچی تڑپ نے آپ کے اندر فقہی کمالات کو کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا۔ زمانہ طالب علمی ہی میں آپ اپنے اساتذہ کی آنکھوں کا تارا اور والدین کی دعاؤں کی بدولت علوم آلیہ وعالیہ کے ماہر وحاذق ''عالم'' بنکر ''عالم'' پر خورشید مبیں بن کر چمکے، دارالافتاء کے مفتیان کرام کو آپ کی لیاقتوں پر اعتماد ہوگیا، اساتذہ گرامی کو اپنے شاگرد رشید کی ہمہ دانی پر مسرت ہوئی اور مقدس

والدین کی تمنائیں مکمل ہوئیں۔

اس ساری محنت اور مشق افتاء کیلئے دیگر اسباب کے ساتھ ساتھ والد ماجدؒ کا بھرپور تعاون اور توجہ کارفرما رہی، حضرت فقیہ الاسلامؒ کبھی کبھی خود فرماتے تھے کہ

''فقہ وفتاویٰ کی مشق کے دوران بسا اوقات حضرت والد ماجدؒ نہ صرف سرزنش فرماتے رہے بلکہ کبھی کبھی مناسب سزا سے بھی دیتے رہے جس کی وجہ سے میرا دھیان ہر وقت کتاب اور اس کی ابحاث میں الجھا رہا اور کبھی بھی کسی طرح کے کھیل کود میں حصہ نہیں لیا''

فقیہ الاسلامؒ نے ایک سلسلۂ گفتگو میں خود فرمایا

''جس وقت میں نے افتاء شروع کیا تو استفتاء کا جواب لکھنے کے بعد والد صاحب کو تصویب کے لئے دکھلاتا ان کا طریقہ تھا کہ وہ پورا جواب بغور پڑھتے اگر کہیں کوئی غلطی ہوتی تو نشاندہی نہ کرتے بلکہ پورا جواب قلم زد کرنے کے بعد کہتے کہ غور کرو غلطی کہاں ہوئی اور کہاں ہوئی؟ میں اپنا جواب بار بار پڑھ کر اپنی غلطی خود نکالتا وہ غلطی دور کرنے کے بعد پھر تصویب فرماتے تھے''۔

(تذکرہ فقیہ الاسلامؒ

ص۔۳۸)

مشق افتاء کے دوران فقیہ الاسلامؒ نے جس محنت، لگن اور مسائل کے استخراج واستنباط اور دلائل وبراہین کے تتبع میں جو بے پناہ کوشش فرمائی اس کا اندازہ خود قبلہ فقیہ الاسلام صاحبؒ کے اس قول سے ہوتا جو آپ نے کسی کے استفسار پر فرمایا تھا کہ

''میں نے درمختار کو دو سال میں پڑھا ہے اور ہر ماہ آموختہ کا امتحان ہوتا تھا اور ممتحن بھی تین حضرات ہوتے تھے، حضرت مولانا سید عبداللطیف صاحبؒ حضرت مولانا شاہ محمد اسعد اللہ صاحبؒ اور والد ماجد حضرت مولانا مفتی سعید احمدؒ اور امتحان

(حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ کے) کچے گھر میں ہوتا تھا۔نگرانی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ فرمایا کرتے تھے اور ہر مرتبہ انعام بھی دیا کرتے تھے“

اس ارشاد گرامی سے فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب کی مشق افتاء کے لئے محنت ،آپ کے استاذ گرامی حضرت شیخ الاسلام مولانا سید عبد اللطیف صاحب پورقاضویؒ اور پیر ومرشد واستاذ حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد اسعد اللہ صاحبؒ کی اپنے تلمیذ کے مستقبل کو تابناک بنانے کے لئے دلچسپی ، والد ماجد حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب اجراڑویؒ کی لگن اور خصوصی تربیت نیز ریحانۃ العصر حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ کی ذاتی دلچسپی اور ہمت افزائی وحوصلہ مندی کا پتہ چلتا ہے۔

حضرت فقیہ الاسلامؒ کی ذہانت وفطانت بالخصوص فقہ وفتاویٰ میں مہارت ہی کا نتیجہ تھا کہ ملت اسلامیہ آپ کے فتاویٰ اور فیصلوں کو نہ صرف تسلیم کرتی تھی بلکہ آپ کے دور میں اہم سے اہم مسائل کے سلسلہ میں جب تک آپ سے مراجعت اور صحیح نوعیت وصورتحال نہ معلوم کر لیتے اس وقت تک اس دور کے کسی بھی مفتی کے فتاویٰ اور فیصلوں کو تسلیم کرنے پر تیار نہ ہوتے تھے۔آپ کے اساتذہ اور کاروان مظاہر کے سرخیل شیخ الاسلام حضرت مولانا سید عبد اللطیف صاحب پورقاضویؒ، حجۃ الاسلام حضرت مولانا الشاہ محمد اسعد اللہ صاحبؒ، حضرت اقدس مولانا مولانا منظور احمد خان صاحبؒ نیز قدوۃ العارفین حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ کاندھلوی مہاجر مدنی جیسی بلند پایہ شخصیات کو آپ کے فتاویٰ اور فیصلوں پر مکمل اعتماد ویقین تھا اور آپ کی رائے گرامی حرف آخر سمجھی جاتی تھی،

آپ کے استاذ و مرشد تو آخر عمر میں آپ کے فتویٰ اور فیصلے کے علاوہ کسی اور کے فقہی جوابات اور فیصلوں سے مطمئن نہیں ہوتے تھے۔

جی چاہتا ہے اس عنوان کے تحت وہ واقعات بھی زیب قرطاس کردئے جائیں جن سے قبلہ فقیہ الاسلام کی فقاہت وثقاہت کا اظہار اور آپ کے اساتذۂ ذیشان کا آپؒ پر اعتماد ظاہر ہوتا ہے لیکن صفحات کی تنگی کی وجہ سے صرف چند واقعات سپرد قلم اور زیب قرطاس کئے جارہے ہیں۔

میرے مفتی کی کیا رائے ہے

حضرت مولانا نسیم احمد غازی رقمطراز ہیں

''ایک مرتبہ عید کے چاند سے متعلق سہارنپور میں سخت اختلاف ہوگیا ،دیوبند میں عید تسلیم کرلی گئی ،مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی جو اس زمانہ میں دیوبند مقیم تھے وہ اور مولانا اسعد صاحب مدنی دفتر کی مسجد میں آگئے ،مولانا اسعد صاحب مدنی پان کھائے ہوئے تھے حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث کا رجحان ان دونوں حضرات کے افطار کرلینے کی و جہ سے یہ تھا کہ عید کو تسلیم کرلیا جائے لیکن یہ دونوں حضرات رویت ہلال کے عینی شاہد نہ تھے اور نہ کوئی مضبوط ثبوت ان حضرات کے پاس تھا ،حضرت والا (مولانا محمد اسعد اللہؒ) کے جانشین حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب مفتی اعظم مظاہر علوم سہارنپور کو اس صورت حال کی وجہ سے عید تسلیم کرلینے میں سخت تردد تھا لیکن شدت انکار کے باوجود اس بات کا اندیشہ تھا کہ شاید حضرت شیخ الحدیث صاحب عید کے تسلیم کرلینے پر زور دیں،فوراً حضرت والا (حجۃ الاسلام مولانا محمد اسعد اللہؒ) نے فرمایا کہ مفتی محمود حسن صاحب مظاہر علوم کے مفتی نہیں ہیں اور شہادت شرعی بھی موجود نہیں ہے لہٰذا عید کو تسلیم نہیں کیا جاسکتا ،چنانچہ حضرت (مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ) کے اس

محتاط فیصلہ پر روزہ پورا کیا گیا‘‘ (حیات اسعد ص۔ ۳۵۲)

مذکورہ واقعہ کے عینی شاہدین اب بھی موجود ہیں اور الفاظ کے تغیر کے ساتھ حضرت مولانا محمد عبداللہ طارق صاحب دہلوی نے بھی اپنے مضمون میں اس واقعہ کو تحریر کیا ہے جس میں یہ بھی اضافہ ہے کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب نے ان دونوں حضرات کے افطار کی وجہ سے قبلہ فقیہ الاسلام سے یہ بھی فرمایا کہ ’’تم فتوی دیدو‘‘ تو حضرت فقیہ الاسلامؒ نے حد ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے عرض کیا کہ حضرت میں فتویٰ دیدوں گا لیکن ’’بحکم حضرت شیخ الحدیث‘‘ بھی لکھوں گا۔ حضرت شیخؒ اس ’’بحکم‘‘ پر رضامند نہیں ہوئے بالآخر حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ نے اس سارے معاملہ کو پرکھنے کے بعد اپنے شاگرد رشید حضرت مفتی مظفر حسین صاحب کے فیصلے کی تائید وتصویب فرمائی اور روزہ پورا کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

مفتی مظفر صاحب سے مسئلہ معلوم کر کے آؤ

کسی مسئلہ کے سلسلہ میں حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ نے اپنے نور نظر حضرت مولانا محمد اللہ صاحبؒ کو قبلہ فقیہ الاسلامؒ کے پاس بھیجا اور مسئلہ کی بابت معلوم کرایا لیکن مولانا محمد اللہ صاحبؒ کو قبلہ فقیہ الاسلامؒ نہیں ملے تو حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ سے مسئلہ معلوم کر کے حجۃ الاسلام مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ کو بتادیا، حضرت حجۃ الاسلامؒ نے استفسار فرمایا کہ کس سے معلوم کیا عرض کیا کہ حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحبؒ سے حضرت حجۃ الاسلام نے برہمی کے ساتھ فرمایا کہ میں نے تجھے مفتی مظفر صاحب کے پاس بھیجا تھا

جاؤاوردوبارہ معلوم کرکے آؤ" مولانا محمد اللہ صاحبؒ حضرت فقیہ الاسلامؒ کے پاس پہنچے اور مسئلہ معلوم کرکے قبلہ والد ماجدؒ سے بتلایا تب تشفی ہوئی۔

تم توخود ہی دلیل ہو

حضرت مولانا رئیس الدینؒ بجنوری فرماتے ہیں

رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ کی ستائیسویں شب میں جب حضرت مولانا اطہر حسین صاحب کی بیٹی زبیدہ کا انتقال ہوا اور مولانا باہر سفر پر تھے تو فجر کی نماز میں حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ نے نہایت رنج وغم اور کرب وقلق میں ڈوبی ہوئی آواز میں اعلان فرمایا کہ

"میری بیٹی، میری پوتی عزیزہ زبیدہ کا آج رات انتقال ہوگیا ہے اور افسوس کہ مولانا اطہر صاحب سفر پر ہیں"

دارالطلبہ جدید کی مسجد کے غربی جانب مرحومہ کا جسد خاکی رکھا گیا، حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ حسب معمول دار جدید کی مسجد میں اپنے دیگر معتقدین اور مریدین کے ساتھ معتکف تھے اور حضرت شیخ اور ان کے رفقاء بھی نماز جنازہ میں شرکت کرنا چاہتے تھے، اسی خواہش کے احترام میں جنازہ مسجد کی پشت پر مسجد سے باہر رکھا گیا صفیں درست ہوئیں، حضرت حجۃ الاسلام مولانا اسعد اللہ صاحبؒ، شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحبؒ، قبلہ فقیہ الاسلام حضرت مفتی مظفر حسین صاحبؒ اور علم وفضل کی دیگر اہم شخصیات کی موجودگی میں اچانک حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ نے سوال فرمایا کہ

"کیا مسجد میں نماز جنازہ درست ہوگی"

حضرت فقیہ الاسلامؒ نے نہایت ادب اور وقار کے ساتھ

عرض کیا کہ

''نماز ہو جائے گی، دلیل بعد میں عرض کر دوں گا''

حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ نماز جنازہ پڑھانے کے لئے آگے مصلّٰی پر تھے یہ سنتے ہی ارشاد فرمایا

''بیٹے جب آپ نے کہہ دیا بس ہو جائے گی آپ کے ہوتے ہوئے مجھے دلیل کی ضرورت نہیں۔

ہم میں سب سے افضل آپ ہیں

قبلہ فقیہ الاسلامؒ اپنے والد ماجدؒ کے وصال کے بعد ایک مدت تک دفتر کی مسجد میں بلا معاوضہ امامت کرتے رہے لیکن جمعہ اور عیدین کی نماز (اخیر کے چند سالوں کے علاوہ) شروع ہی سے دار الطلبہ قدیم کی مسجد کلثومیہ میں پڑھانے کا معمول تھا اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ، عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عبد القیوم صاحب مدظلہ، حضرت مولانا مفتی عبد العزیز صاحبؒ ،حضرت مولانا محمد یونس اور مدرسہ کے دیگر اساتذہ کرام مقتدی ہوتے تھے، پنج وقتہ نمازوں کے امام حضرت مولانا رئیس الدین صاحب تھے جو اس وقت مدرسہ کے درجہ علیا کے طالب علم تھے، ایک دن ٹھیک خطبہ جمعہ کے وقت مؤذن جناب الحاج حافظ محمد ہاشم صاحب نے حضرت فقیہ الاسلامؒ سے عرض کیا کہ وقت ہو چکا ہے؟ حضرت فقیہ الاسلامؒ نے فرمایا کہ پنج وقتہ نمازوں کا امام پڑھائے اور مولانا رئیس الدین صاحب کو خطبہ و نماز کا حکم دیا۔

ایک بڑے ادارے میں بالخصوص علوم و فنون اور سلوک و طریقت کے

حاملین و ماہرین کی موجودگی میں ایک خالی الذہن طالب علم کو اچانک ایسا حکم دیدیا جائے تو اس طالب علم پر کیا بیتے گی، اس کا اندازہ وہی حضرات کرسکتے ہیں جن کو ایسا تجربہ ہوا ہو۔

مولانا رئیس الدین صاحب امتثال امر پر اضطراب، بے چینی، گھبراہٹ اور مرعوبیت کے ملے جلے احساسات و تاثرات کے ساتھ منبر پر پہنچے اور خطبہ دیا، خطبہ میں بہت ہی معمولی نحوی دو غلطیاں ہوگئیں۔ پھر نماز پڑھائی، دعاء کے بعد حضرت حجۃ الاسلامؒ نے اپنے باوقار لہجے میں فرمایا کہ ''مفتی مظفر اور مولانا محمد یونس ٹھہر جائیں'' ہر دو حضرات پر حیرت واستعجاب کی کیفیت طاری ہوگئی اور حضرت حجۃ الاسلامؒ نے قبلہ فقیہ الاسلامؒ سے فرمایا

''مفتی صاحب! ابھی ہم حیات ہیں، امامت کا حق آپ کو ہے، ہم میں سب سے افضل آپ ہیں'' (روایت حضرت مولانا رئیس الدین صاحب)

قاری مظفر صاحب کیا فرماتے ہیں

حضرت مولانا رئیس الدین صاحب نے احقر سے فرمایا کہ

''حضرت حجۃ الاسلامؒ مولانا محمد اسعد اللہ صاحب کے علاوہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ کو بھی حضرت فقیہ الاسلامؒ کی فقاہت پر پورا اعتماد تھا اور آپ کی رائے گرامی قطعی اور آخری سمجھتے تھے، کسی بھی مسئلہ کی بابت عموماً فرماتے تھے کہ اس سلسلہ میں ''قاری مظفر صاحب کیا فرماتے ہیں؟''

مولانا موصوف نے مزید فرمایا

''مظاہر علوم کے قضیہ نامرضیہ سے بہت عرصہ پہلے سے ہی حضرت فقیہ الاسلامؒ کی ذات مرجع عوام وخواص تھی اور اساتذۂ مدرسہ میں آپ کا ایک نمایاں امتیازی

مقام تھا، مدرسہ کے اساتذۂ حدیث اور کبار علماء کو بھی یہ حقیقت تسلیم تھی کہ کسی بھی مسئلہ میں مفتی مظفرحسین صاحب کا جواب، حرف آخر کا درجہ رکھتا ہے'' اس زمانے میں یہ بات تقریباً عام تھی کہ کسی استاذ کو جب کبھی کسی بھی کتاب کے کسی مسئلہ میں الجھن محسوس ہوتی یا مغلق اور پیچیدہ عبارت کے حل میں دشواری ہوتی تو مفتی صاحبؒ سے ہی مراجعت کرتے تھے۔

آپ محدث ہیں فقیہ نہیں

اخیر عمر میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ کو شک کا مرض ہوگیا تھا اور نماز پڑھنے کے بعد شک ہونے پر حضرت مفتی مظفرحسین صاحبؒ کو بلاتے اور پوری صورت حال بتا کر مسئلہ دریافت فرماتے اور جب حضرت مفتی صاحب جواب دیدیتے تب حضرت کو سکون ہوتا تھا، کبھی کبھی ایسا بھی ہوا کہ حضرت نے کسی مسئلہ کے سلسلہ میں مفتی صاحبؒ کو بلانے کیلئے قاصد بھیجا لیکن وہاں موجود حضرت مولانا...... صاحب مدظلہٗ نے مسئلہ بتلادیا تو حضرت حجۃ الاسلام صاحبؒ فرماتے کہ

''آپ محدث ہیں فقیہ نہیں؟

قطرے سے گہر ہونے تک

مظاہرعلوم میں تقرر

فقیہ الاسلامؒ نے ۱۳۷۰ھ میں مظاہرعلوم سے فراغت پائی آپ کی علمی استعداد، کتابوں پر دسترس، درس وتدریس کی مہارت، افہام وتفہیم میں ملکۂ راسخہ، فقہ وافتا میں یدطولیٰ کے پیش نظر اس گرانمایہ سرمایہ کو ارباب مظاہرعلوم کیونکر ضائع

کر سکتے تھے ،جن کو آپ کے مکمل حالات وکیفیات کا علم تھا،جنہیں آپ کے تابناک حال اور روشن مستقبل کا ادراک واحساس تھا ،وعظ وتبلیغ ،دعوت وعزیمت اور ہر ادا ارباب مدرسہ کے سامنے تھی گویا آپ کی مہارت ،تکرار ومطالعہ ،اساتذہ کی تقریروں کا استحضار ،عبارت خوانی ،رسوخ فی العلم ،انداز تعلیم وتربیت اور فقہی ونحوی جزئیات پر کامل درک سے وہ فرشتہ صفت جماعت واقف تھی جو قابل رشک ملائک تھے جن پر دنیا نازاں تھی وہ حضرات کسی بھی صورت میں ایسے در بے بہا کو کیوں کر ہاتھ سے جانے دیتے جن کی نظر کیمیا اثر صرف ظاہری خوبیوں اور کتابی صلاحیتوں تک محدود نہیں تھی بلکہ وہ حضرات آپ کی ملکوتی صفات ،روحانی خصوصیات اور عارفانہ بصیرت سے بھی واقف تھے اور اس قطرے کو مستقبل شناس نگاہوں سے گہر ہوتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

آپؒ کی مذکورہ خوبیوں کی بناء پر ارباب مدرسہ نے آپ کا بحیثیت مدرس تقرر فرمالیا اس سال آپؒ کی فقہی مہارت اور افتاء سے ذوق ومناسبت کی بناء پر مختصر القدوری کا درس سپرد کیا گیا پھر مزید آپ کی صلاحیتوں میں ابھار اور لیاقتوں میں نکھار کے لئے کنز الدقائق کا سبق بھی متعلق کر دیا گیا ،درس وتدریس کا بالکل نیا نیا تجربہ ، ہندوستان کے عظیم دینی وتعلیمی ادارے میں درس ،آسمان علم وفضل کے آفتاب وماہتاب کی موجودگی ،آپ کی کم عمری اور آپ کی عمر وجسامت سے بھی بڑھے ہوئے شاگرد ،ان تمام وجوہات کی بنا پر اولاً آپ پر مرعوبیت کا احساس غالب ہو گیا لیکن جس انداز میں آپ کی تربیت ہوئی تھی اور جس پیمانے پر آپ نے کتابوں پر محنت کی تھی اس کا اثر یہ ہوا کہ چند ہی یوم میں

مرعوبیت کا وہ احساس کا فور ہوگیا اورآپ بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیتے رہے۔

معین مفتی

درس وتدریس کے ساتھ اپنے فقہی ذوق ووجدان کے باعث فقہ وفتاویٰ کی خدمات بھی انجام دیتے رہے اور ۱۴/ربیع الاول ۱۳۷۵ھ کو معین مفتی کے عہدہ پر آپ کا تقرر ہوگیا (روداد۔۱۳۷۵ھ)

نائب مفتی

مظاہر علوم سہارنپور میں قبلہ فقیہ الاسلام کی ذات گرامی بایں معنیٰ اپنی انفرادیت اور امتیازی شان رکھتی ہے کہ آپؒ نے کبھی بھی کسی طرح کے عہدہ ،کتاب یا اضافۂ تنخواہ سے متعلق کوئی درخواست نہیں دی لیکن جو ہر شناس نظریں اور ارباب مظاہر علوم آپ کی لیاقتوں کے پیش نظر سال بہ سال ترقی دیتے رہے چنانچہ ۱۳۷۵ھ میں آپ معین مفتی مقرر کئے گئے لیکن اگلے سال یکم ربیع الاول ۱۳۷۶ھ کو آپؒ نائب مفتی بنادئے گئے اورآپ کے سالانہ گریڈ میں اضافہ کیا گیا۔اسی سال عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب مدظلہٗ جامعہ مظاہر علوم سے فارغ ہوئے جو آگے چل کر سلوک وطریقت اور شریعت وتصوف کے میدان میں اپنی مثال آپ ہوئے۔اطال اللہ بطول حیاتہٖ۔

برما کا پہلا سفر

حضرت فقیہ الاسلامؒ اپنے استاذ گرامی حضرت مولانا سید عبد اللطیف

صاحب پورقاضویؒ اورحضرت مولانا امیر احمد صاحب کاندھلویؒ [۱۱] کے ہمراہ اہل برما کے نہایت اصرار پر دعوت وتبلیغ ،وعظ وارشاد، بیعت وتلقین اور مظاہر علوم کے پیغام کو پہنچانے کے لئے ۲۲ رصفر المظفر ۱۳۷۲ھ کو برما کے لئے تشریف لے گئے اور چند ماہ برما میں قیام کر کے جگہ جگہ وعظ وتقاریر کا بڑے پیمانے پر اہتمام کیا گیا اور حضرت شیخ الاسلامؒ کی بصیرت افروز تقاریر ہوئیں، جو وہاں کے اخبارات ورسائل میں شائع ہوتی رہیں ۔ یہ طویل ترین سفر ۲۰ رجمادی الثانی ۱۳۷۲ھ کو سہارنپور پہنچنے پر اختتام پذیر ہوا ۔حضرت فقیہ الاسلامؒ کی عمر اس سفر کے وقت تقریباً ۲۴ سال تھی جب کہ حضرت شیخ الاسلامؒ کی عمر ۷۵ سال تھی۔

صدر مفتی

استاذ محترم حضرت مولانا اطہر حسین صاحب مدظلہ جنہوں نے مظاہر علوم کی زریں روایات ،قدیم تاریخی دستاویزات ،اپنی ذاتی دلچسپیوں کے باعث مدرسہ کے تاریخ ساز ریکارڈ کو محفوظ و مرتب رکھنے میں اہم تاریخی کردار ادا فرمایا ہے آپ نے ابھی حال ہی میں ایک مفید اور وقیع کتاب ''نفح المشموم فی مدح مظاہر علوم'' مرتب فرمائی ہے جو مظاہر علوم کے حالات اور اس کی اولوالعزم شخصیات کے تعارف وکارناموں پر مشتمل ہے اس کے صفحہ ۷۶ پر حضرت فقیہ الاسلامؒ کے عہدہ صدارت افتاء اور فقہی خدمات کا اجمال واختصار کے ساتھ ذکر فرمایا ہے لکھتے ہیں۔

وعين في ه رئيس هيئة الافتاء للجامعة مع الاشتغال باالتدريس بها فافتى ودرس كتباً مختلفةً من العلوم

المتداولة زماناً مثل كنزالدقائق وشرح الوقاية ومختصرالمعانى للتفتازانى وغيرها، ودرس تفسير الجلالين سبع مرات والهداية للمرغينانى اربع مرات، وجُعل استاذ الحديث مع شغل الافتاء فى ۱۳۸۱ھ فدرس مشكوٰة المصابيح اول مرة ودرس النسائى وابن ماجة والمشكوة فى ۱۳۸۳ھ ودرس شرح معانى الآثار للطحاوى ومشكوٰة المصابيح والسنن للترمذى فى ۱۳۸۴ھ، وبعد وفاة رئيس هيئة التدريس الشيخ امير احمد الكاندهلوى درس جميع كتب دورة الحديث الشريف غير الصحيح للبخارى والسنن لأبى داؤد، ثم اتفق لهٗ تدريسهما ايضاً، وكذٰلک درس جميع كتبها ۱۴۰۹ھ غير المجلد الثانى من الصحيح للبخارى، وجميع مدة تدريسه فى الجامعة الى الآن نحو اثنتين وخمسين سنة، ومدة تحديثه احدى واربعون سنة، وقدتيسر له بحمد اللّٰه تعالىٰ تدريس السنن للترمذى احدى وعشرين مرة۔

درس وتدریس کی مشغولیت اورمصروفیت کے باوجود ھ میں دارالافتاء کا صدرمفتی مقررکیا گیا اورآپ نے فقہ وفتاویٰ کی خدمات کے ساتھ ساتھ علوم متداولہ کی مختلف کتابوں کا درس دیا جیسے کنزالدقائق،شرح وقایہ،مختصرالمعانی اس

کے علاوہ جلالین شریف کو سات بار، علامہ مرغینانی کی کتاب ہدایہ کو چار بار پڑھایا۔

۱۴۱۵ھ میں احقر نے مظاہر علوم وقف سے دورۂ حدیث شریف پڑھا تھا احقر کو یاد ہے قبلہ فقیہ الاسلامؒ ترمذی شریف کے افتتاحی موقع پر تفصیل کے ساتھ ترمذی شریف کی خصوصیات، جامعیت، فقہ وفتاویٰ میں اس کا امتیاز اور دیگر کلیدی اور بنیادی امور پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ

''ہر محدث کو فقیہ ہونا ضروری نہیں ہے جب کہ ہر فقیہ کو محدث ہونا ضروری ہے''

استاذ حدیث

فقہ وفتاویٰ کی مشغولیت کیساتھ ساتھ ۱۳۸۱ھ میں مشکوٰۃ شریف کا درس متعلق ہوا پھر نسائی شریف، ابن ماجہ شریف اور مشکوٰۃ شریف ۱۳۸۳ھ میں پڑھایا پھر اگلے سال ۱۳۸۴ھ میں علامہ طحاویؒ کی شرح معانی الآثار، مشکوٰۃ شریف اور ترمذی شریف کے اسباق متعلق ہوئے جن میں سے آخر الذکر کتاب سنن ترمذی اخیر کے چند سالوں کو چھوڑ کر تا حیات پڑھاتے رہے کل اکیس بار ترمذی شریف پڑھانے کا آپ نے ریکارڈ قائم فرمایا ہے۔

۱۳۸۴ھ میں آپ کے استاذ حضرت مولانا امیر احمد صاحب کاندھلویؒ کے وصال کے بعد بخاری اور ابوداؤد شریف کے علاوہ دورۂ حدیث شریف کی تمام کتابیں نہایت تحقیق وجانفشانی سے پڑھائیں بعد میں بخاری اور ابوداؤد شریف بھی پڑھائی۔

۹؍دسمبر ۱۹۸۸ء کی درمیانی شب میں جب بعض شرپسند عناصر نے مظاہرعلوم کو اپنی جارحیت کا نشانہ بنایا اور مدرسہ کے ایک وسیع احاطہ دارجدید پر پی اے سی کی مدد سے غاصبانہ قبضہ کرلیا اور دورۂ حدیث شریف کے بعض اساتذہ فریق مخالف کے ہم نوا ہوکر (گندے نالے کی طرف) چلے گئے تو قبلہ فقیہ الاسلامؒ نے بخاری شریف جلد ثانی (جس کو حضرت علامہ رفیق احمدؒ پڑھاتے تھے) کے علاوہ تمام کتابیں نیز مشکوٰۃ شریف کا کچھ حصہ اہتمام وانتظام کی مصروفیتوں اور ماحول کی ناخوش گواریوں کے باوجود نہایت وقار وسکینت اور اطمینان کے ساتھ پڑھاتے رہے اور تعجب کی بات تو یہ ہے کہ ہر کتاب کو اس کے نصاب تک پڑھا کر مظاہرعلوم کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے۔

خود قبلہ فقیہ الاسلام فرماتے ہیں

''مظاہرعلوم کے ہنگامہ کے وقت میں حدیث کے تمام اسباق پڑھاتا رہا، لوگ طرح طرح کی باتیں کرتے رہے، میں نے یقین کرلیا تھا کہ جو اللہ چاہیں گے وہی ہوگا، تیرے فکر سے کچھ نہیں ہوگا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میں الحمدللہ سکون وعافیت سے رہا'' (آئینۂ مظاہرعلوم ستمبر ۲۰۰۳ء ص ۲۷)

نائب ناظم

حضرت اقدس مولانا محمد اسعداللہ صاحبؒ ضعف، پیرانہ سالی اور مختلف عوارض کی وجہ سے مظاہرعلوم جیسے بڑے ادارے کے لئے ایک ایسے نائب کی ضرورت تھی جو مدرسہ مظاہرعلوم کا خوشہ چین، یہاں کا پروردہ، یہاں کے اکابر

واسلاف کے نقوش تابندہ کو دل وجان سے گلے لگانے کے علاوہ یہاں کے مزاج ومذاق کے عین مطابق، سیاست اور سیاسی افراد سے دور نیز حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ کے ایماء ومشوروں اور آپ کے مزاج کو سمجھنے اور کما حقہ مدرسہ کا نظام سنبھالنے کی قوت وصلاحیت رکھتا ہو اور قبلہ فقیہ الاسلامؒ کی مثال کاروان مظاہر میں اس وقت ایسی تھی گویا ع

حلقے میں ستاروں کے قمر دیکھ رہے ہیں

اور پھر بزرگان دین، سلف صالحین اور اکابر مظاہر کی نظر کیمیا اثر آپ پر پڑی اور ہندوستان کے اس عظیم مرکزی ادارہ کا بار نظامت قبلہ مفتی مظفر حسین صاحبؒ کے کاندھوں پر ڈال ہی دیا۔

شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنیؒ مدینہ منورہ سے قبلہ فقیہ الاسلامؒ کے نام اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں

''تمہارے لئے اور مدرسہ کے لئے بہت اہتمام سے دعا کرتا ہوں مدرسہ میرے حضرت (حضرت مولانا خلیل احمد صاحب انبہٹویؒ) کا باغ ہے اور جتنی مجھے اس کی فکر رہتی ہے اتنی موجودین میں سے کسی کو نہیں ہوگی اور تم اس باغ کے مالی ہو اللہ تعالیٰ تمہیں جملہ مکارہ سے محفوظ رکھے اور مدرسہ کو بھی''

ایک علمی شخص کے لئے کتابوں سے بڑھ کر کیا دولت ہوسکتی ہے چنانچہ آپؒ نے تاحیات درس وتدریس کو دل وجان سے لگائے رکھا، جو کتاب پڑھانے کو ملی، اس کا حق ادا کردیا، درس وتدریس ہی کیا کم ذمہ داری تھی اس پر مستزادیہ کہ عظیم الشان دارالافتاء کے عہدۂ صدارت کی ذمہ داری بھی آپؒ تاحیات نبھاتے رہے اور اہم ترین مسائل ادق وپیچیدہ اور مشکل ترین فقہی معاملات میں آپ نے اپنی

دانائی، کہنہ مشقی، بالغ نظری، معاملہ فہمی، دوراندیشی اور کمال مہارت کے ساتھ جوابات دیتے رہے اس سلسلہ میں بعض تاریخی فتاویٰ اور اہم فیصلے فتاوی مظہریہ کی غیر مطبوعہ ضخیم جلدوں میں موجود ہیں۔

دارالافتاء کی صدارت اور تدریس میں مصروفیت کے باوجود اپنے پیر ومرشد اور محسن حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ کے ایماء اور اپنے شیخ حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ اور دیگر اعیان ملت کے مشورو ں سے آپؒ نے اپنے مزاج ومذاق کے خلاف ہوتے ہوئے بھی کہ کہیں اساتذہ کے دل کو ٹھیس نہ پہنچے اس گرانبار عہدہ کو قبول فرمالیا ؎

تمام عمر اسی احتیاط میں گزری
کہ آشیاں کسی شاخ چمن پہ بار نہ ہو

حضرت مولانا نسیم احمد غازی مظاہری دامت برکاتہم (خلیفہ حضرت فقیہ الاسلامؒ) تحریر فرماتے ہیں

''حضرت (مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ) کے اعذار وامراض، ضعف وپیری اور کمزوری کی بناء پر ۱۳۸۵ھ میں ارباب شوریٰ نے فقیہ الامت حضرت اقدس مولانا مفتی مظفر حسین صاحب زاد مجدہٗ (حال ناظم اعلیٰ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور) کو نائب ناظم قرار دے کر حضرت والاؒ کا ان کو معین ومددگار اور شریک انتظام بنادیا۔ حضرت مفتی صاحب موصوف کا اس عہدہ نیابت پر تقرر یکم رمضان ۱۳۸۵ھ میں ہوا تھا حضرت والاؒ کی علالت ومعذوری کے زمانے میں حضرت والاؒ کی وفات تک حضرت مفتی صاحب موصوف نہایت مستعدی سے تمام انتظامی امور کو پورے طور پر باحسن وجوہ انجام دیتے رہے اور حضرت والاؒ کی وفات کے بعد آپؒ کو جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کا باقاعدہ ناظم اعلیٰ بنادیا گیا۔ حضرت مفتی

صاحب نظامت وبیعت دونوں امور میں حجۃ الاسلام حضرت ناظم صاحبؒ رحمۃ اللہ علیہ کے لائق اور سچے جانشین ہیں۔ (حیات اسعد)

یکم رمضان ۱۳۸۵ھ میں آپ صدر مفتی کے عہدے پر فائز رہتے ہوئے نائب ناظم مقرر ہوئے اور ۱۶/روپئے ترقی ماہانہ چار روپئے کے ساتھ ۶/شوال ۱۳۸۵ھ سے اور ترقی گریڈ سالانہ چار روپئیکم ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ سے آپ کی تنخواہ میں اضافہ ہوا اور اگلے سال سالانہ ترقی گریڈ یکم رمضان ۱۳۸۶ھ سے چار روپے ماہوار خصوصی طور پر آپ کے مشاہرہ میں بڑھائے گئے (روداد مدرسہ ۱۳۸۵ھ و ۱۳۸۶ھ)

فقیہ الاسلام صاحبؒ ضابطہ میں نائب بنائے گئے تھے لیکن ہر وقت اپنے استاذ و مرشد کی راحت کا خیال، مدرسہ کے اہم ترین مسائل کو خود سلجھانے اور نمٹانے میں حضرت حجۃ الاسلامؒ کے مزاج کی رعایت، مدرسہ کے مکمل انتظامی ڈھانچہ کو خوش اسلوبی کے ساتھ لے کر آگے بڑھنے، تعلیمات، مالیات، جائداد اور اندرونی و بیرونی ہر قسم کی ذمہ داریوں پر نظر اور مدرسہ کے معیار و وقار کو بلند تر کرنے کے عملی منصوبے بنانے میں اہم کردار ادا کرتے رہے اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت فقیہ الاسلامؒ کے نائب ناظم بننے سے حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد اسعد اللہ صاحب بہت زیادہ مسرور، نازاں وشاداں تھے، صرف اسلئے کہ اس بار امانت کو اٹھانے اور سنبھالنے کی آپ میں خصوصیت تھی۔ اور آپؒ نے بھی اپنے قول و عمل اور طور وطریق سے ثابت کردیا کہ اکابر امت کے فیصلے غلط نہیں ہوتے ہیں۔

آپؒ کے دور نیابت میں دور دراز سے آمدہ خطوط، مدرسہ کے معاملات میں

بزرگوں اوراہم شخصیات کے مکتوبات مدرسہ سے متعلق کسی قسم کی مراسلت، طلبہ کی مشکلات سن کراس کے ازالے کی فکر، اپنے ماتحتوں کی درخواستوں اوران کی اپیلوں پرغورساری ذمہ داریاں بحسن وخوبی نبھاتے رہے اورایک دورایسا آیا کہ مدرسہ سے متعلق خطوط ومراسلات اور بزرگوں کے مکتوبات تک آپؒ ہی کے نام سے آنے لگے حالانکہ حضرت حجۃ الاسلامؒ حیات تھے اورالحمدللہ آخرتک بہ ہوش وحواس رہے۔

حضرت فقیہ الاسلامؒ کی ذات گرامی پر بزرگوں، مدرسہ کے سرپرستوں اورخودآپ کے پیرومرشد حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ کوکس قدراعتماد تھا اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ کی حیات ہی میں مدرسہ کی طرف سے شائع ہونے والی روددادوں میں قائم مقام ناظم ومہتمم چھپنے لگا۔

حج بیت اللہ

عبادت وریاضت میں انہماک اورشوق ولگن کا ذکران شاء اللہ آئندہ صفحات میں آئے گالیکن یہاں آپ کے سفرحج کاذکرزیادہ مناسب سمجھتا ہوں کیونکہ حج بیت اللہ کی سعادت اسی دورمیں ہوئی تھی۔

۱۵/ذی قعدہ ۱۳۸۸ھ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ کوحج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی اس مقدس سفرمیں آپ کی والدہ ماجدہ بھی ساتھ تھیں، اس طرح حضرکے علاوہ سفرمیں بھی والدہ ماجدہ کی خدمت کاموقع ملا تقریباً تین ماہ حرمین شریفین میں حج وزیارت اورطواف کعبہ کے بعد

۲۵؍صفرالمظفر ۱۳۸۹ کوبخیروخوبی واپس سہارنپورتشریف لائے۔
مظاہرعلوم کی روودود بابت ۱۳۸۷ھ تا ۱۳۹۰ھ میں آپ کے سفر کی ان الفاظ میں اطلاع دی گئی۔

''۱۷؍ذی قعدہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۵؍فروری ۱۹۶۹ء کو حضرت الحاج مولانا مفتی مظفرحسین صاحب حج وزیارت حرمین شریفین کیلئے تشریف لے گئے اور ۲۵؍صفر ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۳؍مئی ۱۹۶۹ء کو رونق افروز سہارنپور ہوئے''(روانگی حج کی تاریخ روداد مظاہر میں غلط درج ہوگئی ہے اصل ۲۵ ذی قعدہ ہے (ن۔م)

قبلہ فقیہ الاسلام کے سفرحج پر جانے سے آپ کے ماتحتوں اورشاگردوں کے علاوہ آپ کے اساتذہ کو بھی بہت خوشی ہوئی تھی ،آپ کے استاذ حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے حضرت فقیہ الاسلامؒ کے نام ایک مکتوب گرامی ارسال فرمایا تھا جس میں مدرسہ اور ملک کے اجمالی حالات بھی تحریر فرمائے تھے جس سے قبلہ فقیہ الاسلام کے دور نیابت اورآپ کی حیثیت واہمیت کا بخوبی پتہ چلتا ہے ،خط کا مکمل متن درج ذیل ہے۔

''باسمہ سبحانہ

عزیزم الحاج قاری مفتی مظفرحسین صاحب سلمہٗ

بعد سلام مسنون

سب سے پہلے تو حج کی مبارک باد پیش کرتا ہوں ،اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے اورزیارت متقبلہ نہایت سہولت وآسانی کے ساتھ میسر فرمائے اور بااحسن وجوہ ملاقات میسر فرمائے ،والدہ صاحبہ کی

خدمت میں بھی سلام مسنون۔

اس کے بعد آج ۱۲؍ذی الحجہ کو تمہارا محبت نامہ تم نے جہاز پر سوار ہوتے وقت حاجی ریاض الدین صاحب جیسے معتمد آدمی کو دیا آج نظام الدین سے پہنچ گیا، حاجی ریاض الدین خود بھی ایک ہفتہ قبل آئے تھے اور تمہارے محبت نامے کا مژدہ بھی سنا گئے تھے کہ میں نے کسی کے ہاتھ نظام الدین بھیج دیا، مدرسہ میں بحمد اللہ خیریت ہے اور شہر میں بھی الحمدللہ قربانی کے ایام خیریت سے گذر گئے ،عیدالاضحیٰ کی ۸؍بجے قاری نسیم نے پڑھائی ،عزیزم مولوی وقار اپنی ہمشیرہ کی شادی کی وجہ سے عید کی تعطیل سے دو روز قبل چلے گئے تھے لیکن حضرت ناظم صاحب کی وجہ سے میری درخواست پر عید روز شام ہی کو آگئے ،آنا تو چاہئے تھا رات کو نو بجے مگر گاڑی لیٹ تھی رات کو ڈیڑھ بجے پہنچی ،اللہ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے ،بہت انہماک سے کام کر رہے تھے۔

ہولی کا ہنگامہ ایک ہفتہ سے شروع ہو رہا ہے اور روز افزوں ہے اللہ تعالیٰ اسے بھی پورا کردے ،والدہ صاحبہ کی خدمت میں اور ملا اللہ بندہ کی خدمت میں سلام مسنون اور دعاؤں کی درخواست اور سب سے مدینہ پاک حاضری پر روضہ اقدس پر دست بستہ صلوۃ وسلام۔

حضرت شیخ بقلم شاہد غفرلہ

۱۳؍ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ

از راقم سلام مسنون والتجائے دعا“

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ حضرت فقیہ الاسلامؒ نے صرف ایک بار حج کیا ہے کیونکہ از روئے شریعت ہر صاحب استطاعت پر پوری عمر میں ایک بار حج فرض ہے اس کے بعد سارے حج نفلی شمار ہوتے ہیں۔

حضرت کا پہلا اور آخری سفر حج اس معنیٰ کر نہایت اہمیت کا حامل اور تاریخی شمار کیا جائیگا کہ اس سفر میں حضرت شیخ معبود المعمرؒ سے شرف ملاقات و نیاز حاصل ہوا جو اس وقت ڈیڑھ سو برس کے تھے اور حضرت اقدس سید الطائفہ حاجی امداد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کے ساتھیوں میں سے تھے، اس کے علاوہ اسی سفر میں عالم عرب کے مشہور ادیب، شاعر حرم حضرت شیخ حسن سیوطیؒ سے بھی زیارت وملاقات کا موقع ملا تھا۔

قائم مقام ناظم

آپؒ کے پیر و مرشد اور استاذ گرامی حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ ۱۵؍رجب المرجب ۱۳۹۹ھ دوشنبہ رات ایک بجے دار فانی سے دار جاودانی کی طرف رحلت فرماگئے، آپ کے پردہ فرمانے سے چمنستان مظاہر علوم مرجھا سا گیا، ہر فرد ہمدیدہ ورنجیدہ اور ہر کسی کے چہرہ سے افسردگی و پژمردگی صاف عیاں تھی اور ہر شخص اپنے آپ کو تعزیت کا مستحق سمجھتا تھا قبلہ فقیہ الاسلامؒ کے لئے بھی یہ اندوہناک حادثۂ فاجعہ تھا لیکن الحمد للہ جس ثبات قدمی، اولوالعزمی اور صبر وسکوت کا آپ نے مظاہرہ فرمایا وہ یقیناً آپ کا خاصہ تھا، مظاہر علوم کی

مسند نظامت خالی ہوگئی تھی دو چار مہینہ نہیں مکمل سترہ ماہ سے مظاہر علوم کا مسند اہتمام اپنے نو وارد کے لئے پلکیں بچھائے ہوئے تھا بالآخر ع کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے ارباب حل وعقد اور اکابر مظاہر نے اتفاق رائے سے قبلہ فقیہ الاسلامؒ کو مدرسہ کا قائم مقام ناظم و مہتمم مقرر فرمایا اور یہ تجویز پاس کی گئی

''۱۵ ررجب کو حضرت الحاج الشاہ مولانا محمد اسعد اللہ صاحب مرحوم ناظم اعلیٰ مدرسہ کے انتقال کی وجہ سے جو جگہ خالی ہوئی ہے، اس کو سردست پر کرنے کے لئے قرار پایا کہ فی الحال حضرت مولانا الحاج الحافظ المفتی مظفر حسین صاحب جو اب نائب ناظم ہیں وہ بحیثیت قائم مقام ناظم کام کریں اور جن کاغذات پر حضرت ناظم صاحب مرحوم کے دستخط ضروری تھے ان پر مولانا مفتی مظفر حسین صاحب بحیثیت قائم مقام ناظم دستخط ثبت فرمائیں۔''

(روداد ۱۳۹۹ھ ص۔ ۴)

اسی سال سے آپ کے مشاہرہ میں بھی اضافہ کیا گیا اور روداد مظاہر علوم میں درج ذیل عبارت تحریر کی گئی

''حسب تجویز سرپرستان صاحبان قائم مقام ناظم اعلیٰ مدرسہ ہذا اور تین سالہ گریڈ کے تیس روپے از ماہ رمضان اضافہ ہوا (روداد مدرسہ ۱۳۹۹ھ)

عہدۂ نظامت

اپنے بزرگوں کے دئے ہوئے اس بار امانت کو قبلہ فقیہ الاسلامؒ نہ صرف سنبھالے رکھا بلکہ جو خدمت بھی آپ کے سپرد کی گئی اس کا حق ادا فرمادیا چنانچہ حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحبؒ کی مؤمنانہ فراست اور ایمانی بصیرت نے قبلہ فقیہ الاسلامؒ ہی کو اس گرانبار امانت کا سب سے اچھا اور بہتر امین سمجھتے ہوئے

آپ کیلئے عہدہ انتظام کو بایں تحریر خاص کر دیا۔

’’حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ ناظم مدرسہ کے انتقال کو تقریباً ۱۷ ماہ گذر چکے ہیں ان کی جگہ جناب مفتی مظفر حسین صاحب بطور قائم مقام نظامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ بعد غور وخوض قرار پایا کہ یہ عہدہ مستقل طور پر مفتی مظفر حسین صاحب کے سپرد کر دیا جائے۔ نائب ناظم اور ناظم کی بنیادی تنخواہ کا جو ایک سو روپیہ کا فرق ہے وہ یکم محرم ۱۴۰۱ھ سے حضرت مفتی مظفر حسین صاحب کی موجودہ تنخواہ میں شامل کر دیا جائے‘‘

بہر حال بزرگوں کے اس حسن انتخاب کے بعد ۱۴۰۰ھ کی روداد میں آپ کے نام کے ساتھ قائم مقام ناظم اعلیٰ اور ۱۴۰۱ھ سے ناظم مدرسہ لکھا جانے لگا۔

حضرت مولانا اطہر حسین صاحب مدظلہ نے قبلہ فقیہ الاسلام کی نظامت کے تدریجی مراحل ترقیات، تدریسی وفقہی خدمات، آپ کے دور میں مظاہر علوم کے عروج وارتقاء، کتب خانہ اور طلبہ عزیز کی تعداد میں حیرت انگیز اضافے اور آپ کی اہم صفات کو نہایت اجمال کے ساتھ اپنی کتاب ’’نفح المشموم‘‘ میں بایں الفاظ ذکر فرمایا ہے۔

’’واختاره الشيخ محمدزكريا الكاندهلوى والشيخ محمداسعدالله الرامفورى واعضاء الجامعة نائبا للمدير فى رمضان ۱۳۸۵ھ ثم بعد زمان، عُرض عليه منصب الادارة فانكره اولاً ثم قبله ۱۴۰۱ھ بعدما ألحّ عليه بعض اعضاء الجامعة، فهوالمدير الاعلى من ذلك الزمان الى

الآن وقدمضى على ادارته مع شغل التدريس نحوعشرين سنة يشرف على شؤنها يسعیٰ فی ارتقائها وازدهارها، وتقدمت الجامعة فی زمنه تقدماً باهراً، بُنيت فيهاعدة بنايات فسيحة وازداد ايضاً قسم التخصص فی التفسير وقسم تدريب الافتاء حسب المنهاج الحالی ۔ ونمت فروع شتی لتحفيظ القرآن الکريم مع تجويده، وظهرت زيادات فی شهريات المدرسين والعاملين، وتعديلات فی المنهاج الدراسی، وبلغ عدد الطلاب الی نحوالف وثمانمائة، وانتهت فی مکتبتها کتب العلوم المختلفة بين مطبوع ومخطوط الی نحوثلث مائةوالف۔“

عالم گیر وہمہ گیر شخصیت

اخیر کے چند سالوں میں امراض واسقام کے تسلسل اورشب وروز اسفار وہجوم کار کے باعث تدریس کا باضابطہ سلسلہ منقطع ہوگیا اورآپ کے زیر درس بخاری شریف حضرت مولانا علامہ محمد عثمان غنی صاحب مدظلہ کے پاس اورترمذی شریف جناب مولانا رئیس الدین صاحب کے پاس منتقل ہوگئیں لیکن علوم وفنون کا استحضار، حدیث وتفسیر کی باریکیوں،نکتہ آفرینیوں اوراس کے ابحاث کی پیچیدگیوں سے مکمل طور پر واقف وباخبر رہے ۔ ذہنی رگ کے پھٹنے ،آپریشن کے سبب ضعف ونقاہت بڑھنے ،کثرت سے اسفار میں رہنے اورطلبہ وعملہ ، مریدین و معتقدین اورمہمانوں کے ہجوم میں گھرے ہونے کے

باوجود کتب بینی کے ذوق اور مطالعہ کے شوق سے کبھی ناغہ نہیں ہوا، فقہ وفتاویٰ کے جزئیات ہوں یا اساتذۂ مدرسہ کے علمی اشکالات، ملک وبیرون ملک سے مختلف دینی، ملی اور اصلاحی خطوط کے جوابات، مدرسہ کے انتظام وانصرام پر مکمل توجہ اور اسلام کی حقانیت اور اس کی ترویج واشاعت کے لئے فکرمندی، دعوت وتبلیغ کا کام انجام دینے والوں کے لئے دعائیں اور درس وتدریس کا فرض ادا کرنے والوں کی حوصلہ افزائی، تصنیفات وتالیفات کی افادیت اور خلق خدا ان کتابوں سے بھرپور رہنمائی حاصل کرے اس کیلئے تقریظات، مدرسہ میں زیر تعلیم طلبہ کے روشن مستقبل کے لئے جگرسوزی، مدارس دینیہ کی تابنا کی اور تنظیماتِ اسلامی کے بقاء واستحکام کے لئے خلق خدا سے ہر ممکن امداد واعانت کے لئے سیکڑوں اپیلیں غرض قبلہ فقیہ الاسلامؒ ایمان ویقین کی ایسی قندیلیں روشن کر گئے ہیں جن کی ضوفشانیوں اور کرنوں سے انشاء اللہ صدیوں تک نوع انسان رہنمائی حاصل کرتے رہیں گے، انہوں نے راہ ہدایت کے متوالوں کیلئے رشد وہدایت کے سوتے اور چشمے تلاش کئے جو ان شاء اللہ تا قیامت خشک نہیں ہوں گے انہوں نے شیدائیان علم دین کیلئے تاحیات درس وتدریس کے ذریعہ پھول برسائے، انہوں نے صحیح راستوں اور سچی راہوں کے متلاشیوں کی انگلی پکڑ پکڑ کر اور بھٹکے ہوئے افراد کے دامن کو تھام تھام کر رہنمائی اور رہبری کے فرائض انجام دئے وہ بنی نوع انسان کی تباہی وبربادی ملت اسلامیہ کی ڈگمگاتی کشتی، عالم اسلام کی زبوں حالی، اسلامی عبادت گاہوں کے تقدس کی پامالی، مسلمانان عالم کی پست ہمتی بالخصوص عالم اسلام کی خاموشی اور مختلف اسلامی

ممالک پر صہیونی حملوں، صلیبی وتلبیسی سازشوں پر دل کی گہرائیوں سے افسردہ وسنجیدہ تھے اور ہر ممکن کوشش فرماتے تھے کہ اسلام کی عظمت رفتہ بحال ہوجائے ،مسلمانوں کو ان کا کھویا ہوا عالی مقام مل جائے اور مسلمان اپنی اجتماعیت سے فسطائیت کے پرخچے اڑا کر رکھ دیں ،اپنی تقریروں میں ،تحریروں میں ،اپنوں میں ،بیگانوں میں ہر جگہ اور ہر سطح کے لوگوں میں اپنے دل کی بات صحیح اور سچی بات چاہے کتنی ہی کڑوی کیوں نہ ہو بلا کسی خوف لومۃ لائم کے کہنے میں دریغ نہیں فرماتے تھے،حق کی خاطر سینہ سپر ،سربکفن ،سنجیدگی ومتانت کا پیکر دلنواز ،نہ تصنع کی چمک ،نہ بناوٹ کی رمق ،سادگی پسند سادہ مزاج ، اپنوں سے پیار بیگانوں سے الفت ،بات کریں تو پھول جھڑیں ،مسکرائیں تو کلیاں شرمائیں ،آواز میں نرمی ولطافت ،بولنے پر آئیں تو موج دریا کا آبشار،خاموش ہوں تو فرشتہ صورت نظر آئیں ،خوب صورت چہرہ، کشادہ پیشانی، گندم گوں، متوسط القامت ،نہ کم سخن ،نہ بسیار گو،حق گو،حق جو، چلنے میں تیزی جیسے کسی ڈھلان سے اتر رہے ہوں ، نیچی نظریں ،سلام میں پہل ،علوم وفنون کا ایسا استحضار کہ کسی بھی موضوع پر گفتگو کریں مکمل تعاون ملے گا حدیث وتفسیر کے باریک سے باریک اشکال کریں دلائل کا انبار ملے گا ،صرف ونحو کی باتیں چھیڑ دیں تو کشمیری وبلیاوی کا عکس محسوس ہوں ،فقہ وفتاویٰ کا کوئی مسئلہ یا مآخذ پوچھ بیٹھیں تو شامی وبزازیہ ،عالم گیری وتاتارخانیہ سے متعدد حوالہ جات پیش ہوں، کسی حدیث کی بابت پوچھ لیں تو مختلف کتب احادیث کی تعیین ،کسی بزرگ کا صرف مقولہ معلوم ہو اور صاحب مقولہ کا اسم گرامی دستیاب نہ ہوتا ہو تو مایوس نہ ہوں آپ کے دربار

گھر بار میں پہنچ کر اپنی تشنگی بجھایئے۔

کون سی خوبی پہ جاں دوں کس ادا پر مر مٹوں
خوبیاں لاکھوں بھری ہیں آپ کی تصویر میں

آپؒ اکابر کی روایات کے سچے محافظ، ہر قدم پر امداد ورشید واشرف کے خطوط ونقوش پر مشایعت، کسی کے خلاف کبھی بھی غیبت نہیں فرمائی، دشمنوں پر الطاف کریمانہ اغیار سے بھی مراحم خسروانہ، برادران وطن سے بھی ملاقات والہانہ، نہ اپنوں کا گلہ نہ غیروں کا شکوہ، صبر وچشم پوشی، اخلاق وتواضع اور تدین وتقویٰ کم از کم میری نظروں نے آپ جیسا نہیں دیکھا۔

استاذ محترم حضرت مولانا علامہ محمد عثمان غنی صاحبؒ نے احقر سے فرمایا تھا کہ

> ''میں نے علوم وفنون کے استحضار اور حدیث واصول کے باب میں شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ کے بعد حضرت مفتی صاحبؒ جیسا باکمال عالم نہیں دیکھا''

فیضان مغاں ہے عام یہاں

مظاہر علوم سہارنپور میں پچاس سالہ درس وتدریس کے طویل ترین دور میں درس نظامی کی اکثر کتب بلکہ ابتدائی جماعت کی چند کتابوں کو چھوڑ کر سبھی کتابوں کے درس کا آپ کی ذات گرامی کو امتیاز واختصاص حاصل ہے، تقریباً اکیس سال تک سنن ترمذی شریف کا جو محدثانہ، مفکرانہ، فقیہانہ اور مدبرانہ درس دیا اور اس طویل دور میں جن گرانقدر شخصیات نے آپ سے شرف تلمذ اور اکتساب فیض کیا

ان میں ہندستان اور ہندوستان سے باہر ملکوں کے علما کی بہت بڑی تعداد ہے جن میں سے بعض محدث کبیر ہیں تو بعض مفتیِ اعظم ،بعض داعی اسلام ہیں تو بعض عظیم اداروں اور تنظیموں کے روح و رواں غرض ؎

فیضانِ مغاں ہے عام یہاں ،شکوے کی یہاں پر بات نہیں

جس رند کا جتنا ظرف ہے بس اتنی ہی پلایا کرتے ہیں

یوں تو ہر کتاب آپ کے لئے جیب کی گھڑی اور ہاتھ کی چھڑی سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی تھی ،حدیث وتفسیر اور خاص کر فقہ وفتاویٰ پر جو درک اور مہارت تامہ آپ کو حاصل تھی اس کی دنیا گواہ ہے، جب حدیث وتفسیر کی باریکیوں پر بات شروع فرماتے تو گویا معلومات کا دہانہ کھل جاتا، دوران درس اکابر واسلاف کے فرامین، بزرگوں کے استنباطات، فقہی جزئیات، رواۃ کے حالات، جرح وتعدیل ،آیات وروایات سے مسائل کا استخراج ،طویل ترین حدیث کا مختصر دلچسپ اور پر مغز خلاصہ ،نکتوں سے نکتہ نکالنے کا ملکہ ،ایک ایک حدیث سے حنفی مسلک کے اثبات کیلئے ایڑی چوٹی کا زور اور قرآن وسنت ،اجماع وقیاس کا بھرپور سہارا، مختصر ترین حدیث پر طویل ترین تقریر فرماتے تھے آپ کا کلام بناوٹ اور لایعنی باتوں سے پاک وصاف ہوتا تھا۔

احقر کو بخاری شریف جلد اول اور ترمذی شریف جلد اول آپؒ ہی سے پڑھنے کا موقع ملا، احقر کو اچھی طرح یاد ہے کہ صرف باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کئی دن تک محققانہ اور فقیہانہ تقریر فرماتے رہے، گھنٹہ کے ختم پر جہاں تک بات پہنچی تھی اگلا سبق اسی بات

سے شروع فرماتے تھے۔ دو دو گھنٹے ایک ہی زاوئے اور ایک ہی نشست پر بیٹھ کر پڑھانا، حدیث نبوی کے احترام میں دو زانو بیٹھنا، تقریر میں لا یعنی باتوں اور ادھر اُدھر کی لغویات سے مکمل احتراز آپ کا خاصہ تھا، جب آپ دوران سبق تقریر شروع فرماتے یا کسی اختلافی اور نزاعی مسئلہ پر گفتگو کرتے تو ایسا محسوس ہوتا کہ گویا سمندر کی شدید لہروں اور تھپیڑوں میں خس و خاشاک بہتے جا رہے ہیں، طلبہ آپ کی تقریر کے دوران ایسا محو ہو جاتے کہ انہیں اپنے آپ کا خیال تک نہ رہتا تھا، صرف لفظ غسل پر مسلسل تین دن تک کلام فرماتے رہے اور دوران سبق اپنے محدثانہ محققانہ اور فقیہانہ اسلوب و بانکپن سے آگے نہیں بڑھتے تھے، آپ کی ایک بہت ہی اچھی اور پیاری عادت یہ تھی کہ آپ دوران تقریر ''ایک بات اور سن لو'' ''ایک بات رہ گئی'' جیسے الفاظ بول کر کئی کئی گھنٹے تقریر فرما دیتے تھے اور مجمع ٹس سے مس نہیں ہوتا تھا۔

احقر اور احقر کے کئی ساتھیوں میں یہ بات پہلے ہی طے ہو جاتی کہ اس جگہ فلاں سلسلے میں تم پوچھنا اور فلاں مسئلے میں میں اعتراض کروں گا اور یہ سارے تانے بانے بن کر جب سبق میں پہنچتے، سبق شروع ہوتا اور کوئی طالب علم سوچتا کہ اب حضرت خاموش ہوں تو پہلے سے متعین کردہ فلاں اعتراض کروں گا لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا ٹھیک اسی وقت حضرت علیہ الرحمہ اسی عنوان اور اسی موضوع و مسئلہ پر گفتگو فرما رہے ہوتے تھے، یہ اور اس کے علاوہ متعدد واقعات ایسے پیش آتے رہے جس سے خرق و عادات، کشف و کرامات اور آپ کی ایمانی بصیرت و مومنانہ فراست کھل کر ظاہر ہوتی تھی۔

کہنے سے پہلے سمجھ لینا ہمیشہ دل کی بات
آخر اس کو کیا کہوں روشن ضمیری کے سوا

بسا اوقات آپؒ بالکل خالی الذہن ہوتے تھے کوئی ہمہ گیر موضوع ذہن میں نہ ہوتا تھا اور متعلقین تقریر کی فرمائش اور درخواست کرتے تو حضرتؒ بطور نصیحت کچھ فرمانا شروع کرتے اور بات سے بات، عنوان سے عنوان ملتا اور جڑتا چلا جاتا اور نوبت یہاں تک پہنچتی کہ آپ کی وہ مجلس کئی کئی گھنٹوں پر مشتمل ہوتی تھی۔

وہ ہندوستان اور ہندوستان سے باہر علماء کرام کی صف اول کے ممتاز فرد فرید تھے، لاکھوں عقیدت مندوں کی تمناؤں کے مرکز، صلحاء امت کی دعا نیم شبی کے پرتو، مظاہر علوم کے اساتذہ کے مابین ایک مشفق ناظم و متولی، طلبہ عزیز کے لئے ایک پر وقار بارعب اور سنجیدہ استاذ حدیث، سیکڑوں مریدین، معتقدین و متوسلین اور خلفاء مجازین کے پیر و مرشد، بہت سے دینی اداروں کے سرپرست اور مختلف دینی امور انجام دینے والی اسلامی تنظیمات کے خاموش و گمنام رہبر اور اپنے اہل خانہ کے لئے نہایت شفیق اور حلیم شخصیت کے حامل تھے۔

سلوک وتصوف:

فقیہ الاسلام حضرت مفتی مظفر حسین صاحبؒ جیسے علم دین کی دولت سے آراستہ و پیراستہ تھے اور درس نظامی کی ہر کتاب پر جس طرح مہارت رکھتے تھے اسی طرح سلوک و تصوف کے میدان کے مجاہد بھی تھے، آپ کے اندر بزرگان دین اور سلف صالحین کی دعاؤں اور نیک تمناؤں کا عکس موجود

تھا، آپ کے والد ماجدؒ کی ذات گرامی اپنے دور میں آفتاب و ماہتاب تھی پھر مظاہر علوم کا علمی، نورانی، مبارک و پاکیزہ ماحول، خانقاہوں کا عروج، قطب العالم حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنیؒ کی مشہور و معروف شخصیت اور آپ کی روحانی مرکزیت و علمی مرجعیت، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحب (خلیفہ حضرت تھانویؒ) کی دکان معرفت، استاذ العلماء حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب کامل پوریؒ کی نادرۂ روزگار شخصیت اور اللہ کا بہت بڑا احسان کہ استاذ الکل شیخ الاسلام حضرت مولانا سید عبد اللطیف صاحب پورقاضویؒ کا وجود گرامی غرض اس وقت حاملین طریقت اور سالکین تصوف کی ایک منڈی مظاہر علوم میں موجود تھی۔ جہاں سلوک و تصوف کا ہر سامان دستیاب تھا، جہاں معرفت و روحانیت کے جام چھلکتے اور خم کے خم لنڈھائے جاتے تھے، جہاں کی شراب معرفت نوش جان کر کے سالک روحانیت کے اعلیٰ مدارج کو طے کرتا تھا اور ہر شخص اپنے اپنے ظرف کے مطابق اس دریائے بیکراں سے سیراب و فیضیاب ہوتا تھا۔

فقیہ الاسلامؒ کو چونکہ استاذ گرامی حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنیؒ سے بے پناہ محبت اور عقیدت تھی، اس لئے آپؒ سے بیعت و ارادت کا رشتہ استوار کیا لیکن آپ کا مزاج تھانوی رنگ سے ہمرنگ تھا جبکہ استاذ محترم کے یہاں خلیلی و رشیدی کا ابر باراں برستا تھا، اس لئے اپنے مشفق و کرم فرما حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ محمد اسعد اللہ صاحبؒ کے دربار گہربار میں پہنچ کر تمغۂ خلافت و اجازت حاصل کیا اور مرشد گرامی نے درج ذیل تحریر سامی سپرد قلم فرمائیں۔

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔ حامداً ومصلیاً

مورخہ ۵ رمحرم الحرام ۹۶ھ بروز پنجشنبہ قبل اذان عصر حضرت مفتی مظفرحسین صاحب نائب ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کو اجازت بیعت وتلقین دی گئی۔ فقط محمد اسعد اللہ

فقیہ الاسلامؒ سے مرشد گرامی کو جو محبت اور خصوصی شفقت تھی اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب حضرت فقیہ الاسلام خمخانہ اسعدی کے جرعہ نوشوں میں شامل ہوئے تو دستور یہ ہے کہ طالب وسالک خوش ہوتا ہے لیکن یہاں سارا معاملہ برعکس تھا، حجۃ الاسلام مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ اپنے شاگرد رشید کو خلافت دیکر نہایت مسرور وشاداں تھے اور خلافت بھی مجمع عام میں عطا فرمائی تاکہ دنیا کو قبلہ فقیہ الاسلامؒ کی اس خوبی کا بھی پتہ چل جائے، یہی نہیں حضرت مرشد گرامی کی خوشی کا اس سے بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اپنے مصاحبین اور حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ

''شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ (اس وقت شیخ الحدیثؒ مکہ مکرمہ میں تھے) کو اس کی اطلاع کردو کہ میں نے آج مفتی مظفر حسین صاحب کو اجازت بیعت وخلافت دیدی ہے''

ادیب زماں حضرت مولانا اطہر حسین صاحب اپنی معرکۃ الآراء تصنیف ''نفح المشموم'' میں رقم طراز ہیں۔

''واجازه برواية جميع مرويات الحديث، وبيعة الارشاد والسلوك في السلاسل الاربعة بين يدي جم غفير

فی ۱۳۹۶ھ (کمــا اجازہ مشائخ اخر من اصحاب الشیخ الکبیر حسین احمد المدنی، والامام الشیخ عبدالقادر الرائفوری) وکان الشیخ محمداسعدالله الرامفوری مسروراً بتلک الاجازۃ حتی قال لبعض خدامہ، عند ما اجازہ "اکتبوا الی الشیخ محمدزکریا انی اجزتہ" (وکان اذ ذاک بمکۃ المکرمۃ) وسبب مسرتہ انہ اجاز من ھواھلھا وخیر مصرف لھا وحری بھا لانہ رجل کریم متورع متواضع صالح الاعمال حسن الاخلاق، لین الطبع کریم الصحبۃ قانعاً بالکفاف کا لسلف الصالح فی الزھد عن الدنیا ومزخرفاتھا وفی الاخلاق والتورع والصدق والمواظبۃ علی الاذکار والعبادات، غلب علی طبعہ الرأفۃ والشفقۃ علی الخلق والجود والسخا وتارۃً یبذل من المال قدراً خطیراً علی طلاب العلم وغیرھم من ذوی الحاجات، ولذاترک ضیعتہ التی توارثھا عن والدہ لاسترزاق اقاربہ ولم یستفدمنھا شیئاًقط وماأخذمنھم عوضاًولااجراً"

قبلہ فقیہ الاسلامؒ سے کسی نے عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ نے آپ کے متعلق یہ ارشاد فرمایا تھا کہ اگر کسی کو اس زمانہ میں نوجوان ولی دیکھنا ہوتو ان کو (آپ کو) دیکھ لے، اس پر حضرت فقیہ الاسلامؒ نے فرمایا

"واقعی حضرت ناظم صاحبؒ کو مجھ سے بہت تعلق تھا اور یہ فرماتے تھے کہ بیٹے محمد اللہ سے بھی تعلق ہے مگر ان سے جسمانی تعلق ہے جو ایک فطری بات ہے لیکن روحانی اعتبار سے جس قدر تعلق تم سے ہے ان سے نہیں، حضرتؒ کی مجھ ناکارہ پر بہت زیادہ شفقتیں تھیں، جو کچھ بھی ہے ان ہی کی دعاؤں کا ثمرہ ہے"

(ملفوظات فقیہ الاسلام صفحہ۔ ۱۶۴)

حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب میرٹھی لکھتے ہیں

"ہمارے حضرت کے شیخ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ سابق ناظم اعلیٰ جامعہ مظاہر علوم وقف سہارنپور آپ سے بہت محبت کرتے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت مفتی صاحب حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحب کے مزاج سے واقف تھے، حضرت خود فرماتے ہیں کہ مدرسہ کے معاملہ میں جب کوئی مشورہ ہوتا تو میں ایک نقاد کی طرح اس کو سنتا اور بعد میں غور کر کے جب اس کے نشیب و فراز کی روشنی میں کچھ معروضات پیش کرتا تو حضرت بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ قبول فرما لیتے۔

حضرت کو آپ کے شیخ تنہائی میں بیٹا کہہ کر پکارتے اور مجلس میں "ہمارے مفتی صاحب" کہتے تھے، ایک بار ایسا ہوا کہ مجلس میں حضرت پہونچے تو کسی نے "مفتی صاحب" کہہ دیا تو فوراً حضرت ناظمؒ صاحب نے ارشاد فرمایا "لوگوں کو سلیقہ نہیں حضرت مفتی صاحب کہنا چاہئے"۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کی مجلس میں بھی آپ کی پذیرائی کا یہی عالم تھا حضرت شیخ بھی آپ کو ہمارے مفتی صاحب کہہ کر پکارتے تھے۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ نے نہ صرف یہ کہ آپ کو خلافت عطا فرمائی بلکہ آپ کی علمی و عملی صلاحیتوں کے بھی روز اول سے قائل تھے جس کا اظہار وقتاً وفوقتاً فرماتے رہتے۔

قاری حسام الدین نے مجھ سے بیان کیا کہ میں حاجی محمد عارف صاحب کو بغرض بیعت حضرت مفتی صاحب کے پاس لے گیا تو حضرت والا نے فرمایا ''بڑوں کی موجودگی میں میرے لئے ٹھیک نہیں کہ میں بیعت کروں حضرت ناظم صاحب کے پاس جاؤ اور وہاں بیعت کرادو اور میرا بھی نام لے دینا کہ مظفر نے بھیجا ہے''۔ چنانچہ میں حاجی محمد عارف کو حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحب کی خدمت میں لے گیا اور حضرت مفتی صاحب کا حوالہ دے دیا تو حضرت ناظم صاحب نے بیعت فرمالیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ ''گو مفتی صاحب عمر میں مجھ سے چھوٹے ہیں لیکن علم و عمل میں مجھ سے بہت بڑے ہیں'' حضرت ناظم صاحبؒ نے جب آپ کو اجازت بیعت مرحمت فرمائی تو مجلس میں مولانا محمد اللہ صاحب کو بلایا اور فرمایا کہ اس تحریر کو مجلس میں پڑھ کر سناؤ اور اس تحریر کو سنانے کے بعد پھر طلب کیا اور یوں فرمایا کہ

''یہ بھی اعلان کردو کہ مفتی مظفر اس کے اہل ہیں میری اولاد میں کوئی اس کا اہل نہیں''

(آئینہ مظاہر علوم جلد نمبر ۶ شمارہ ۲)

سیاسی مسلک

فقیہ الاسلامؒ کی مشہور و متعارف شخصیت مرجع خلائق تھی، آپ کے پاس ہر طبقہ و رتبہ اور ہر مسلک و مشرب اور مذہب کے افراد و شخصیات کا تانتا بندھا رہتا تھا جن میں ایک معتد بہ تعداد ایسے حضرات کی ہوتی تھی جو ملک کے کسی باوقار عہدے پر ہوتے یا اپوزیشن لیڈران جن کی پوزیشن سے سبھی واقف ہیں حاضر ہوتے رہتے تھے ،خاص کر الیکشن وغیرہ کے مواقع پر ملک کے دور دراز خطوں کے بعض اہم لیڈران صرف دعا کے لئے حاضر ہوتے تھے ،حضرتؒ ان لوگوں سے اپنی عادت اور مزاج و مذاق کے خلاف ہوتے ہوئے بھی بہت اخلاق اور تواضع سے پیش آتے تھے ،واردین میں ہندو بھی ہوتے تھے ،سکھ بھی ،مسلمان بھی ہوتے تھے اور دیگر مذاہب کے لوگ بھی بلکہ بعض مرتبہ پنڈت اور ملحد قسم کے افراد چاہے کسی بھی قسم کی پارٹی ہو،مرکزی لیڈر ہو یا صوبائی وزیر حضرت ناظم صاحبؒ کی کبھی کوئی سیاسی پارٹی نہیں رہی، کسی بھی پارٹی کے لئے کھل کر سامنے نہیں آئے ، اخبارات میں کسی مخصوص پارٹی کو ووٹ اور سپورٹ کرنے کے بیانات نہیں دئے اور ہمیشہ اپنے اکابر کے اصولوں اور روایتوں کو دل و جان سے گلے لگائے رکھا۔

حضرت فقیہ الاسلامؒ نے اپنے مسلک سے سرمو انحراف نہیں کیا،قدم قدم پر بزرگوں اور اسلاف کے متعین کردہ نقوش پر عمل پیرا رہے ،سیاسی پارٹیوں اور تقریبات میں شرکت نہیں فرمائی ،مسلک و قوم کے لئے جب بھی کوئی ایسا مرحلہ آیا جس سے ملک کی سالمیت مجروح یا قوم کی صالحیت مخدوش ہوئی تو

مختلف اخبارات میں آپ کا موقف اور صحیح و سچے تبصرے شائع ہوئے۔

کشمیر کے قضیہ پروہ کھل کر ہندوستان کی حمایت فرماتے رہے، مفتی سعید کشمیری کی بیٹی کے اغوا پر کھل کر اغوا کاروں کی مذمت فرمائی، ایمرجنسی حالات میں چونکہ براہ راست اسلام اور اہل اسلام کی ساکھ مجروح ہو رہی تھی اس لئے جم کر حکومت ہند کی مخالفت فرمائی، پاکستان کی کارگل میں دراندازی اور دوطرفہ جنگی ماحول کے موقع پر پاکستان کو خاطی اور قصوروار بتلایا، عراق پر پہلے اور دوسرے دونوں حملوں کو امریکہ کی کھلی اسلام دشمنی قرار دیا، ہندوستان میں مذہبی عبادت گاہ بل کی ببانگ دہل مخالفت فرمائی اور فیکس کے ذریعہ اس کالے قانون کو واپس لینے کی صدر جمہوریہ سے مانگ کی ''وندے ماترم'' کے مسئلہ پر حکومت ہند کی سخت الفاظ میں تنقید فرمائی، کھٹمنڈو سے اغوا کر کے قندھار لیجانے والے اغوا کاروں کی حرکت کو اسلام کی تعلیمات کے خلاف بتایا، دہشت گردی کسی بھی مذہب کی طرف سے ہو اور ہر دہشت گرد ثبوت کے ملنے پر مستحق سزا ہے آپؒ کا موقف تھا، غلط اور بے بنیاد ثبوتوں کی بنیاد پر کسی بھی شخص کی گرفتاری پر نکیر فرماتے تھے، افغانستان پر امریکی حملے سے بہت ہی رنجیدہ ہوئے غرض جب بھی کوئی ایسا موقع آیا جب اسلام اور اہل اسلام پر کسی بھی طرح انگشت نمائی کا موقع دشمنوں کو ملے اس سے پہلے آپؒ اپنے موقف کا اعلان فرماتے اور صحیح کو صحیح اور غلط کو غلط ٹھہراتے رہے۔

مسترشد کا ادب

حضرت حجۃ الاسلامؒ قبلہ فقیہ الاسلامؒ کو کس قدر پیار اور وقار کیساتھ پکارتے تھے، اس کا اندازہ محترم مولانا عبد العلی فاروقی لکھنوی کی اس تحریر سے

لگایا جاسکتا ہے۔

”(حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ) اپنے شاگردوں اور چھوٹوں کا نام اس طرح لیتے کہ عام طور پر لوگ اپنے سے کافی بلند و بالا شخصیتوں کا نام بھی اس طرح نہیں لیتے ہیں، حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب نائب ناظم مدرسہ مظاہر علوم جو حضرت ناظم صاحب مرحوم کے بہت ہی خصوصی شاگرد و معتمد تھے پس غیبت بھی حضرت مفتی صاحب ہی کے نام سے یاد فرماتے“ (حیات اسعد ص۔۱۹۱)

حضرت مولانا نسیم احمد غازی مظاہری مدظلہ لکھتے ہیں

”جامعہ مظاہر علوم کے مدرسین و اساتذہ میں اکثر آپ (حضرت مولانا محمد اسعد اللہؒ) ہی کے تلامذہ تھے بلکہ اپنے اخیر دور میں تو آپ استاذ الکل تھے لیکن آپ ان کے ساتھ اکرام و احترام کا ایسا معاملہ فرماتے تھے کہ گویا آپ ان سے چھوٹے ہیں، ان کے سامنے اگر نام لینے کی ضرورت پیش آتی تو حضرت مولانا شروع میں لگاتے اسی طرح اگر عدم موجودگی میں تذکرہ فرماتے یا ان میں سے کسی کا نام لیتے تو بہت اکرام و احترام کے ساتھ مثلاً حضرت مولانا سید وقار علی صاحب، حضرت مولانا محمد یونس صاحب، حضرت مفتی صاحب یا حضرت مفتی مظفر حسین صاحب“ (حیات اسعد ص۔۱۹۰و۱۹۱)

ایک دوسری جگہ رقم طراز ہیں

”حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کا ادب بہت زیادہ کرتے ہوئے دیکھا ہے (ایضاً صفحہ ۲۷۷)

حضرت مولانا محمد اسعد اللہؒ کی آخری وصیت

مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ نے عمر کے اخیر ایام میں جو وصیت فرمائی تھی اور اپنی نماز جنازہ پڑھانے کیلئے فقیہ الاسلامؒ کا انتخاب فرمایا تھا اس کی پوری تفصیل حضرت مولانا نسیم احمد غازی یوں رقم طراز ہیں۔

وصیت ونصیحت تو آپ کا مستقل وظیفہ حیات تھا زندگی کے اخیر دور میں ان کا اہتمام بہت بڑھ گیا تھا آپ تمام واردین وصادرین کو تقویٰ واتباع شریعت اور پیروی سنت کی ضرور وصیت فرماتے اور بہت عجیب رقت آمیز والہانہ انداز میں عموماً یہ شعر بھی پڑھتے تھے ۔ ؎

مری یہ نصیحت یاد رکھو
کہ ہر شے میں شریعت یاد رکھو

''بات بات میں رقت، شوق آخرت اور استغراق کی کیفیت کا غلبہ انتہا کو پہنچ چکا تھا، حضرت والا نے کئی دن پہلے فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی مظفرحسین صاحب سے فرمایا تھا کہ میری نماز جنازہ آپ پڑھائیں گے چنانچہ حضرت مفتی صاحب موصوف نے نماز جنازہ پڑھائی''

مولانا نسیم احمد غازی مظاہری مدظلہ ایک اور جگہ لکھتے ہیں

''(مولانا محمد اسعد اللہ صاحب کی نماز جنازہ کیلئے) مجمع میں بڑے بڑے اکابر تشریف فرما تھے اور حضرت والا کی وصیت تھی کہ میری نماز جنازہ حضرت مولانا مفتی مظفرحسین صاحب پڑھائیں اسلئے صاحبزادہ محترم (مولانا محمد اللہ مرحوم) نے حضرت مفتی صاحب سے کہا کہ آپ تشریف لاکر نمازہ جنازہ پڑھائیں، چنانچہ مفتی صاحب موصوف نے نماز جنازہ پڑھائی اسطرح حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ کی وصیت پوری ہوگئی'' (ایضاً۔۱۵۶)

فقیہ الاسلامؒ حضرت مولانا زکریا صاحب شیخ الحدیثؒ سے بیعت اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ سے اجازت وخلافت کے علاوہ حضرت مولانا محمد جعفری صاحبؒ اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ کے دو مجازین سے بھی اجازت حاصل تھی جن کو فقیہ الاسلامؒ کی نہ صرف روحانیت پر مکمل یقین تھا بلکہ آپ کی علمی صلاحیتوں کے معترف تھے اوران حضرات کو قبلہ فقیہ الاسلامؒ کی ذات سے خلق خدا کے لئے فیض رسانی کی بہت امیدیں وابستہ تھیں اللہ تعالیٰ نے بزرگوں کے اس چشم وچراغ سے ہزاروں چراغ روشن فرمائے ہیں جو ان شاء اللہ اپنی روشن کرنوں سے عالم کو منور کرتے رہیں گے۔

اخلاق وعادات

قبلہ فقیہ الاسلامؒ کی پوری زندگی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے عبارت تھی، ہر قدم اور ہر موڑ پر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع او ر اسلاف امت کے مقرر کردہ اصولوں کے مطابق زندگی گزارنا آپ کی حیات مبارکہ کا ایک اہم باب ہے۔

سادگی ومتانت، غیرت وخودداری، علم وحلم، رفق ونرمی، عفوودرگزر، حق گوئی وبے باکی، حیاوشرافت، تقویٰ وطہارت، صبروقناعت، خاموشی، چشم پوشی، عاجزی وانکساری، تواضع وللہیت، دانائی وسنجیدگی اور کظم غیظ جیسی متعدد صفات میں میری نظروں نے فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحبؒ جیسا مرد مومن نہیں دیکھا، دوسروں کے غم میں مغموم، دوسروں کی خوشی میں خوش، انانیت اور تکبر سے دور حسد اور کینہ سے نفور، ملت اسلامیہ کے کرب وقلق

کی ٹیسوں کو اپنے دل کے نہاں خانوں میں محسوس کرنے کا خاصہ، جود وسخا میں بے نظیر اور امانت ودیانت میں بے مثال ،تدین اور تقدس کی اعلیٰ منزلوں کو عبور کئے ہوئے لیکن پھر بھی خدا کے سامنے جوابدہی کے منظر کو سوچتے ہی گریہ وزاری ،دعاومناجات ،توبہ واستغفار اور پوری زندگی اسلام اور اسلامیات کی خدمت کرنے کے باوجود کچھ نہ کر پانے کا گمان ،بچوں کے لئے بہت مشفق ،طلبہ کے نہایت ہی حلیم وبردبار، اساتذۂ مدرسہ اور ملازمین کے درمیان نہایت بارعب وپروقار، ہم عصروں کے لئے بہت ہی سنجیدہ ،بڑوں کے لئے تواضع ومسکنت کا شاہکار، واردین وصادرین کے لئے خلیق اور مسترشدین کے لئے پیر مغاں لیکن تنہائیوں میں رب ذوالجلال کے سامنے آہ وفغاں اللہ اللہ۔ ؎

اب سوز وگداز اس محفل میں کچھ بھی نہ رہا اندھیر ہوا
پروانوں نے جلنا چھوڑ دیا، شمعوں نے پگھلنا چھوڑ دیا

یہ حقائق کسی شاعر کا تخیل یا کسی نثر نگار کا بانکپن نہیں بلکہ یہ اوصاف وکمالات ایک ایسی صداقت اور ناقابل تردید حقیقت ہیں جس سے سر موانحراف ناممکن ہے اور آنے والا مؤرخ ان شاء اللہ حضرت فقیہ الاسلامؒ کی مذکورہ صفات حسنہ اور کمالات محمودہ میں رنگ آمیزی کر کے نگارخانۂ مظفر کو دلکش ودلآویز بنائے گا، مجھے تو ان اوراق پریشان میں اپنے پریشاں خیالات اور اپنی شکستہ یادوں کے (اجمال واختصار کے ساتھ) تانے بانے بننا مقصود ہے۔

اخلاق کریمہ

اقبال مرحوم نے بڑے پتے کی بات کہی ہے ؎

ہو چکا گو قوم کی شان جلالی کا ظہور
ہے مگر باقی ابھی شانِ جمالی کا ظہور

فقیہ الاسلامؒ بھی جمالی صفات کے حامل بزرگ تھے، حسن اخلاق کی صفات آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں ملنے والے سے نہایت ہی خندہ پیشانی سے ملنا، ان کی گفتگو کو توجہ وانہماک کے ساتھ سننا، قابل تقلید اور لائق عمل باتوں کو بڑے ہی ظرف کے ساتھ اختیار کر لینا اور خلاف مزاج باتوں پر بھی عموماً خاموش رہنا، نو وارد کی باتوں کو چاہے کسی بھی عنوان پر ہو غور کے ساتھ سنتے رہنا ،مخاطب کی راحت وآرام کا خیال رکھنا، کسی طرح کی ناخوش گوار بات پر آپے سے باہر نہ ہونا، ہر بات میں سنت نبوی کو پیش نظر رکھنا اور خلاف سنت باتوں پر روک ٹوک کا معمول آپ کی بڑی پاکیزہ صفات ہیں جو اپنے بزرگوں اور اساتذہ سے حاصل ہوئیں، سنت نبوی کے سانچے میں ڈھالنے میں آپ کے والدین کے علاوہ حضرت حافظ محمد حسین صاحب اجراڑویؒ ،شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، سید المتواضعین حضرت مولانا منظور احمد خانؒ، قطب الاقطاب حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنیؒ ،حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ حضرت مولانا ظریف احمد صاحبؒ ، حضرت مولانا اکبر علی صاحب سہارنپوری اور دیگر اساتذۂ کبار کی بھرپور توجہات بے پایاں عنایات اور خصوصی شفقتیں شامل حال رہی ہیں ۔(شیخ العارفین حضرت حافظ محمد حسین صاحب اجراڑوی قبلہ فقیہ الاسلامؒ سے بہت محبت اور شفقت کا برتاؤ فرماتے تھے ،حضرت فقیہ الاسلام بھی رمضان المبارک میں کئی بار تراویح

پڑھانے کیلئے اجراڑہ تشریف لے گئے اور حضرت حافظ صاحبؒ نے اقتداء میں نمازیں پڑھیں، مفتی صاحبؒ کی بہت حوصلہ افزائی فرماتے تھے)

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے مظاہر علوم میں اپنے دوران قیام بھی اور مدینہ منورہ ہجرت کے بعد بھی قبلہ فقیہ الاسلامؒ کو اپنی شفقتوں، عنایتوں اور نوازشوں سے محروم نہیں رکھا اور مفید مشوروں ، بہترین رہنمائیوں اور قدم قدم پر تعاون کی یقین دہانیوں سے نہ صرف مظاہر علوم میں قبلہ مفتی مظفر حسین صاحب کی نظامت کو دوام واستحکام بخشا بلکہ اپنے خطوط اور مراسلات کے ذریعہ وقتاً وفوقتاً ضروری ہدایات اور پیش آمدہ مسائل کے حل میں اخلاق کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رہنے کی تلقین بھی کرتے رہے۔

حضرت فقیہ الاسلام کو غصہ بہت کم آتا تھا، وہ رفق ونرمی اور تحمل وبردباری کی جیتی جاگتی تصویر تھے ،عیب جوئی اور غیبت کو بڑی ناپسندیدگی کی نظروں سے دیکھتے تھے اور چشم پوشی ،عفو ودرگزر، کظم غیظ جیسی عادات وصفات آپ کی طبیعت ثانیہ بنی ہوئی تھیں، یہی وجہ تھی کہ گندے نالے والوں کی طرف سے آئے دن مکروہ پمفلٹ ،گالیوں اور الزام تراشیوں پر مبنی کتابچے ،کتابیں اور خطوط جن میں ایک استاذ اور اپنے نانا کے معتمد خاص کی دل آزاریوں کا مکمل سامان ہوتا تھا ،حضرت ان کو دیکھتے اور کبھی کبھی افسوس ناک لہجے میں صرف اتنا فرماتے کہ ''اللہ تعالیٰ اسے سمجھ عطا فرمائے'' اس کے علاوہ کچھ نہیں فرماتے اور کبھی کبھی استفسار پر فرماتے'' جواب دینے سے بات بڑھے گی ،قوم کی بدظنی میں اضافہ ہوگا اور پوری دنیا حقیقت سے واقف ہو چکی ہے۔

تواضع وانکساری

فقیہ الاسلامؒ کے اندر تواضع وانکساری اور فنائیت کی خوبیاں بھی بدرجہ اتم موجود تھیں، وہ ہر مومن کو اپنے سے بہتر وبرتر اور خود کو نہایت کمتر سمجھتے اور تصور کرتے تھے، کسی کی آمد پر اس کی ضیافت ومہمان نوازی کیلئے فکرمندی اور غایت دلچسپی فطری طور پر آپ کے اندر سے ظاہر ہو جاتی تھی، کسی اہم شخصیت مثلاً فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ، قدوۃ العارفین حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد صاحب باندویؒ، محی السنۃ حضرت مولانا محمد ابرارالحق صاحب مدظلہٗ ہردوئی، عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوری، متکلم اسلام حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمی، مفکر اسلام حضرت مولانا قاضی مجاہدالاسلام صاحب قاسمی اور حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب جیسی بلند پایہ شخصیات کی آمد پر جس اکرام واحترام اور تواضع وانکساری سے پیش آتے اس کو بیان کرنا مشکل ہے حضرت فقیہ الاسلامؒ اپنے سے چھوٹوں کو بھی اپنے سے بہتر سمجھتے تھے، قدم قدم پر اور بات بات پر فرماتے تھے کہ

"محض نسبتوں اور نسب کی رفعتوں سے کچھ نہیں ہوتا وہاں صرف مدار اعمال پر ہے"

کبھی کبھی بہت درد اور سوز کے ساتھ حضرت مولانا سید محمد سلیمان صاحب ندویؒ کا یہ شعر پڑھتے تھے ؎

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

اکثر وبیشتر ایسا ہوتا کہ کوئی عالم دین چاہے شاگرد ہی کیوں نہ ہو جب وہ دعا

کی درخواست کرتا تو حضرت بھی اپنے لئے دعا کی فرمائش کرتے تھے اوراس بارے میں کبھی بھی عمروعلم کے تفاوت پر دھیان نہیں دیا۔

حضرت فقیہ الاسلامؒ کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ اپنوں سے چھوٹوں اور شاگردوں تک سے بعض علمی استفسار فرما لیتے حتی کہ کبھی کبھی اپنے برادراصغر جناب مولانا اطہر حسین صاحب سے بھی پوچھنے میں تردد نہ فرماتے اور قطعاً کسر شان نہ سمجھتے۔

میں نے بارہا دیکھا کہ مدرسہ کا کوئی ملازم حضرت سے کسی سلسلہ میں گفتگو کرنا چاہتا اوردارالاہتمام میں موجودین کی وجہ سے ملازم کسی دوسری جگہ جہاں تنہائی ہوتی لیجانا چاہتا تو حضرت بلاتکلف ضعف، پیرانہ سالی اورنقاہت کے باوجود اٹھ جاتے۔

تواضع کا طریقہ سیکھ لو لوگو صراحی سے
کہ جاری فیض بھی ہے اور جھکی جاتی ہے گردن بھی

مدرسہ کے سب سے بڑے عہدہ اہتمام پر فائز اورشہر سہارنپور ہی نہیں مغربی اترپردیش کا بچہ بچہ حضرت کے لئے اپنا سب کچھ نثار کرنے کے لئے تیار لیکن حضرت کا یہ عالم کہ جب درس کا وقت ہوتا فوراً بخاری شریف یا ترمذی شریف خود اٹھا کر دارالحدیث تشریف لے آتے اس کے لئے کبھی کسی خادم کی ضرورت محسوس نہیں کی اگر کوئی طالب علم پہنچ گیا اوراس نے یہ خدمت انجام دے دی تو فبہا ورنہ خود ہی کتاب بغل میں دبا کر تشریف لے آتے تھے۔

عموماً اپنا کام خود کرنیکی یہ صفت قبلہ فقیہ الاسلامؒ کو اپنے والد ماجد حضرت اقدس

مولانا مفتی سعید احمد صاحبؒ سے ورثہ میں ملی تھی ،کیونکہ حضرت مفتی اعظمؒ بازاراور دیگراشیاء کی خریداری کے سلسلہ میں جب تشریف لے جاتے تو اپنے جگر گوشوں حضرت فقیہ الاسلامؒ اور جناب مولانا اطہر حسین صاحب مدظلہ کو بھی لیجاتے تھے تا کہ ایک طرف ان کے اندراپنا کام خود کرنے کی خوبی پیدا ہوتو دوسری طرف بازار میں خریداری کے طریق کاراورنشیب وفراز سے واقفیت حاصل کر کے فقہ وفتاویٰ میں مددوتعاون ثابت ہوسکے،الحمدللہ حضرت مفتیٔ اعظم کی تربیت رائیگاں نہیں ہوئی اوردونوں فرزندان گرامی حتی الامکان اپنا کام اپنے ہی ہاتھوں انجام دینے میں خوش محسوس کرتے رہے۔

حضرت فقیہ الاسلامؒ کے خلیفہ ومجاز جناب مفتی مہربان علی شاہ بڑوتیؒ کے تربیت یافتہ جناب مولانا محمد ایوب صابر ہرسولوی ایک بارحضرت فقیہ الاسلامؒ سے ملاقات اورزیارت کے لئے سہارنپورحضرت کی خدمت میں حاضرہوئے ،حضرت ان کواپنے ساتھ گھرلے گئے اورمولانا ایوب صابرصاحب نے جوعجیب منظردیکھا اس کوانہوں نے ''ارشادات فقیہ الاسلام''میں بایں الفاظ تحریر کیا ہے

۔

''نماز فجر مدرسہ قدیم کی مسجد میں ادا کی ،معمولات پورا کرنے کے بعد امتحان گاہ دارلطلبہ قدیم کی فوقانی منزل میں حاضر ہوا حضرت والا امتحان کی بناء پر یہاں روزآنہ وقت سے قبل تشریف لاتے ہیں اور ساڑھے دس بجے تک یہیں رہتے ہیں، جب میں حاضرہوا حضرت والا نے (بربنائے امتحان) فرمایا کہ آرام کرلیتے احقر نے عرض کیا اگر حضرت والا کو بارخاطر نہ ہوتو آپ کی خدمت میں رہوں فرمایا ٹھیک ہے تھوڑے عرصہ بعد حضرت والا نے ملازمین سے اطلاعاً فرمایا کہ کچھ دیر بعد

حاضر ہوں گا اور مجھے بھی ہمراہی کے لئے مامور فرمایا، میرا دایاں ہاتھ حضرت والا کے بائیں ہاتھ میں ہے آپ نے بڑا مضبوط پکڑ رکھا ہے مدرسہ کے دروازہ کے باہر جب تشریف لائے اور بھیڑ کی وجہ سے ٹھہرنا پڑا فرمایا یہاں بھیڑ بہت رہتی ہے اسی طرح میں چلتا رہا اس وقت میں دل دل میں یہ کہہ رہا تھا اللہ رے تیرے مقبول اور سچے بندے کے ہاتھ میں میرا ہاتھ ہے میری توبہ قبول فرما اور اس کو میری اصلاح کا ذریعہ فرما، اس وقت (مولانا محمد سعیدی صاحب کے بیٹے) سعدان و بدران بھی ساتھ تھے آپ نے ان کو فرمایا کہ بیٹھک کا دروازہ کھولو چنانچہ سعدان کو یہ سعادت ملی اور اچھل کر دروازہ کھولا، حضرت والا کو بہت ایام سے پیشاب کا عارضہ لاحق ہے ، پیشاب کرنے سے قبل لنگی بدلتے ہیں پائجامہ اتارا پائجامہ اتارنے کیلئے اشارہ فرمایا، استنجاء سے فراغت بعد حضرت والا چائے طشت میں رکھ کر خود لا رہے ہیں جس میں مٹھائی اور آپ کی مرغوب شئے ''سموسہ'' تھا، دروازہ میں سے میں نے لپک کر چائے لی، حضرت والا کی یہ حالت دیکھ کر میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے ضعف بھی ناشتہ کا وقت نہیں پھر بھی چائے اور کوئی خادم ساتھ نہیں اللہ رے یہ تواضع اور فنائیت، آپ جیسا متواضع اور فنافی اللہ میری نظروں نے اب تک نہیں دیکھا۔''

مولانا مفتی محمد فاروق صاحب لکھتے ہیں

''آپ انتہائی متقی و پرہیزگار ہے، نمونۂ اسلاف اور یادگار اکابر ہیں، صبر وشکر، توکل واعتماد علی اللہ، رضا بالقضاء، تواضع وعبدیت خاص صفات ہیں، زہد وقناعت کا یہ عالم ہے کہ پوری زندگی اپنے والد صاحب کے طرز پر کرایہ کے مکان میں گزار دی'' (حیات محمود ۴۲۹ ج۔۲)

جامعہ مظاہر علوم کے استاذ حدیث حضرت مولانا رئیس الدین صاحب مظاہری قبلہ فقیہ الاسلامؒ کے شاگردوں میں سے ہیں اور مظاہر علوم کے استاذ حدیث ہیں، ایک بار قبلہ فقیہ الاسلامؒ ترمذی شریف پڑھا رہے تھے اور درس میں اتنا محو ہو گئے کہ گھنٹہ لگنے اور دوسرا گھنٹہ شروع ہونے کی بالکل خبر نہ ہوئی، اچانک

گھڑی پرنظر پڑی تو پتہ چلا کہ گھنٹہ ختم ہوکر دوسرا گھنٹہ شروع ہوگیا چنانچہ حضرت فقیہ الاسلامؒ حالانکہ مظاہرعلوم کے ناظم اعلیٰ ، پورے مدرسہ میں تعلیم دینے والے افراد میں (علامہ محمد عثمان غنی صاحب کے علاوہ)سب کے استاذ تھے اورمولانا رئیس الدین صاحب اپنے استاذ اورناظم کی اس معمولی چوک سے کبیدہ خاطرنہیں ہوسکتے تھے لیکن بایں ہمہ حضرت فقیہ الاسلامؒ نے اپنے شاگردمولانا رئیس الدین صاحب کے نام جومعذرت نامہ تحریرفرمایااس کی ایک ایک سطراورایک ایک حرف سےتواضع وللّٰہیت کی کوثر وتسنیم بہتی محسوس ہوتی ہے ،آپ بھی وہ مکتوب گرامی پڑھئے اورقلب وجگرکوروشن ومنور کیجئے۔

مکرمی ومحترمی جناب مولانا رئیس الدین صاحب زیدمجدہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج ساڑھے نو بجے سے تاخیر ہوگئی ، مجھے بالکل خیال نہیں آیا نہ کسی نے بتایا، دفعتہ گھنٹہ پرنگاہ پڑی توفوراً سبق چھوڑا آپ کوانتظار کی تکلیف ناگوار ہوئی ہوگی ،اس کی معذرت پیش کرتا ہوں۔

ع۔العذرعند کرام الناس مقبول

مظفرحسین المظاہری

۹ ؍۴ ؍ ۱۴۱۳ھ

مدرسہ کے کسی طالب علم یااستاذ کی کسی بات پراگرناگواری محسوس ہوتی یاکسی اہم بات پر غصہ آجاتااوراس کوسخت لہجے میں مدرسہ کے اصول وقوانین ،دستوروآئین اورروایات بتاکراسے اس کی غلطی پرمتنبہ فرماتے اورمعاملہ رفع

دفع ہوجاتا طالب علم یا ماتحت اس واقعہ کو فراموش بھی کردیتا لیکن حضرت کی بے چینی قابل دید ہوتی تھی ،حضرت اسے تنہائی میں بلا کر پیار سے سمجھاتے اور انکساری کے ساتھ اس سے معافی بھی طلب فرماتے یہی نہیں بعض خوش قسمت افراد کو حضرت فقیہ الاسلام اپنی جیب خاص سے کچھ ہدیہ بھی مرحمت فرماتے تھے۔

جود وسخا

قبلہ فقیہ الاسلامؒ اگر چہ ہمیشہ ہی غریب رہے کبھی بھی اتنی دولت نہیں رہی جس کی وجہ سے امیروں اور رئیسوں میں شمار ہوسکتا لیکن آپ دل کے غنی تھے ،دولت سے ہمیشہ دور بھاگتے رہے بقدر کفاف روزی اور رزق پر قناعت کئے رہے انہوں نے کبھی کسی سے اپنے لئے دست سوال دراز نہیں کیا،غیرت وخودداری کا عنصر بدرجہ اتم موجود رہا،تدین وتقویٰ جود وسخا میں اپنی مثال آپ تھے،مدرسہ میں بارہا ایسے مواقع آئے کہ مدرسہ کو فوری طور پر بڑی رقم کی ضرورت پیش آگئی ،قبلہ فقیہ الاسلامؒ نے مدرسہ کے لئے بعض ارباب ثروت سے قرض حسنہ بھی لیا لیکن اپنے لئے کوئی کاسہ گدائی نہیں اٹھایا اور مدرسہ کی قلیل تنخواہ ،کثیر مصارف ،واردین وصادرین کی آمد پر ان کی ضیافت ،کھانے کا اہتمام ،دارالاہتمام میں موجود افراد واشخاص کے لئے چائے اور بعض اہم شخصیات کی آمد پر چائے کے ساتھ دیگر متعلقات ،غیر امدادی نادار طلبہ کی خاموش امداد ،متعدد طلبہ کیلئے اپنی جیب خاص سے مدرسہ سے قیمتاً طعام کا اجراء ،دور دراز کے بعض افراد کا سوال کہ مجھے فلاں شہر جانا ہے کرایہ چاہئے اور حضرتؒ کی طرف سے اس مسافر کا تعاون ،مختلف جلسوں اور تقریبات میں جانے کا معمول مگر عموماً ہدایا اور تحائف نہ

لینے کا دستور، مزید مستحق مدارس میں اپنی طرف سے رسید کٹوانے کی صفات، بعض مرتبہ بڑی بڑی رقوم اپنے متعلین سے قرض لے کر دارالعلوم وقف دیو بند کو قرض حسنہ کے طور پر ادا فرمائیں۔

قبلہ فقیہ الاسلامؒ کے اگر چہ کوئی صلبی اولاد نہیں ہوئی لیکن اپنے برادر اصغر جناب مولانا اطہر صاحب کی اولاد واحفاد کے ساتھ باپ جیسا مشفقانہ معاملہ فرماتے تھے مولانا موصوف کی بڑی بیٹی، چھوٹی بیٹی اور فرزند اصغر مولوی احمد یوشع سلمہٗ کی نہ صرف خود حضرت نے پرورش فرمائی بلکہ ان کی شادی ونکاح کے جملہ مصارف بھی آپ ہی نے برداشت فرمائے، مولانا کے بڑے صاحبزادے مولانا محمد سعیدی کے بچوں اور مولانا اطہر حسین صاحب کے دامادوں اور نواسوں سے بھی نہایت کریمانہ ومشفقانہ برتاؤ فرماتے تھے اور اکثر وبیشتر اپنی جیب خاص سے نوازنے کا بھی معمول تھا۔

حضرت مولانا اطہر حسین صاحب کے مکان میں ساری زندگی بسر کی اگر چہ مولانا موصوف نے کرایہ نہیں لیا لیکن حضرتؒ نے کرایہ لینے کی بار بار فہمائش کی لیکن مولانا موصوف کے انکار کے باوجود حضرتؒ ہر ماہ پابندی کیساتھ تین سو روپے بطور ہدیہ مولانا کو دیتے رہے اس کے علاوہ گھر میں کوئی تعمیری کام چل رہا تھا، حضرتؒ نے اس مد میں بھی دس ہزار روپے عنایت فرمائے اور مستقل ہدایا، تحائف دینے کا معمول تھا اپنی بہنوں کیلئے وہ بہت مشفق تھے اور پابندی کے ساتھ اپنی بہنوں اور ان کے بچوں کیلئے نقد رقوم کے علاوہ اشیاء بھی بھیجتے رہتے۔

حضرتؒ کی اپنی ذاتی زمین اجراڑہ میں موجود تھی لیکن زہد وقناعت کا یہ عالم

تھا کہ اس زمین کی طرف کوئی دھیان نہیں دیا ورنہ اگر حضرت چاہتے تو اسے بیچ کر سہارنپور میں اپنا مستقل گھر بنا سکتے تھے۔

باوثوق ذرائع کے مطابق احقر کو یہ روایت پہنچی کہ حضرتؒ کی رفیقۂ حیات نے کبھی جب مکان کے سلسلہ میں گفتگو کی اور حضرتؒ سے اپنے ذاتی مکان کی فرمائش کی تو حضرتؒ نے بڑی خوش اسلوبی سے سمجھا دیا کہ اپنے کوئی اولاد نہیں ہے دنیا چندروزہ ہے اس کے لئے مکان سے کیا فائدہ بھائی کا مکان کیا کم ہے پھر فرماتے کہ اللہ جو کرے گا بہتر کرے گا چنانچہ اس بہتری کا لوگوں کو تب اندازہ ہوا جب حضرت کے وصال سے پہلے ہی رفیقۂ حیات اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ ؎

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

تقویٰ وتقدس اور عبادت وریاضت

قبلہ فقیہ الاسلامؒ کی پوری زندگی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق گذری اور ہم خردوں کو آپ کے اعمال سے ہی سنت کا پتہ لگانے میں سہولت ہوتی تھی ،آپ عبادات ومعمولات کو بہت اہتمام سے انجام دیتے تھے ،نماز باجماعت ذکر وتسبیحات اور تلاوت قرآن مجید آپ کی نمایاں خصوصیات تھیں ،رمضان المبارک میں تلاوت کی کثرت اتنی ہوجاتی تھی کہ ہر وقت پڑھتے ہی رہتے تھے اللہ نے چونکہ حافظ قرآن بنایا تھا اور آپ نے بلا کا ذہن بھی پایا تھا اس لئے قرآن کریم اَز بر یاد تھا چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے تلاوت کلام اللہ میں مصروف رہتے تھے عموماً ایک منزل یومیہ قرآن کریم کی تلاوت کا معمول تھا

اور رمضان المبارک میں بیماریوں سے پہلے ایک قرآن کریم روزآنہ مکمل فرمالیتے تھے ،تلاوت قرآن کے علاوہ ذکر وتسبیحات ،اوراد ومعمولات کا بھی اہتمام کرتے تھے،نماز باجماعت کاتو بہت ہی اہتمام تھا۔

اخیر عمر میں حضرت کو پیشاب کی زیادتی اور پیشاب کے ساتھ خون آنے کا عارضہ پیش آگیا تھا دفتر کی مسجد میں قرأت ذرا طویل ہوتی تھی اور حضرتؒ اس عارضہ کیوجہ سے دفتر کے اندر مختصر جماعت کے ساتھ نماز ادا فرما لیتے لیکن سہل پسندی کا ذوق رکھنے والوں کی کثرت اور حضرتؒ کے ساتھ شریک نماز ہونے کی بہتوں کی خواہش نے مختصر جماعت کو مختصر نہ رہنے دیا اور دفتر کا صحن بھرنے لگا،حضرتؒ نے اس کو پسند نہیں فرمایا کیونکہ اس سے مسجد دفتر مدرسہ قدیم کی جماعت پر اثر پڑتا تھا اس لئے حضرتؒ نے جماعت صغیر کے اس معمول کو ترک فرمادیا۔

حضرت مولانا مفتی محمد فاروق صاحب نے اپنی تصنیف ''حیات محمود'' میں قبلہ فقیہ الاسلامؒ کے تقویٰ وتقدس کا ان الفاظ میں تذکرہ فرمایا ہے

''دداحتیاط کا یہ عالم ہے کہ مہمانوں کے لئے کوئی چیز منجانب مدرسہ منگائی جاتی ہے اور وہ مہمان سے بچ جائے تو اس کی قیمت لگا کر مدرسہ میں داخل فرماتے ہیں پھر اس کو استعمال فرماتے ہیں جنوبی افریقہ کے سفر کے دوران بعض مخلصین نے بڑی رقمیں ہدیہ پیش فرمائیں اور قبول فرمانے پر حد درجہ اصرار فرمایا مگر حضرت مفتی صاحب زید مجدہم نے بہت سختی سے قبول فرمانے سے انکار فرمادیا

جس کا وہاں کے لوگوں پر بہت اثر ہوا“۔

جامعہ مظاہر علوم میں تشریف لانے والے وہ حضرات جو قبلہ فقیہ الاسلامؒ سے نیازمندانہ تعلق رکھتے تھے ان کی آمد پر ان کے طعام وناشتہ کا مکمل صرفہ خود حضرت ہی برداشت فرماتے تھے۔

خموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری

حضرت فقیہ الاسلامؒ عموماً خاموش رہتے تھے، کثرت کلام کو معیوب سمجھتے تھے، ترک مالایعنی ان کا خاصہ تھا، کم گوئی ان کی صفت، فضول بولنے سے احتراز لیکن مدرسہ اور امور مدرسہ کے سلسلہ میں جب بولنے پر آتے تو بولتے ہی چلے جاتے تھے، آپ ہمیشہ فرماتے رہے کہ

”میری طبیعت عام طور پر مجمع سے گھبراتی ہے، دس پانچ اجنبی قسم کے اور نئے آدمی بھی آگئے تو بات کرنا مشکل ہوتا ہے، عام طور پر خاموشی اختیار کرنی پڑتی ہے اور اس میں ایک بڑا فائدہ بھی ہے وہ یہ کہ اگر نئے آدمی آگئے خاص طور پر علماء وصلحاء اور میں نے ان کے سامنے بولنا شروع کیا تو ظاہر ہے کہ اپنا عیب ظاہر ہوتا ہے، شیخ سعدیؒ نے ارشاد فرمایا ؎

تا مرد سخن نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد

تو اس سے عیب چھپا رہتا ہے ورنہ آدمی جہاں ذرا سا بولا تو اس کے بارے میں سب کو پتہ چل جاتا ہے کہ مقام کیا ہے؟ کمال کیا ہے؟ اس کی استعداد اور صلاحیت کیا ہے؟ اس لئے بڑا مجمع واقعی میرے لئے ناقابل

تحمل ہے،اس لئے کہ شروع سے میری زندگی کچھ ایسی رہی ہے کہ
گھر اور مدرسہ، گھر اور مدرسہ، پڑھنے کا زمانہ رہا اس کے بعد اللہ نے
پڑھانے کی توفیق دی تب بھی یہی حال رہا، چند سالوں میں یہ موقع ملا
کہ میں اِدھر اُدھر جانے لگا، مگر طبیعت بدلتی نہیں، جبل گردد جبلت نہ
گردد" (وعظ مدرسہ امداد العلوم ہرسولی مظفرنگر)

کم گوئی اور قلت کلام کی صفات عموماً بہت ہی کم افراد اور بزرگوں میں ہوتی ہیں، قبلہ فقیہ الاسلامؒ بھی ان چنیدہ شخصیات میں سے تھے جو خود خاموش رہ کر اپنے مخاطب کو زیادہ سے زیادہ بولنے کا موقع دیتے تھے، کم گوئی پر عمل بھی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہے چنانچہ جوامع الکلم میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد موجود ہے کہ "اَلصَّمْتُ حِکْمٌ وَقَلِیْلٌ فَاعِلُہ"

کہا حضورؐ نے حکمت ہے خامشی لوگو
مگر جو اس کے ہیں پابند لوگ تھوڑے ہیں

قلت کلام کے باوجود آپ کے دربار میں بیٹھنے والے کو کبھی بوریت کا احساس نہیں ہوتا تھا نووارد جب تک بیٹھتا تھا نہایت وقار واحترام کے ساتھ اور جاتا تھا تو نہایت مرعوبیت اور جذبات وتاثر کے ساتھ دعا کے لئے آنے والے کو دعاؤں سے، تعویذ کے لئے حاضر ہونے والے کو تعویذ سے، پانی کی بوتل لے کر آنے والے کو پانی پر دم کر کے، اپنے بچوں کے سروں پر دست مبارک رکھوانے والوں کو ان کی عقیدت ومحبت کے احترام کے ساتھ غرض قبلہ حضرت ناظم صاحبؒ نے کبھی کسی کو محروم نہیں فرمایا، کسی سے بداخلاقی اور تلخ کلامی نہیں

فرمائی، جو کچھ فرمایا سنت نبویؐ کی تعلیمات کے مطابق اور جو کچھ کیا وہ اسوۂ حسنہ کے مطابق......آپ سے ایک بار اگر کسی کو ملنے کا موقع مل گیا تو گرویدہ ہو گیا۔ دو ایک بار مل گیا تو عاشق بن گیا، محض غائبانہ تذکرہ اور تعارف سن لیا تو عقیدت مند ہو گیا، درس میں شریک ہوا تو متاثر اور خانقاہ میں بیٹھ گیا تو مرعوب غرض آپ نے اپنی خاموش مزاجی سے اچھے اچھوں کے چھکے چھڑا دئے اور شاعر کے قول ع۔ خاموش مزاجی تجھے جینے نہیں دے گی کو برعکس کر دکھایا اور یہ ثابت کر دیا کہ شاعر کا کلام غلط ہو سکتا ہے لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد کبھی بھی غلط نہیں ہو سکتا۔

میں نے متعدد ایسے افراد اور سرکاری عہدوں پر فائز لیڈران کو حضرت فقیہ الاسلام سے ملاقات کے بعد کہتے ہوئے دیکھا ہے اور سنا ہے کہ ''ایسی شخصیت اور سہارنپور جیسے شہر میں گمنامی کی زندگی گزار رہی ہے تعجب ہوتا ہے کہ ایسا اللہ کا ولی کس قدر سادہ زندگی بسر کر رہا ہے''۔ اور اس قسم کے تاثرات الفاظ کے تغیر کے ساتھ تقریباً ایک ہی سننے میں آتا رہا کہ ''حضرت جی سے مل کر مجھے بہت خوشی ہوئی''۔

۲۰۰۱ء میں دلی پردیش کے کانگریس صدر سبھاش چوپڑا حضرت ناظم صاحبؒ سے ملنے کے لئے حاضر ہوئے اور جب وہاں سے واپس لوٹے تو ایک عجیب تاثران کے چہرے پر صاف عیاں تھا، بالآخر احقر سے کہا

''حضرت کے پاس بیٹھ کر جو مجھے سکون واطمینان ملا اور دل ودماغ پر آپ کی مرعوبیت کی جو چھاپ پڑی ہے اس کو میں کبھی نہ

بھلا سکوں گا"

شہر سہارنپور کی انتظامیہ کے علاوہ یوپی، بہار، بنگال، دہلی اور اترانچل تک کے اہم لیڈران آپ سے ملنے اور دعا کروانے کیلئے عقیدت و محبت کے جذبات لے کر حاضر ہوتے اور قبلہ فقیہ الاسلامؒ کسی کو مایوس نہ فرماتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ نے خاموش رہ کر بھی جتنا بڑا دینی کارنامہ انجام دیا ہے اور بڑے بڑوں کے قلوب کی جس طرح کایا پلٹ ہوئی ہے وہ زیادہ بولنے والوں سے مدتوں میں نہیں ہو پاتی ؎

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں
وہ طوفاں

یوں تو ہر شخص کو اپنے اپنے ظرف کے مطابق حضرت کی صفات و خصوصیات نظر آئیں گی اور ہر شخص حضرت کی کسی خاص ادا اور خاص طرز پر گرویدہ ہوتا تھا لیکن یہ ناکارہ جذبات و احساسات کی جس تلاطم خیز موجوں میں بہہ رہا ہے وہاں سے یہ اندازہ ہی نہیں ہو پاتا کہ اس دریا کی کون سی موج اور کون سی لہر سب سے اہم ہے، احقر جب آپ کی خوبیوں کو یاد کرتا ہے اور یہ امتیاز کرنے کی کوشش کرتا ہے تو فیصلہ کرنا دشوار ہو جاتا ہے تاہم خود اپنا اور دوسرے متعدد افراد کا تبصرہ اپنی جگہ اٹل حقیقت ہے کہ حضرت فقیہ الاسلامؒ سے جو ایک بار مل گیا وہ دل دے بیٹھا اور اس کا یہ خیال مضبوط تر ہو گیا کہ حضرت کو مجھ سے سب سے زیادہ محبت تھی، میں نے ایسے ایسے افراد کو بھی یہ کہتے ہوئے سنا ہے جن کو "مجذوب" کے آگے

کوئی درجہ حاصل نہیں کہ ''حضرت کو مجھ سے سب سے زیادہ محبت ہے'' آپ کی اسی ادا نے ہر وارد و صادر پر براہ راست اثر کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ حضرتؒ کی جملہ صفات میں اس صفت کو اہم مقام حاصل تھا ؎

دزدیدہ نگاہوں کا یہ جادو ہے سر بزم
ہر شخص یہ کہتا ہے ادھر دیکھ رہے ہیں

اس سلسلہ میں کم از کم اس ناکارہ کو کوئی ایسی ہستی نظر نہیں آئی جس میں قبلہ فقیہ الاسلامؒ کی مذکورہ صفت بدرجہ اتم موجود ہو ؎

جچا نہ کوئی نگاہوں میں ما سوا تیرے
نہ جانے کتنے نگاہوں میں مہ وشاں گزرے

جامعہ مظاہر علوم کے طویل ترین دور میں متعدد بار کچھ بدقماش افراد اور شورش پسند حضرات نے آپ پر طرح طرح کے الزامات عائد کئے، ناکردہ گناہوں کی سزا آپ کے سر تھوپنے کی سازشیں کیں مدرسہ کے تاریخی ریکارڈ کو منصوبہ بند سازشوں سے حاصل کر کے مرچ مسالہ لگا کر اخبارات میں شائع کر کے قبلہ فقیہ الاسلامؒ سے وضاحت طلب کی کہ ریکارڈ مدرسہ سے باہر کیسے پہنچا؟ پھر کیا ہوا؟ وہی ہوا صیاد اپنے دام میں پھنس گیا، قبلہ فقیہ الاسلامؒ نے لب کھولے اور خاندان حکیمان کی شاطرانہ چالیں ظاہر ہو گئیں تفصیل کا یہاں موقع نہیں میں تو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت فقیہ الاسلامؒ عفو و درگذر، مروت، چشم پوشی اور نہایت کم گو انسان تھے، اور اسی خاموش مزاجی

سے بڑے بڑے طوفانوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا تھا۔ ؎

خموشی پر مری شورش ہے یہ قیامت کی
خدا نا خواستہ لب کھل گئے ہوتے تو کیا ہوتا

یک زمانہ صحبت با اولیاء

فقیہ الاسلامؒ شروع ہی سے بزرگان دین کے منظور نظر تھے، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے بارہا آپ کی اقتدا میں نماز ادا فرمائی تھی، قبلہ فقیہ الاسلامؒ قرأت میں تخفیف فرماتے تھے جس پر کبھی کبھی حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ نے اس قدر تخفیف قرأت پر ٹوکا بھی لیکن ایک دن دلچسپ واقعہ ہوا، حضرت شیخ الاسلامؒ آموں کے موسم میں سہارنپور تشریف لائے اور کسی کی فرمائش پر آموں کے باغ میں تشریف لے گئے جہاں آم تناول فرمائے لیکن آم کھانے کے بعد مظاہر علوم واپس تشریف لائے نماز کے وقت تک آپؒ کو قے کا تقاضہ ہوا ادھر نماز کے لئے جماعت کھڑی ہوگئی، فقیہ الاسلامؒ اس دن اتفاق سے نہیں تھے، کسی اور صاحب نے نماز پڑھائی جنہوں نے قرأت ذرا طویل کردی، حضرت مدنیؒ نے کسی طرح نماز ادا فرمائی اور نماز کے بعد ایک زوردار ابکائی لی پھر برجستہ پوچھا کہ آج تخفیف والے امام صاحب کہاں چلے گئے؟

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید عبداللطیف صاحبؒ فقیہ الاسلامؒ کی صلاحیتوں اور سعادت مندیوں کے باعث شروع ہی سے اپنی شفقتوں اور محبتوں سے نوازتے رہے، قدم قدم پر استاذ ہونے کے ناطے رہنمائی فرمائی، درسیات کی متعدد کتب کے علاوہ مقدمہ تقریب اور مقدمہ قاموس کو خارج میں پڑھایا، اپنے

عزیزوں اور بیٹوں جیسا معاملہ فرمایا،صرف ۲۴ رسال کی عمر میں فقیہ الاسلامؒ کو اپنے ہمراہ برما لے گئے ،مظاہرعلوم میں دوران درس آپ پر خصوصی نگاہ رکھی اورامتحانات میں دلچسپی لیتے رہے ،مسجد کمبوہ کٹہرہ میں حضرت شیخ الاسلامؒ کے لائق فائق فرزند مولانا سید عبدالرؤف عالی اورقبلہ فقیہ الاسلامؒ باری باری تراویح سناتے تھے اورسامع خود حضرت شیخ الاسلامؒ ہوتے تھے کبھی کبھی اندھیری راتوں اورتاریک راہوں کی پرواہ کئے بغیر حضرت شیخ الاسلامؒ قبلہ فقیہ الاسلام کے گھر پہنچتے اور کنڈی کھٹکھٹا کر بلاتے اوراپنے ہمراہ مسجد کمبوہ کٹہرہ لے جاتے جہاں اپنے فرزند عالی اورشاگرد رشید دونوں کو باری باری تراویح پڑھانے کا حکم فرماتے تھے۔

دفتر مدرسہ قدیم کی مسجد میں متعدد نمازیں فقیہ الاسلامؒ کی اقتداء میں حضرت شیخ الاسلامؒ نے ادا فرمائی تھیں ایک بار مسجد مدرسہ قدیم میں تراویح کے بعد حضرت شیخ الاسلامؒ فقیہ الاسلامؒ اورآپ کے برادراصغر مولانا اطہر حسین صاحب اپنے ہمراہ لے گئے اورضیافت کے لئے آم پیش فرمائے۔

حضرت مولانا ابوولی محمد صاحب بٹالویؒ بڑی خوبیوں کے مالک تھے،حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے مجازین میں تھے،اعلیٰ عصری تعلیم یافتہ اورفوج کے دفتر میں ہیڈ کلرک لیکن علم دین کی طلب اورسچی تڑپ نے مظاہرعلوم پہنچادیا جہاں دینی علوم سے آراستہ ہوکر مادرعلمی ہی میں ریاضی کے استاذ مقرر ہوگئے ،نہایت صاف گو،حق گو،حق پسند طبیعت کے مالک تھے ،قبلہ فقیہ الاسلامؒ کے اولین مربیوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے،حضرت فقیہ الاسلامؒ سے بیحد محبت فرماتے تھے

کبھی کبھی اپنے ساتھ شریک طعام بھی رکھتے تھے ،قیام پاکستان کے بعد راولپنڈی میں مدرسہ آثار الولی کی بنیاد ڈالی ،۲۱/اپریل ۱۹۶۹ء کو وہیں راولپنڈی میں انتقال ہوا۔

رئیس التبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے ایک بار آپ میرٹھ تشریف لے جارہے تھے ،حسن اتفاق کہ اسی دن اسی ٹرین سے مفتیٔ اعظم حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب اجراڑویؒ اپنے دونوں بیٹوں قبلہ فقیہ الاسلامؒ اورمولانا اطہر حسین صاحب کے ساتھ میرٹھ تشریف لے جارہے تھے ، اللہ تبارک وتعالیٰ ان دونوں بھائیوں کی حضرت رئیس التبلیغ سے ملاقات وزیارت اورشرف نیاز منظور تھا اس لئے اسی ڈبہ میں پہنچے جس میں حضرت موجود تھے۔

قبلہ فقیہ الاسلامؒ اورمولانا اطہر حسین صاحب دونوں نے اپنی سعادت مندیوں کے ساتھ حضرت بانیٔ تبلیغ کی نہ صرف زیارت کی بلکہ شرف ملاقات ونیاز بھی حاصل ہوا اور پورے سفر میں اپنی شفقتوں اورمحبتوں سے نوازتے رہے۔

کچے گھر میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ تشریف لاتے تھے اورحضرت شیخ الحدیثؒ کے وسیع دسترخوان پر قبلہ فقیہ الاسلامؒ بارہا زیارت وملاقات اورشریک طعام ہونے کا موقع ملا، حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ بھی دیگر اکابرین ملت کی طرح متعدد بار قبلہ فقیہ الاسلامؒ کی امامت میں نمازیں ادا فرمائی تھیں۔

سید المتواضعین حضرت مولانا منظور احمد خانصاحب جو حضرت سہارنپوریؒ کے

لوگوں میں سے تھے اورابتداء ہی سے محبت ورافت کا معاملہ فرماتے رہے،آپ کوقبلہ فقیہ الاسلامؒ کی صلاحیتوں پر بھرپور اعتماد تھا ایک طویل عرصہ تک قبلہ فقیہ الاسلامؒ کو اپنے ساتھ شریک طعام رکھا اور سعادت مند شاگرد رشید کی صلاحیتوں کے باعث کبھی کبھی بلاتکلف مسائل دریافت فرماتے تھے،فرائض کے سلسلہ میں خصوصاً اگرکوئی مسئلہ تحریر فرماتے تو اپنے شاگرد رشید کوبھی دکھاتے تھے۔

کبھی کبھی بہت محبت کے ساتھ فرماتے ''اجی مفتی جی! آج کا کھانا میرے ساتھ کھائیو'' اورسعادت مند شاگرد جب کھانے کیلئے پہنچتا تو بہت ہی شفقت اوردعاؤں سے نوازتے ، مجھے یاد ہے ایک بارقبلہ فقیہ الاسلامؒ نے ایک خصوصی مجلس میں فرمایا تھا کہ حضرت مولانا منظوراحمد خانصاحبؒ کے ساتھ ایک بار بمبئی کا سفربھی ہوا تھا جہاں ایک اہم اجتماع میں شرکت فرمائی تھی۔

حضرت مولانا اکبرعلی صاحب سہارنپوریؒ (م ۱۳۹۷ھ ۔۱۹۷۷ء)جامعہ مظاہرعلوم سہارنپور کے فارغ التحصیل تھے تقریباً تیس سالوں تک مظاہر علوم کی بے لوث خدمات انجام دے کر پاکستان دارالعلوم کراچی تشریف لے گئے اور وہیں انتقال ہوا۔

مظاہرعلوم میں دوران قیام فقیہ الاسلامؒ کو نہ صرف آپ سے شرف تلمذ حاصل تھا بلکہ آپؒ کی خصوصی توجہات اورعنایات سے مستفید رہے آپؒ کی ضرورت کی چیزیں بازاراوردوکانوں سے خرید کر پہنچاتے رہے۔

حج بیت اللہ کیلئے جب حضرت فقیہ الاسلامؒ تشریف لے گئے تو وہاں آپ سے ملاقات ہوگئی ،آپ کوسینہ سے لگالیا اور پرانی یادیں تازہ ہوگئیں اور بہت

بہت دعائیں دیتے رہے۔

دارالعلوم کراچی کی مسند حدیث پر جلوہ افروز ہونے کے بعد بڑھنے والی مصروفیات کے باوجود اپنی مادر علمی مظاہر علوم اور یہاں کے اکابر وشیوخ اور تلامذہ ومحبین سے مراسلت اور مکاتبت جاری رکھی مدرسہ کے احوال وکیفیات معلوم کرتے رہتے۔

حضرت مفتی جمیل احمد صاحب تھانویؒ (متوفی۔۱۴۱۵ھم۔۱۹۹۴ء) ایک مدت تک مظاہر علوم کے استاذ رہے قبلہ فقیہ الاسلامؒ کو بھی آپ سے شرف تلمذ حاصل تھا، مظاہر علوم میں دوران قیام قبلہ فقیہ الاسلامؒ کو اپنی شفقتوں سے نوازتے رہے، برابر آپ کے حق میں دعائے کرتے رہے۔

مظاہر علوم کے رجسٹریشن کا ہنگامہ جب کھڑا ہوا تو حضرت مفتی جمیل احمد صاحب تھانویؒ وقف علی اللہ کی تائید وحمایت کرتے اور اپنی مجلسوں کے علاوہ باقاعدہ فتوی جاری کرکے رجسٹریشن کے نقصانات اور وقف علی اللہ کے فوائد پر روشنی ڈالی۔

مفتی صاحب موصوفؒ نے مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری کو وقف کی حمایت اور رجسٹریشن کی قباحت پر ایک سخت مکتوب لکھا تھا اور باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا کہ اسی مکتوب گرامی سے حضرت بلند شہریؒ کے رجسٹریشن سے متعلق تشدد میں خاطر خواہ کمی واقع ہوئی تھی۔

حضرت اقدس حافظ محمد حسین صاحبؒ (۱۰/محرم ۱۲۸۶ھ۔ ۴/۵/رجب المرجب ھ) جامعہ گلزار حسینیہ اجراڑہ کے بانی مبانی، امام ربانی حضرت

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے فیض یافتہ اور مفتیٔ اعظم حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب اجراڑویؒ کے استاذ گرامی تھے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ، محدث کبیر حضرت خلیل احمد سہارنپوریؒ اور قطب الاقطاب حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنیؒ جیسے بزرگان حضرت حافظ صاحبؒ کے اوصاف وکمالات کے معترف تھے۔

حضرت مفتی سعید احمد صاحبؒ جب مظاہر علوم میں تدریس کے لئے اجراڑہ سے سہارنپور تشریف لے آئے تو مراسلت اور مکاتبت کا سلسلہ مستقل قائم رکھا اور تقریباً ہر ہفتہ حضرت حافظ صاحبؒ کے پاس خیریت ومزاج پرسی کا خط بھیجتے تھے، حضرت حافظ صاحبؒ اپنے شاگرد رشید حضرت مفتیٔ اعظمؒ کی وجہ سے ان کے فرزندان گرامی فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحبؒ اور حضرت مولانا اطہر حسین صاحب سے بھی بہت محبت وشفقت فرماتے تھے اور قبلہ والد ماجد صاحبؒ جب حافظ صاحبؒ کے پاس خط بھیجتے تو یہ دونوں بھائی اپنا سلام بھی خط میں لکھواتے تھے جو ان کی سعادت مندی کی واضح دلیل تھی۔

حضرت فقیہ الاسلامؒ کے ساتھ حضرت حافظ صاحبؒ کا معاملہ نہایت ہی مشفقانہ اور کریمانہ تھا اور بعض مرتبہ فقیہ الاسلامؒ کو رمضان المبارک میں تراویح کیلئے سہارنپور سے بلوا کر پورا قرآن کریم سنتے تھے، یہی نہیں آپؒ کی تربیت اور پختگی کیلئے حضرت حافظ صاحبؒ کبھی کبھی فقیہ الاسلامؒ کو حکم دیتے کہ "تم تقریر کرو میں سنوں گا" اور حضرت فقیہ الاسلامؒ الامر فوق الادب کے تحت کھڑے

ہوجاتے اورتقریر شروع فرمادیتے تھے۔

حضرت حافظ صاحبؒ نے فقیہ الاسلامؒ کی ایک مربی کی طرح تعلیم وتربیت فرمائی تھی اور شاید یہ حافظ صاحبؒ ہی کی محنت ودعا کا اثر تھا کہ فقیہ الاسلامؒ جب تقریر شروع کردیتے تھے تو عجیب عجیب معلومات کا انبار لگادیتے تھے حضرت فقیہ الاسلامؒ خود فرمایا کرتے تھے کہ ''آمد ہوتی ہے آورد نہیں ہوتی''

جناب مرزا بسم اللہ بیگ نے تذکرہ قاریان ہند میں لکھا ہے

''وعظ و بیان میں بھی اپنے ہمعصروں کی نسبت ممتاز ہیں، بیان میں سلاست وروانی اور تاثیر وجوش ہوتا ہے، اکثر عالمانہ انداز پر عوام وخواص کے لئے یکساں مفید ہوتا ہے''

حضرت حافظ محمد حسین صاحبؒ سے مکاتبت اور مراسلت کا سلسلہ قبلہ والد صاحب کے زمانہ سے ہی جاری ہوا تھا، ذیل میں قبلہ فقیہ الاسلامؒ کا حافظ صاحبؒ کے نام ایک خط برکت کے لئے درج ذیل ہے۔

مخدومی ومکرمی جناب حافظ صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

والد صاحب کی طبیعت اگرچہ بہت زیادہ خراب تھی مگر الحمد للہ اب روبصحت ہے علاج بدستور جاری ہے، دعاؤں کی زیادہ ضرورت ہے اس سے پہلے بھی ایک خط تحریر کرچکا ہوں باقی خیریت ہے، سب حضرات کی خدمت میں سلام مسنون، والد صاحب سلام مسنون فرماتے ہیں۔

مظفر حسین مظاہر علوم سہارنپور

مسیح الامت حضرت جلال آبادیؒ

مسیح الامت حضرت اقدس مولانا شاہ مسیح اللہ خانصاحبؒ ۱۳۲۹ھ میں علی گڑھ میں پیدا ہوئے، ۲۵/شوال ۱۳۵۱ھ میں حکیم الامت حضرت اقدس تھانویؒ نے خلافت سے نوازا اور اپنے فیوض وبرکات سے ہند ہی نہیں پاکستان، افغانستان، برصغیر افریقہ، یورپ اور امریکہ تک کے مسلمانوں کو اپنے فیوض وبرکات سے مستفیض فرما کر ۱۶/جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ مطابق ۱۲/نومبر ۱۹۹۲ء کو ہمیشہ کیلئے آنکھوں سے اوجھل ہو گئے، حضرت حکیم الامتؒ کو آپ سے بہت محبت تھی جس کا اظہار حضرت تھانویؒ نے جلال آباد میں ایک عام جلسہ میں فرمایا تھا

حضرت جلال آبادیؒ کو مظاہر علوم کے اکابر سے جو تعلق تھا اور اکابر مظاہر بالخصوص قبلہ فقیہ الاسلامؒ سے جو انس ومحبت تھی اس کا اندازہ جلال آباد سے شائع ہونے والے مجلہ مفتاح الخیر کے مدیر محترم کی اس تحریر سے ہوتا ہے

> ''مسیح الامت حضرت اقدس مولانا مسیح اللہ خانصاحب جلال آبادی نوراللہ مرقدہٗ کو بھی مدرسہ مظاہر علوم اور وہاں کے بزرگوں سے بڑی محبت تھی وہاں کے بزرگوں کا اکرام واحترام اور خوردوں پر شفقت ونوازش فرماتے تھے نیز حضرت فقیہ الاسلام اکثر وبیشتر مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خانصاحب شیروانی نوراللہ مرقدہٗ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور حضرت مسیح الامتؒ

بڑا مشفقانہ برتاؤ کرتے تھے کبھی کبھی حضرت فقیہ الاسلامؒ سے فرماتے۔

''آپ کی ذات میرے لئے مفرح قلب اور مقوی قلب ہے''

(مفتاح الخیر جنوری فروری ۲۰۰۴ء)

مظاہر علوم سہارنپور کی تقسیم اور وقف علی اللہ اور رجسٹریشن کے نزاع پر مخالفین وقف نے اپنی عیاریوں، مکاریوں، غداریوں، فریب کاریوں اور اپنے خاندانی بزرگوں کی نسبتوں کے طفیل کاروان اکابر کی ایک بڑی تعداد کو اپنا ہمنوا بنالیا تھا اور سادہ لوح معصوم بزرگان دین کو وقف علی اللہ کے موقف کی تائید کرنے کے بجائے رجسٹریشن کا حامی بنالیا ایسے وقت میں حضرت جلال آبادیؒ نے اپنی ایمانی بصیرت اور مؤمنانہ فراست سے اس نکتہ پر بھی غور فرمایا کہ چونکہ اکابر وقت کی بڑی تعداد (وقتی طور پر) فریق مخالف کی ہمنوا ہے، ظاہر سی بات ہے حضرت مفتی مظفر حسین صاحب کے دل میں یہ واہمہ اور وسوسہ پڑسکتا ہے کہ کہیں ان کا موقف نظر ثانی کا محتاج تو نہیں؟ یہ سوچتے ہی حضرت جلال آبادیؒ نے اپنے فرزند حضرت مولانا صفی اللہ خان صاحب کو قبلہ فقیہ الاسلامؒ کے پاس بھیجا، ایک ہزار روپے بھی بھجوائے اور یہ پیغام بھی

''آپ کسی قسم کے تردد کا شکار نہ ہوں، آپ ہی حق پر ہیں اور میں آپ کے موقف کی تائید کے ساتھ ساتھ مدرسہ کے لئے ایک ہزار روپے بھی بھیج رہا ہوں''

حضرت جلال آبادیؒ وقف علی اللہ کے کس قدر حامی تھے اور اپنے اکابر

واسلاف کی زریں روایات کے کہاں تک محافظ ونگراں تھے اس کا اندازہ اسی سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب آپؒ سے وقف اور رجسٹریشن کے سلسلہ میں سوال کیا گیا ،وقف اور رجسٹریشن کی بابت آپ کی رائے اور موقف معلوم کیا گیا تو حضرت مسیح الامتؒ نے فوری طور پر جواب نہیں دیا بلکہ مظاہر علوم (وقف) سے وقف اور رجسٹریشن سے متعلقہ کاغذات ،دستاویزات اور فائلیں منگوا کر سپریم کورٹ کے وکیل .... کے حوالہ فرمائیں اور وکیل صاحب سے فرمایا کہ وقف اور رجسٹریشن دونوں کے سلسلے میں تم قانونی نقطۂ نظر سے واضح کرو کہ کیا بہتر ہے،وکیل نے دونوں سلسلوں کے کاغذات کا مطالعہ کیا مطالعہ کے بعد اس فیصلے پر مجبور ہوا کہ دینی مدارس کا رجسٹریشن دینی اور شرعی نقطہ نظر سے صحیح نہیں ہے چنانچہ وکیل نے اپنی یہی رائے پیش کردی۔

حضرت جلال آبادیؒ نے تمام کاغذات کو اس وکیل کی رائیکیسا تھقبلہ فقیہ الاسلامؒ کے پاس بھیج دیا اور فرمایا کہ ''جو وکیل کی رائے ہے وہی میری رائے ہے ''

قبلہ فقیہ الاسلامؒ شروع شروع میں دینی مدارس کے رجسٹریشن کے حامی تھےلیکن جب رجسٹریشن کے نقصانات آپ پر روشن ہوئے ،اسکی باریکیوں سے آگاہ ہوئےتو ایک دیانت دارانہ اور متقیانہ فیصلہ ارباب شوریٰ کے سامنے رکھ دیا کہ چونکہ رجسٹریشن کے نقصانات واضح ہوچکے ہیں لہٰذا اس سلسلے میں میں اپنی رائے سے رجوع کرتا ہوں۔

حضرت کے اس فیصلہ سے ایک مخصوص ذہنیت رکھنے والے خاندان حکیمان

پر زلزلہ آ گیا ، انہیں اپنے خواب چکنا چور ہوتے نظر آئے ، ریت پر بنائی گئی عمارت پھسلتی اور کھسکتی محسوس ہوئی اور پھر یہ سوچے اور سمجھے بغیر کہ ان کی مخالفت براہ راست شعائر اسلامی سے بغاوت کے مرادف تھی لیکن پھر بھی اوکھلی میں سرڈال ہی دیا ، انہیں کیا پتہ کہ اکابر و اسلاف کو جب جب اپنے پہلے فیصلے غلط محسوس ہوئے ہیں تب تب انہوں نے اپنی رائے اور فیصلوں سے رجوع کیا ہے اور حضرت حکیم الامتؒ نے تو مستقل کتاب ترجیح الراجح لکھ کر اہل علم اور دیانت دار طبقہ کے لئے مشعل راہ روشن فرمادی ہے۔

محترم مولانا مفتی محمد فاروق صاحب اپنی کتاب حدود اختلاف میں لکھتے ہیں

''حضرت مولانا الحاج المفتی مظفر حسین صاحب دامت برکاتہم گو شروع میں رجسٹریشن کرانے کے مسئلے میں حضرات سرپرستان کے ساتھ تھے مگر بعد میں ان کی رائے بدل گئی اور موصوف رجسٹریشن کو مدرسہ کے حق میں مضر سمجھنے لگے اور ان کو بتایا گیا کہ اس سے وقف خرد برد ہو جائے گا اس لئے انہوں نے حضرات سرپرستان کی رائے سے اختلاف کیا اور جس چیز کو وہ مدرسہ کے حق میں مضر یقین کرتے تھے اس سے اختلاف کرنا مقتضاء تقویٰ و دیانت تھا'' (حدود اختلاف ۲۰۶)

حضرت جلال آبادیؒ قبلہ فقیہ الاسلامؒ پر اپنی شفقتوں اور نوازشوں کی آخر تک بارش برساتے رہے اور وقف علی اللہ کی تائید وحمایت اور رجسٹریشن وسوسائٹی کی مخالفت کے موضوع پر ایک گرانقدر کتاب'' اھتمام وشوری'' تحریر فرما کر مخالفین وقف اور حامیین رجسٹریشن کو نہ صرف ورطۂ حیرت میں ڈال دیا بلکہ ان کے دانت کھٹے کردئے اس لئے کہ حضرت جلال آبادیؒ نے اپنی اس گرانقدر کتاب میں واقعات ونظائر اور دلائل وبراہین کا

خزانہ جمع فرمادیا تھا۔

حضرت جلال آبادیؒ اور آپ کے خانوادہ سے قبلہ فقیہ الاسلامؒ کے تعلق کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب حضرت جلال آبادیؒ کا انتقال ہوا اور دور دراز سے عوام وخواص کی بھیڑ حضرت کے آخری دیدار اور نماز جنازہ میں شرکت کے لئے پہنچی، مجمع بہت تھا نماز جنازہ کے لئے صفیں بھی درست ہوگئیں تھیں اور مائک سے برابر اعلان ہوتا رہا کہ

''حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب جہاں کہیں ہوں نماز جنازہ پڑھانے کیلئے آگے تشریف لے آویں۔

لیکن مجمع چونکہ بہت زیادہ تھا اور حضرت فقیہ الاسلام اپنی علالت وکمزوری کے باعث نہ خود وہاں تک پہنچ سکتے تھے اور نہ ہی اپنا پیغام پہنچا سکتے تھے اس لئے انتظار کے بعد حضرت جلال آبادیؒ کے خادم جناب عنایت اللہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔(جناب عنایت اللہ صاحب نے حضرت جلال آبادیؒ کے بعد قبلہ فقیہ الاسلام سے روحانی رشتہ قائم فرمایا تھا)

فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ کو صفر المظفر ۱۴۰۷ھ میں جب قبلہ مفتی سعید احمد صاحبؒ کے انتقال کی کانپور میں خبر ملی تو آپ کو بہت افسوس ہوا اور حضرت مفتی سعید احمد صاحبؒ کی وفات کو صدمۂ عظیمہ قرار دیتے ہوئے اپنے شاگردان باصفا حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب اور حضرت مولانا مفتی اطہر حسین صاحبان کو صبر جمیل کی دعاؤں سے نوازا، فرماتے ہیں

مکرمان ومحترمان قاری مظفر حسین ومولانا حافظ اطہر حسین صاحبان زید

مکارمکما

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت شیخ دامت برکاتہم کے والا نامہ سے حضرت استاذی قاری صاحبؒ کی وفات کا حال معلوم ہوکر بہت قلق ہوا۔حق تعالیٰ حضرت مرحوم کو درجات عالیہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل دے۔ للہ ما اعطیٰ ولہ ما اخذ وکل من عندہ اجل مسمیٰ فصبر جمیل ۔بڑوں کا سایہ سر سے اٹھ جانا ہر ایک کیلئے باعث صدمہ ہوتا ہے اور پھر بڑے بھی ایسے بڑے جن کے علوم وفیوض سے بے شمار مخلوق مستفیض ہوئی ہو زیادہ موجب صدمہ ہے۔

آپ صاحبان ماشاء اللہ خود اہل علم اور فہیم ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ صبر واستقلال سے کام لیں گے۔فقط

احقر محمود عفی عنہ

از مدرسہ جامع العلوم پٹکا پور، کانپور

۷ رصفرالمظفر ۷۷ھ

حضرت مولانا سید ظہور الحسن صاحب کسولویؒ

حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے مجاز ،مسترشد اور خانقاہ اشرفیہ کی شراب معرفت سے سیراب وفیضیاب، ایک طویل عرصہ تک جامعہ مظاہر علوم میں پڑھا اور پڑھایا پھر حضرت تھانویؒ کی خدمت عالیہ میں پہنچ کر خدام خصوصی اور جاں نثاروں میں شامل ہوئے ،حضرت تھانویؒ کی تعلیمات ،تصنیفات اور افادات کو عوام تک پہنچانے کے لئے سہارنپور میں امداد الغرباء کے نام سے مکتبہ جاری فرمایا۔

قبلہ فقیہ الاسلامؒ کے اگر چہ استاذ نہیں تھے تاہم اپنی محبتوں اور شفقتوں سے نوازتے رہے، آپ کے حق میں دعائے خیر کرتے رہے، حضرت مفتی سعید احمد صاحبؒ کے سانحۂ ارتحال پر آپ نے اپنے تعزیتی خط میں رنج وغم اور خانوادہ سعیدی سے تعلقات کے اظہار کے علاوہ ایک مخصوص تاریخی نشاندہی بھی فرمائی کہ حضرت مفتی سعید احمد صاحب کا مسائل کے سلسلہ میں کس قدر تصلب اور تسلف تھا، متفق علیہ مسائل کے بارے میں اپنی ہی جماعت کے اندر اختلاف رائے اور علمی و عملی تفریق کی صورت پیدا ہونے پر حضرت مفتی سعید احمد صاحبؒ اپنے اسلاف کے اسوہ پر کتنی مضبوطی اور پامردی کے ساتھ جمے رہے اس کا تذکرہ بھی فرمایا پھر قبلہ والد ماجد کے نقش قدم پر چلنے کی ہدایت ونصیحت اور ایسے مواقع پر مقابلہ واستقامت کی دعا بھی فرمائی، خط حاضر ہے۔

از احقر ظہور الحسن غفرلہ

جامعہ خانقاہِ امدادیہ تھانہ بھون

عزیزم مولوی قاری مظفر حسین صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

طالب عافیت بعافیت ہے قاری صاحب رحمۃ اللہ کی وفات کی اطلاع سے ہم سب کو نہایت صدمہ ہوا دعائے مغفرت بھی کی گئی اور ایصال ثواب بھی۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور آپ کو اور ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ان چند سال کے اندر اپنی ہی جماعت میں چند متفق علیہ مسائل میں جو عملی اور علمی تفریق پیدا ہوگئی ہے، قاری صاحب کی خصوصیت تھی کہ وہ مقابلہ میں اسلاف کے اسوہ پر مضبوطی سے قائم تھے۔ دعا ہے کہ اللہ آں عزیز کو ان کے قدم بقدم استقامت عطا فرمائے آمین
۔

آں عزیز کی سلامت روی اور خوش اخلاقی سے طبعی انس ہے دل چاہا کہ اس کو ظاہر کر دوں۔ خود بھی جملہ مقاصد کے لئے دعا گو ہوں اور آں عزیز سے بھی اپنے لئے سلامت روی اور حسن خاتمہ کی دعا چاہتا ہوں، مولوی محمد یوسف صاحب بستوی بھی کلمات تعزیت اور سلام عرض کرتے ہیں۔ عزیز مولوی طاہر سلمہٗ سے بھی السلام علیکم ۔ بندہ ظہور الحسن غفرلہٗ

حضرت مولانا شاہ محمد احمد پرتاپ گڈھیؒ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاپ گڈھیؒ کی شخصیت علمی وروحانی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں ہے ،سلوک وطریقت کے پیشوااور علوم شریعت کے ماہر یگانہ تھے پرتاپ گڈھ (مشرقی یوپی) کے موضع پھول پور میں ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۸۹۹ء میں پیدا ہوئے ،اویس زمانہ حضرت مولانا شاہ فضل رحمن گنج مرادآبادیؒ نے محمد احمد نام تجویز فرمایا اور اسی نام سے

شہرت پائی۔

آپ نے اپنا روحانی رشتہ حضرت مولانا سید بدر علی شاہ صاحبؒ سے قائم فرمایا اوران ہی سے تمغۂ خلافت عطا ہوا، حضرت مولانا بدر علی شاہؒ حضرت اویس زمانہ شاہ گنج مرادآبادیؒ کے اہم خلفاء میں سے تھے۔

حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاپ گڈھیؒ نے تقریباً پچانوے سال کی عمر پاکر ۳؍ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ مطابق ۲؍اکتوبر ۱۹۹۱ء کو الہ آباد میں رحلت فرمائی

۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے ایک سلسلۂ گفتگو میں فرمایا تھا کہ ’’اس وقت ہندستان میں سب سے قوی النسب بزرگ حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاپ گڈھیؒ ہیں‘‘

حضرت پرتاپ گڈھیؒ کو اللہ رب العزت نے مختلف علمی روحانی صفات اورجلالی وجمالی خصوصیات کا سنگم بنایا تھا اپنے اکابرواسلاف کے لئے انتہائی تواضع وانکساری کا پیکراورخوردوں کے لئے شفقت ومحبت کا معاملہ فرماتے تھے قبلہ فقیہ الاسلامؒ سے بھی حضرت پھولپوریؒ محبت وشفقت فرماتے تھے۔

بزرگوں کا احترام اورانکی زیارت وملاقات سے قبلہ فقیہ الاسلامؒ کو قلبی وروحانی سکون محسوس ہوتا تھا ایک بار حضرت مولانا محمد احمد صاحب پھولپوریؒ علی گڈھ تشریف لائے، آپ کی تشریف آوری کی اطلاع قبلہ فقیہ الاسلامؒ کو سہارنپور میں ملی توصرف ملاقات کی خاطر سہارنپور سے علی گڈھ تشریف لے گئے اورحضرت پرتاپ گڈھی نے نہایت محبت وشفقت کا معاملہ فرمایا، ایک بار قبلہ فقیہ الاسلام

سے حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاپ گڈھیؒ سے ملاقات اور زیارت کے لئے مستقل پرتاپ گڑھ تشریف لے گئے تھے۔

حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاپ گڈھیؒ وقف علی اللہ کے موقف کے حامی تھے چنانچہ ایک بار حضرت فقیہ الاسلامؒ کے بعض ماتحت حضرات پرتاپ گڈھ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور مدرسہ کی پوری صورتحال گوش گزار کرنے کے بعد دعا کی درخواست کی تو حضرت پرتاپ گڈھیؒ نے زور دیکر قبلہ فقیہ الاسلامؒ کیلیے ارشاد فرمایا کہ

''مظفر ہیں، مظفر رہیں گے''

چنانچہ قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید، حضرت فقیہ الاسلامؒ ہر موڑ اور ہر گام پر مظفر و منصور ہوئے ،تائید غیبی شامل حال رہی اور باطل کو شکست فاش کے علاوہ مفت کی بدنامی ہاتھ لگی اور حکیم خاندان کی تاریک ترین خدمات میں ایک اہم باب کا اضافہ ہوا۔

محترم حافظ محمد مرتضٰی صاحب سفیر مدرسہ نے بیان کیا کہ

''جس وقت مدرسہ کے اختلافات عروج پر تھے، حضرت مفتی صاحبؒ نے ایک مکتوب گرامی مولانا محمد احمد صاحب پرتاپ گڈھیؒ کے نام تحریر کیا، جس میں مدرسہ کے اختلافات اور خلفشار و انتشار کا تذکرہ فرمایا، اخیر میں دعا کی درخواست کی ، میں وہ مکتوب گرامی لیکر پرتاپ گڈھ حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوا شرف ملاقات اور سلام و مصافحہ کے بعد حضرت مفتی صاحبؒ کا مکتوب گرامی پیش

کیا،حضرت پرتا پگڈھیؒ نے مکتوب پڑھا اور پڑھنے کے معاً بعد بارگاہ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر یوں گویا ہوئے ''وہ اللہ کا ولی مجھے ہر وقت یاد رہتا ہے،اس اللہ کے ولی کے لئے ہروقت دل سے دعا گوہوں'' پھر احقر سے فرمایا کہ حضرت مفتی صاحبؒ سے میرا اسلام کہہ دینا اور کہنا کہ ''اللہ تعالیٰ آپ کو ہرنوع کی کامیابی عطا فرمائے اور ہرقسم کے شروروفتن سے محفوظ فرمائے''

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی الحسنی ندویؒ

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی الحسنی ندویؒ حضرت مولانا سید عبدالحی صاحب رائے بریلویؒ (صاحب نزہۃ الخواطر) کے فرزند ارجمند تھے،انھیں علمی شخصیتوں،بزرگوں اور سلوک وطریقت کے شناوروں سے فطری

طور پر محبت تھی یہی وجہ تھی کہ جب آپ نے حضرت اقدس شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ سے روحانی تعلق قائم فرمایا اور کثرت کے ساتھ رائے پور آمد و رفت شروع ہوئی تو سہارنپور بھی ٹھہرتے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ کی خدمت میں بھی حاضر ہوکر شرف نیاز حاصل کرتے تھے۔

حضرت مولانا سید علی میاں صاحب ندویؒ کو قبلہ فقیہ الاسلامؒ سے بھی بہت محبت تھی اور مختلف مواقع پر مکاتبت اور مراسلت رہی، بعض شر پسندوں نے حضرت مفکر اسلامؒ کو وقف علی اللہ کے موقف سے ہٹاکر رجسٹریشن کی حمایت پر مجبور کردیا لیکن حضرتؒ کا ذہن شیشہ کی مانند صاف اور شفاف تھا اس لئے جب حقیقت کا علم ہوا تو وقف علی اللہ کے حامی ہوگئے۔

حضرت مولاناؒ کے بعض خطوط جو انہوں نے قبلہ فقیہ الاسلام کے نام ارسال فرمائے تھے ان میں سے بعض کو گزشتہ صفحات میں ذکر کیا جاچکا ہے۔

تصنیف و تالیف اور تحقیق و جستجو تو حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ کی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی اور جس عنوان پر وہ لکھنے کی ضرورت محسوس کرتے تو اپنی بات کو دلائل و براہین سے مدلل کرنے کے لئے مختلف مآخذ و مراجع سے رجوع فرماتے تھے چنانچہ مظاہر علوم سہارنپور کے تاریخی کتب خانہ سے بعض تحقیقات کیلئے مولانا عبیداللہ سیوانی کو مظاہر علوم بھیجا اور ان کی آمد و سفارش کیلئے یہ مکتوب بھی

''یہ مولوی عبیداللہ سیوانی آرہے ہیں امید کہ ان کے مطالعہ و استفادہ کے لئے آپ نے جو نظام طے کیا ہے اس پر عمل کے لئے آپ ضروری مشورہ و رہنمائی کرتے رہیں گے اور ان پر خصوصی توجہ رکھیں گے، باعث ممنونیت ہوگا''

مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں ندوی صاحبؒ کی ذات گرامی ایسی تھی جن پر پوری دنیا کو ناز تھا لیکن ہماری تنگ نظر متعصب حکومت نے اس لعل بدخشاں کی قدر نہیں کی اور بعض شر پسندوں نے کسی سلسلہ میں حضرت مفکر اسلامؒ پر قانونی شکنجہ کسنا چاہا اس سلسلہ میں حکومت حرکت میں آ گئی لیکن معاملہ کی نوعیت مغربی یوپی سے متعلق تھی اس لئے حضرت مولانا ندویؒ نے اپنے مخصوص نمائندوں کو قبلہ فقیہ الاسلام کے پاس بھیجا حضرت فقیہ الاسلام نے نمائندوں کی پوری گفتگو سن کر اپنی بھرپور کوشش اس معاملہ میں صرف فرمادی اور اللہ کے فضل وکرم سے حضرت مفکر اسلام پر حکومت کا کوئی الزام ثابت نہیں ہوا۔

عرصہ پہلے حضرت مولانا علی میاں صاحب ندویؒ مظاہر علوم تشریف لائے یہاں کے حالات وکیفیات کو بغور دیکھا اور پھر جب تصویر کے دونوں پہلوؤں کو حقائق کی کسوٹی پر تولا تو ان پر حق واضح ہو گیا اور قبلہ فقیہ الاسلام کی سادگی، عند الناس محبوبیت، عند اللہ مقبولیت اور آپ کی مرکزیت ومرجعیت بھی آشکارا ہو گئی چنانچہ واپسی کے بعد قبلہ فقیہ الاسلامؒ کے پاس ایک مکتوب گرامی ارسال فرمایا جس میں اپنا یہ تاثر بھی کہ

''کہ آپ سے مل کر بہت سی غلط فہمیاں، بدگمانیاں اور شکوک وشبہات دور ہو گئے اور حق واضح ہوا''۔

قبلہ فقیہ الاسلامؒ نے آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے کسی عہدہ کو قبول نہیں کیا لیکن اس کی کارگزاریوں، خدمات اور ملی مسائل میں دلچسپیوں سے آگاہی حاصل فرماتے رہے اور مختلف مواقع پر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے صدر حکیم الاسلام

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب، مفکر اسلام حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی صاحبؒ، حضرت مولانا سید علی میاں صاحبؒ، حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام صاحبؒ سے برابر رابطہ رکھا اور موجودہ صدر محترم حضرت مولانا سید محمد رابع ندوی صاحب مدظلہٗ سے بھی قدیم روایات کے مطابق تعلق برقرار رکھا اور جب کبھی ملی مسائل کے سلسلہ میں کسی قسم کے مشورہ وتعاون کی ضرورت ہوئی قبلہ فقیہ الاسلامؒ نے اس سلسلہ میں کبھی بے توجہی نہیں برتی۔

مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں ندوی صاحبؒ کی تصنیفی خدمات کے معترف، ان کی خاندانی شرافتوں، نجابتوں اور لازوال قربانیوں سے واقف اور ملت اسلامیہ کے سلسلہ میں مولانا ندویؒ کی فکرمندیوں کے مداح رہے، خود حضرت مفکر اسلامؒ بھی قبلہ فقیہ الاسلامؒ کی فقاہت، تبحر علمی، تقویٰ ودیانت کے قائل تھے۔

حضرت مفکر اسلام کو جب مفتی اعظم حضرت مفتی سعید احمد صاحبؒ کی رحلت کا علم ہوا تو آپ نے قبلہ فقیہ الاسلامؒ کے نام تعزیت نامہ ارسال فرمایا، جس میں حضرت مفتی اعظمؒ کی شخصیت کو مسلمانان عالم کے لئے بڑی نعمت وغنیمت فرمایا اور اس حادثہ کو امت کا ناقابل تلافی نقصان قرار دینے کے علاوہ حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنیؒ کی قبلہ فقیہ الاسلامؒ پر جو خصوصی شفقتیں اور نوازشیں تھیں اس کا بھی تذکرہ کیا اور خوب خوب دعائیں دیں، لکھتے ہیں

عزیز گرامی زید محاسنہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب مفتی صاحبؒ کے حادثۂ ارتحال کی اطلاع مجھے تاخیر سے ملی اس لئے کہ الجمعیۃ التزاماً میری نظر سے نہیں گذرتا اتفاق سے ایک صاحب دیوبند سے تشریف لائے تھے انہوں نے ذکر فرمایا اس اچانک اطلاع سے قلق ہوا اگر چہ مفتی صاحب کی علالت عرصہ سے ایسی چل رہی تھی کہ یہ حادثہ غیر متوقع نہ تھا پھر بھی اس کی امتداد سے اور ایک حالت کے وقوف سے ایسا اندازہ نہ تھا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے درجے بہت بلند فرمائے اور علمائے مخلصین وربانیین میں ان کا حشر فرمائے کہ ان کی ذات بڑی غنیمت بلکہ نعمت تھی اس عام علمی زوال اور دینی واخلاقی انحطاط کے زمانہ میں ایسے علماء بقیۃ السلف اور حجۃ علی الخلف ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو ان کا صحیح جانشین بنائے ،آپ کی سعادت اور حضرت شیخ الحدیث کی شفقت وخصوصیت سے جو آپ کے ساتھ ہے اسی کی امید ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی اور علم میں برکت عطا فرمائے اور آپ دونوں بھائیوں کو اپنے والد صاحب کے علم نافع اور عمل صالح میں سے بیش از بیش حصہ عطا فرمائے اور چھوٹے بھائی صاحب سے بھی میری طرف سے تعزیت فرمادیں وکان اللہ فی عونکم وخلفاً عن کل فائت۔

ابوالحسن علی

۸ رصفر المظفر ھ

ایک مرتبہ فقیہ الاسلامؒ کسی سلسلہ میں لکھنؤ تشریف لے گئے، ندوۃ العلماء کو بھی اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا حضرت مفکر اسلام نے اپنے خدام سے تاکیداً استفسار فرمایا کہ حضرت مفتی صاحب کے کھانے کا کیا نظم ہے، خدام نے عرض کیا کہ آپ کی مصروفیات کے پیش نظر کھانے کا نظم کر دیا گیا ہے، حضرت مفکر اسلامؒ نے فرمایا نہیں مفتی صاحب کھانا ہمارے ساتھ کھائیں گے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت مفکر اسلام کو جنت نصیب فرمائے بڑی خوبیوں کے مالک تھے، قبلہ فقیہ الاسلامؒ کی دماغی رگ پھٹنے اور آپریشن کے بعد بسلسلۂ عیادت اپنی بعض مصروفیتوں کی وجہ سے خود تو نہیں آسکے لیکن ندوۃ العلماء لکھنؤ سے عیادت کیلئے مولانا محمد رضوان صاحب ندوی، مولانا نذیر احمد صاحب ندوی اساتذہ مدرسہ تشریف لائے۔

حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ کی اہلیہ کے انتقال کی خبر فیصل جدید دہلی کے توسط سے قبلہ فقیہ الاسلامؒ کو ملی تو حضرت مولانا کے نام ایک تعزیتی مکتوب ارسال فرمایا اور آپ کے اس غم کو اپنا غم اور اظہار ہمدردی کے علاوہ مرحومہ کے لئے قرآن کریم پڑھوا کر ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کا اہتمام فرمایا خود حضرت مفکر اسلامؒ نے مظاہر علوم وقف کے استاذ حضرت علامہ محمد یامین صاحب کے انتقال کے موقع پر قبلہ فقیہ الاسلامؒ کے نام ایک تعزیتی مکتوب ارسال فرمایا تھا اور اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار اور رفع درجات کی دعائیں تحریر فرمائی تھیں۔

ماضی قریب میں چند سال قبل قبلہ فقیہ الاسلام کے پاس مظاہر علوم وقف کے لئے حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب بھٹکلی استاذ ندوۃ العلماء کی معرفت مبلغ

بچاس ہزارروپے ارسال فرمائے تھے،اس گرانقدر تعاون پرقبلہ فقیہ الاسلامؒ نے ایک مکتوب کے ذریعہ دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادافرمایا تھا۔

حضرت مفکراسلامؒ نے اپنی رحلت سے دوتین ماہ قبل حضرت مولانامفتی مظفرحسین صاحبؒ کی خدمت میں پانچ ہزاروپے بطورہدیہ ارسال فرمائے اوراس کے ساتھ یہ گرامی نامہ بھی

''مکرمی ومحترمی جناب مولانامفتی مظفرحسین صاحب مظاہری

زیدت مکارمہٗ وتوفیقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا اورمشاغل خیرجاری وساری۔

راقم کچھ عرصہ سے بیمار چلاآرہاہے،ضعف بہت بڑھاہوا ہے ،دعا کی ضرورت اورطلب ہے،امید ہے کہ دعائے صحت وعافیت فرمائیں گے واجرکم عنداللہ۔ایک حقیر ہدیہ پانچ ہزارروپے کا ذاتی طورپرارسال خدمت ہے،امید ہے کہ قبول فرماکرعزت افزائی فرمائی جائے گی۔والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

طالب دعا

ابوالحسن ندوی

۱۴/اکتوبر ۱۹۹۹ء

حضرت مولاناعلی میاں ندوی صاحبؒ کے انتقال پرقبلہ فقیہ الاسلامؒ نے نہ صرف مظاہرعلوم میں قرآن کریم پڑھواکرایصال ثواب کا اہتمام فرمایا بلکہ نہایت

رقت آمیز مکتوب تعزیت بھی آپ کے جانشیں مولانا سید محمد رابع ندوی کو ارسال فرمایا اور حضرت مفکر اسلام کی رحلت کو عالم اسلام کا زبردست و نا قابل تلافی نقصان قرار دیا۔

فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ

قبلہ فقیہ الاسلام کے اہم اساتذہ میں سے تھے، استاذ اور شاگرد کے درمیان جو مستحکم رشتہ تھا اختلاف رائے کے باوجود آخر تک قائم رہا اور دونوں حضرات کی ملاقاتوں اور خیر و عافیت کی دریافت کا سلسلہ ہمیشہ قائم رہا، بعض شر پسند عناصر کو اگر چہ قبلہ فقیہ الامتؒ کا حضرت مفتی مظفر حسین صاحبؒ سے یوں ملنا جلنا اور دفتر مظاہر علوم میں آنا جانا ایک آنکھ نہ بھاتا تھا اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ایک بار فقیہ الامتؒ جب سہارنپور تشریف لائے اور حسب عادت قدیم مظاہر علوم تشریف لاکر اپنے شاگرد رشید فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحبؒ سے نہایت مشفقانہ انداز میں گفتگو فرمائی، یہ طرز حکیم خاندان کے کسی دل جلے سخت ناگوار ہوا اور مفتی محلہ میں حضرت فقیہ الامتؒ سے یہ جملہ چپت کر ہی دیا کہ

"آپ اِدھر (رجسٹریشن والے) بھی رہتے ہیں اور اُدھر (وقف علی اللہ والے) بھی جاتے ہیں"؟

اس پر حضرت فقیہ الامتؒ نے نہایت غضبناک ہوکر جو جواب دیا وہ ہر مومن کے لئے باعث عبرت و بصیرت ہے فرمایا کہ "کیا میں جہنمی ہو جاؤں؟

"جب بعض شر پسندوں کی شرارتوں سے مظاہر علوم نا قابل تلافی نقصان سے دو چار ہوا تو قبلہ فقیہ الامتؒ بھی حامیین رجسٹریشن میں سے تھے لیکن اختلافات

سے دور رہنا پسند فرمایا جسکیجہ سے کچھ لوگوں کو قبلہ فقیہ الامتؒ کا یہ طرز اچھا نہیں لگا وہ چاہتے تھے کہ حضرت فقیہ الامتؒ بھی ناعاقبت اندیشوں کی طرح اس معاملہ میں پیش پیش رہیں ایسے ہی ایک موقع پر حضرت فقیہ الامتؒ نے فرمایا ''آستین چڑھا کر لنگوٹ باندھ کر اکھاڑے میں کود پڑوں، میرے بس کی بات نہیں اگر ایک طرف مولانا محمد طلحہ صاحب میرے استاذ اور شیخ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے صاحبزادہ ہیں ان کا احترام بھی میرے ذمہ ہے ، دوسری طرف مولانا مفتی مظفر حسین صاحب بھی میرے استاذ مولانا مفتی سعید احمد قدس سرہ کے صاحبزداہ ہیں ان کا احترام بھی میرے ذمہ ہے'' (حدود اختلاف ص۔۱۸۹)

حضرت فقیہ الامتؒ سہارنپور تشریف لاتے تو مظاہر علوم وقف کے احاطہ دفتر مدرسہ قدیم اور دار الطلبہ قدیم میں بھی قدم رنجہ ہوتے تھے جہاں حضرت فقیہ الاسلام کے علاوہ مدرسہ کے دیگر اعیان علم سے ملاقات فرماتے تھے۔ ۱۴۱۶ھ می ۱۳ صفر المظفر کو بھی وقف مظاہر علوم میں تشریف لائے تھے اور کچھ ناصحانہ کلمات بابرکات ارشاد فرما کر ادارہ کی ترقی کے لئے دعا فرمائی اس کے بعد حضرت فقیہ الامت تشریف نہ لا سکے کیونکہ اگلے سال ۱۸؍ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ م ۲؍ستمبر ۱۹۹۶ء کو افریقہ میں رحلت فرماگئے۔

حضرت فقیہ الامتؒ جب مظاہر علوم قدیم تشریف لاتے تو گویا پورا چمن باغ و بہار ہو جاتا ،طلبہ واساتذہ کی بڑی تعداد آپ سے مصافحہ وزیارت کے لئے حاضر ہو جاتی تھی ،حضرت فقیہ الاسلامؒ بھی استاذ گرامی کے سامنے دوزانو بیٹھ جاتے تھے،اپنی مسند گرامی سے ہٹ جاتے اور اس پر نہایت اعزاز واکرام کے ساتھ بٹھاتے تھے۔

حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ رجسٹریشن کے سلسلہ میں اختلاف

رائے کے باوجود قبلہ فقیہ الاسلامؒ سے بہت شفقت ومحبت فرماتے تھے چنانچہ قبلہ فقیہ الاسلامؒ کا مسجع بھی حضرت فقیہ الامتؒ نے کہا تھا، حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری لکھتے ہیں

''حضرت مفتی صاحب ان شاء اللہ کامیاب ہیں دنیا میں وہ منصور رہے اور آخرت میں مظفر، حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی قدس سرہٗ نے آپ کا مسجع کہا ہے،''شدہ دَر دُو عالم مظفر حسین'' یعنی دو جہان میں کامیاب حسین رضی اللہ عنہ رہے، یزید پلید ہی رہا، یہ مسجع حضرت مفتی صاحب گنگوہیؒ نے ہمارے مفتی صاحبؒ کے لئے کہا ہے جو آپ کے لئے فال نیک ہے'' (تذکرہ فقیہ الاسلامؒ ص۔ ۱۲)

حضرت فقیہ الامتؒ نہ صرف اپنے شاگرد سے محبت فرماتے تھے بلکہ اپنی اس مادر علمی ک بھی خصوصی خیال رکھتے تھے اور کبھی کبھی جیب خاص سے مدرسہ کو چندہ بھی مرحمت فرماتے تھے۔

قبلہ فقیہ لا اسلامؒ اپنے استاذ گرامی سے کس قدر تعلق رکھتے خود مؤلف حیات محمودؒ جناب مولانا مفتی محمد فاروق صاحب میرٹھی نے جلد دوم میں یوں کیا ہے۔

''حضرت فقیہ الامت قدس سرہٗ سے انتہائی عقیدت مندانہ تعلق رکھتے تھ اور اپنے اوپر زمانہ طالب علمی میں حضرت فقیہ الامت قدس سرہٗ کی شفقتوں کے واقعات انتہائی محبت وعقیدت کے انداز میں بیان فرماتے ہیں بعض مسائل (مدرسہ کے رجسٹریشن وغیرہ کے

سلسلہ میں)اختلاف رائے بھی رہا مگر جانبین سے ایک دوسرے کے تعلق عقیدت ومحبت میں کوئی فرق نہیں آیا قضیہ مظاہرعلوم کا مسئلہ زوروں پر تھا اس وقت بھی موصوف کی زبان سے کوئی لفظ خلاف ادب نہیں نکلا اوراختلاف کے عین شباب پر بھی حضرت فقیہ الامت قدس سرہٗ کے نقول فتاویٰ کے رجسٹر مظاہرعلوم کے کتب خانہ سے انتہائی فراخ دلی کے ساتھ نقل وفتاویٰ کے لئے عنایت فرماتے رہتے۔

حضرت فقیہ الامت قدس سرہٗ کے دارالعلوم دیوبند قیام کے دوران علالت وغیرہ کی خبرسن کر برائے عیادت حاضری دیتے۔

حضرت فقیہ الامت قدس سرہ بھی مظاہرعلوم تشریف لے جانے کے موقع پر حضرت مفتی صاحب زیدمجدہم کی علالت کی خبرسن کر حضرت فقیہ الامت قدس سرہٗ نے صرف عیادت کے لئے ہی سہارنپور کا سفر فرمایا جب کہ حضرت فقیہ الامت قدس سرہٗ بھی انتہائی علیل تھے مگر علالت کی پروانہ نہ کرتے ہوئے تشریف لے گئے اور جا کر عیادت فرمائی۔"

مفتی محمد فاروق صاحب ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں

"خود کمزور وضعیف اور بیمار مگر اطلاع ملی کہ مولانا مفتی مظفرحسین صاحب بیمار ہیں فوراً عیادت کے لئے سہارنپور پہنچے اوراپنی کمزوری وبیماری کا خیال تک نہیں آیا اورسہارنپور مولانا محمد طلحہ صاحب مدظلہٗ وغیرہ سے ملاقات ہوئی تو فرمایا کہ مفتی مظفرحسین صاحب کی بیماری

کی اطلاع ملی تھی اس لئے عیادت کیلئے آیا ہوں‘‘ (حدود اختلاف ص۔۱۹۱)

حضرت مفتی صاحبؒ قبلہ فقیہ الاسلامؒ سے استاذ تھے لیکن بعض اہم مسائل کے سلسلہ میں قبلہ فقیہ الاسلامؒ سے رجوع فرمایا جن کو ہم آئندہ صفحات میں ذکر کریں گے۔

حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد باندویؒ

سیکڑوں اکابر علما وصلحا کے پیر ومرشد، متعدد دینی اداروں کے بانی مبانی ،جامعہ عربیہ ہتھورا کے روح ورواں ، مظاہر علوم سہارنپور کے فیض یافتہ ، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ کے خلیفہ اجل اور قبلہ فقیہ الاسلام کے پیر بھائی حضرت العلامہ مولانا قاری سید صدیق احمد باندویؒ کی ذات کا

تعارف کرانا سورج کو چراغ دکھانے کے مرادف ہے۔ ▫

احقر نے حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد باندویؒ کی وفات حسرت آیات پر قبلہ فقیہ الاسلامؒ کے حسب ایماء قاری صاحب موصوف کے حیات و کارناموں پر مشتمل ایک مضمون بعنوان ''آہ! حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد باندویؒ تحریر کیا تھا جو ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ میں مظاہر علوم (وقف) کی طرف سے کتابچہ کی شکل میں طبع ہوا، اس کے صفحہ ۱۸ پر احقر نے لکھا تھا۔

''جامعہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور سے آپؒ کو والہانہ تعلق تھا، شاید ہی کوئی ایسا سال گزرا ہو جس میں آپ سہارنپور تشریف نہ لائے ہوں، آپؒ جب بھی تشریف لاتے تو اپنے مرشد حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ کی مرقد مبارک پر جاکر فاتحہ وغیرہ پڑھتے پھر مظاہر علوم (وقف) کے ناظم اعلیٰ حضرت اقدس مولانا مفتی مظفر حسین صاحب دامت برکاتہم سے ملاقات فرماتے اور بعض مرتبہ مفتی صاحب مدظلہ کی خدمت میں ہدیہ بھی پیش فرماتے تھے ان دونوں بزرگوں کی روحانی تربیت کا سرچشمہ ایک ہی ذات گرامی تھی، دونوں کو ان سے اجازت وخلافت حاصل ہوئی، یعنی دونوں کو حضرت اقدس مولانا محمد اسعد اللہ صاحب ناظم مظاہر علوم کے ممتاز خلفاء میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا''۔

(آہ! حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندویؒ صفحہ ۱۸)

حضرت فقیہ الاسلامؒ کو قاری صاحبؒ سے کتنی محبت تھی اس کا اندازہ اسی سے

لگایا جاسکتا ہے کہ الحمد للہ حضرت فقیہ الاسلامؒ کے حکم وایماء سے احقر کا مرتب کردہ مضمون مظاہر علوم (وقف) نے ہزاروں کی تعداد میں شائع کیا اور اہل تعلق کو بذریعہ ڈاک ارسال کرایا اور قبلہ فقیہ الاسلامؒ کی برکت سے یہ مضمون ایسے وقت میں اخبارات وکتابچہ کی شکل میں شائع ہوا کہ اس وقت تک کسی بھی اخبار نے یا ماہناموں نے قاری صاحبؒ کی حیات پر کوئی مضمون نہیں لکھا تھا یہی وجہ تھی کہ ہندوستان کے درجنوں اخبارات اور ماہناموں نے اس مضمون کو چھاپ کر احقر کی حوصلہ افزائی کی اور سب سے خوش آئند بات یہ ہے کہ حضرت مولانا مفتی محمد عبید اللہ اسعدی شیخ الحدیث جامعہ عربیہ ہتھورا باندہ نے حضرت قاری صاحبؒ کے بخاری شریف کے درسی افادات کو ''تسہیل الباری'' کے نام سے مستقل کتاب شائع کی تو اس کے شروع میں مفید تبدیلیوں کے ساتھ شائع کر کے احقر کے عزائم کو مہمیز لگائی۔

حافظ محمد مرتضیٰ صاحب جو مظاہر علوم وقف کی طرف سے فراہمی مالیات کے لئے کانپور باندہ لکھنؤ اور اس کے مضافات میں جاتے رہتے ہیں ان کی روایت ہے کہ

> ''کانپور کے سفر میں حضرت مولانا سید صدیق احمد صاحب باندوی سے بار بار ملاقات کا شرف حاصل ہوتا رہتا تھا حضرت علیہ الرحمہ مدرسہ کے حالات وکیفیات معلوم کر کے خوب دعاؤں سے نوازتے اور کبھی کبھی فرماتے کہ حضرت مفتی صاحب کی اللہ تعالیٰ مدد فرمائے، ایک دفعہ مسجد ہمایوں کرنیل گنج کانپور میں تشریف لائے ہوئے تھے، احقر مجمع کے بالکل اخیر میں بیٹھا تھا حضرت قاری صاحب نے اشارہ سے اپنے پاس بلایا اور میرا ہاتھ پکڑ کر مسجد کے ایک گوشہ میں لے جا کر بات کرنے

لگے حضرت کے احترام اور دفور محبت میں لوگ اٹھنے لگے تو آپ نے فرمایا کہ سب لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہے میں اہم اور ضروری بات کر رہا ہوں، وہ گفتگو حضرت فقیہ الاسلام اور مظاہر علوم سے متعلق تھی، آپ نے پوچھا کہ مفتی صاحب کا کیا حال ہے، طبیعت کیسی ہے، احقر نے عرض کیا کہ اختلافی حالات کی وجہ سے پریشانی بہت بڑھ گئی ہے، طبیعت الحمد للہ ٹھیک ہے، مدرسہ کا انتظام بھی بخوبی چل رہا ہے البتہ چندہ کے معاملہ میں مجھے کافی دشواریوں کا سامنا ہے، آپ نے فرمایا کہ میں بار بار ڈاک بھیج رہا ہوں اور حضرت مفتی صاحب کو دعوت دے رہا ہوں میرے کسی خط کا جواب حضرت مفتی صاحب نے نہیں دیا میں ہر وقت فکر مند رہتا ہوں اور برابر دعا کر رہا ہوں۔

پھر حضرت نے احقر کے ہاتھ پر اپنا دست مبارک مارا اور فرمایا کہ دوسرے لوگ تو ڈھول ڈھما کے بجاتے پھریں جن کے پلے کچھ نہیں اور جن کے پاس سب کچھ ہے بڑوں کی امانت ہے وہ اپنی جگہ بیٹھے رہیں پھر زور دے کر فرمایا کہ حضرت مفتی صاحب سے کہیے کہ آپ پروگرام بنا کر تشریف لاویں میں آپ کے ساتھ سفر کروں گا حالات سے لوگوں سے آگاہ کروں گا احقر نے عرض کیا کہ ڈاک کا سلسلہ منجمد ہے کوئی ڈاک نہیں پہنچ پا رہی ہے حضرت والا اگر مناسب سمجھیں تو خود ہی مظاہر علوم کا ایک سفر فرمالیں اور براہ راست حضرت مفتی صاحب کو اپنے یہاں کے لئے دعوت دیں تو حضرت مولانا نے میرے گذارش قبول فرمالی اور حسب وعدہ حضرت باندویؒ حضرت مفتی مظفر حسین صاحب کی خدمت میں تشریف لائے ملاقات اور گفتگو کے بعد حضرت مفتی صاحب نے اپنے خادم مولانا محمد تحسین صاحب سے فرمایا کہ جس تاریخ کے لئے حضرت فرماویں وہ تاریخ نوٹ کرلیں، خادم نے عرض کیا کہ فلاں فلاں تاریخوں میں فلاں جگہوں کا پروگرام ہے، حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ حضرت کے لئے ہر تاریخ خالی ہے مجھے اپنے پروگرام سے بہتر اور اچھا حضرت کے یہاں جانا مناسب لگ رہا ہے تاریخ نوٹ ہوگئی، سفر طے ہوگیا حضرت فقیہ الاسلامؒ باندہ اور کانپور کے سفر پر تشریف لے گئے پورے

سفر میں حضرت قاری صاحب آپ کے ہمراہ رہے اور مدرسہ کے سلسلہ میں اپنی
تقریروں کے ذریعہ فریق مخالف کی پھیلائی گئی بدگمانیوں کو دور کیا اور مظاہر علوم کی
مالیات کے لئے جگہ جگہ تقریریں فرمائیں"۔

مادر علمی مظاہر علوم جس وقت ہوا پرستوں کی بھینٹ چڑھ گیا اور دیوبند کے بعد امت کو یہ دوسرا زخم برداشت کرنا پڑا اور جس طرح پی اے سی اور فورس کا سہارا لے کر مدرسہ کے تقدس کو پامال و برباد کیا گیا اس تفصیلی تذکرہ تو حضرت فقیہ الاسلامؒ کی مستقل سوانح میں آئے گا مجھے تو اس مختصر مقالہ میں یہ عرض کرنا ہے کہ اس وقت دیگر بزرگوں اور اہل علم کے علاوہ حضرت قاری سید صدیق احمد صاحب باندویؒ بھی بہت فکرمند اور تشویش میں مبتلا تھے اور متعدد مکاتیب میں حضرت قاری صاحب نے مدرسہ کے سنگین حالات سے اپنے گہرے اضطراب اور کرب کا اظہار فرما کر مظاہر علوم کے تشخص اور تحفظ کیلئے دعائیں تحریر کیں چنانچہ ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں۔

مکرم بندہ زید کرمکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مظاہر کے حالات کا علم کسی نہ کسی درجے میں ہوجاتا ہے، یہاں روزآنہ دعا ہو رہی ہے، کبھی اس کا وہم بھی نہ ہوتا تھا کہ مظاہر میں ایسے حالات پیش آئیں گے۔

بعض اعتبار سے یہ حالات دیوبند سے بھی زیادہ سنگین ہیں، اللہ پاک اپنا فضل فرمادیں اور اپنی مرضیات پر سب کو چلنے کی توفیق عطا فرمادیں۔

احقر صدیق احمد غفرلہ

خادم جامعہ عربیہ ہتھورا باندہ

حضرت قاری صاحب کو مظاہر علوم سے کس قدر محبت رہی ہے اس سے دنیا واقف ہے، مظاہر علوم کے قضیہ نامرضیہ سے آپ کو جو تکلیف پہنچی اس کا اندازہ آپ کے مکتوبات سے ہوتا ہے، ذیل کے خط میں جہاں ایک طرف حضرت قاری صاحب نے اپنی گہری تشویش کا اظہار کیا ہے وہیں اسٹرائیکیوں اور شرپسندوں کی اس حرکت پر افسوس بھی نیز اس وقت کی شوریٰ نے اس سلسلہ میں کیا کردار ادا کیا اس پر تعجب بھی پھر بھی ایسے مسموم حالات، ناگفتہ بہ کیفیات اور تشویش کن ماحول کے باوجود حضرت قاری صاحب نے قبلہ فقیہ الاسلام سے مظاہر علوم میں اپنے ایک بیٹے کی تعلیم کے لئے استفسار فرمایا کہ کب بھیجوں مکتوب گرامی درج ذیل ہے۔

"مکرم بندہ حضرت ناظم صاحب دام کرمکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مظاہر کے حالات سے بہت تشویش ہے، روزانہ دعا ہو رہی ہے ، اللہ پاک فضل فرماویں کبھی وہم وگمان بھی نہ ہوتا تھا کہ مظاہر میں بھی ایسے حالات ہو جائیں گے معلوم ہوتا ہے لوگ انتظار کر رہے تھے کہ اکابر کا سایہ ختم ہو اور ہم اپنی اپنی بھڑاس نکالیں۔ مظاہر کے بعد اب کسی مدرسہ کے بارے میں اطمینان نہیں کیا جاسکتا تعجب ہے ابھی

تک شوریٰ کے ارکان میں سے کسی نے اس طرف توجہ نہ کی اور کوئی بھی نہیں پہنچا اب حالات کیسے ہیں حسیب کو کب تک بھیجوں۔

احقر صدیق احمد غفرلہ

خادم جامعہ عربیہ ہتھورا باندہ

حضرت عارف باللہ قاری صاحب موصوفؒ مغربی اتر پردیش کے اپنے آخری دورے (۴ رصفر ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۱ رجون ۱۹۹۷ء چہارشنبہ) کے موقع پر بھی مظاہر علوم کے دفتر تشریف لائے اور قبلہ فقیہ الاسلامؒ سے ملاقات وگفتگو فرمائی۔

جس وقت حضرت قاری صاحبؒ کے انتقال کی خبر مظاہر علوم میں پہنچی اس وقت یہاں شوریٰ کا اجلاس چل رہا تھا، خبر ملتے ہی اجلاس ملتوی کر دیا گیا اور ایصالِ ثواب کیا گیا نماز جنازہ میں شرکت کیلئے حضرت فقیہ الاسلامؒ نے بہت چاہا لیکن لکھنؤ یا کانپور کے لئے کوئی ایسی ہوائی سروس نہیں تھی جس سے نماز جنازہ میں شرکت کی جاسکے اس لئے مجبور ہوکر مدرسہ کی طرف سے مولانا رئیس الدین صاحب اور مولانا مجد القدوس صاحب رومی کو تعزیتی مکتوب کے ساتھ ہتھورا باندہ روانہ فرمایا۔

۲۸ رربیع الاول کو حضرت فقیہ الاسلامؒ اور حضرت مولانا مفتی عبد القیوم صاحب مدظلہ باندہ تشریف لے گئے جن کے ساتھ درجنوں حضرات اس قافلہ میں شریک تھے، باندہ پہنچ کر وہاں کے اساتذہ وتلامذہ سے ملاقات ہوئی، ان حضرات نے حضرت کے اکرام وآرام کا بے مثال انتظام کر رکھا تھا، حضرتؒ

سب سے پہلے حضرت قاری صاحبؒ کی قبر مبارک پر تشریف لے گئے، فاتحہ خوانی اور ایصال ثواب کیا اور حضرت قاری صاحبؒ کا وہ حجرہ حضرت فقیہ الاسلامؒ کے کھولا گیا جہاں حضرت قاری صاحبؒ آرام فرماتے تھے اور جو حضرتؒ کے انتقال کے بعد سے مسلسل بند تھا، لیکن حضرت فقیہ الاسلامؒ بھی میزبانوں کے پیہم اصرار کے باوجود فرط ادب میں اس بستر پر نہیں لیٹے جس پر حضرت قاری صاحبؒ آرام فرماتے تھے۔

۲۹ ربیع الاول کو وہاں کی مجلس شوریٰ نے اتفاق رائے سے حضرت قاری صاحبؒ کے لائق فرزند جناب مولانا قاری سید حبیب احمد صاحب کو مدرسہ کا ناظم تجویز کر لیا جس کو تمام حاضرین کی تائید حاصل ہوئی اور مفتی عبد القیوم صاحب رائے پوری کے علاوہ دیگر مشائخ نے مولانا کو نہ صرف اجازت دی بلکہ سر پر دست مبارک رکھا، وہاں کے منتظمین اور ارباب شوریٰ نے قبلہ فقیہ الاسلامؒ کی موجودگی کو غنیمت جانتے ہوئے درخواست کی کہ مولانا موصوف کے سر پر اپنا دست شفقت رکھ دیں اور دعا فرما دیں۔ چنانچہ آپؒ نے جب دست شفقت رکھا اور مولانا کے سر پر دستار مبارک باندھی تو ماحول نور سے پرنور ہو گیا اور آپؒ ہی کی دعا پر مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

حضرت مولانا قاری سید حبیب احمد باندوی مظاہر علوم کے فاضل ہیں اور مورخہ ۲۸ جمادی الاولی ۱۴۱۸ھ کو قبلہ فقیہ الاسلامؒ کے دربار گہربار سے تمغۂ خلافت واجازت بھی عطا ہو گیا تھا۔

حضرت قاری صاحبؒ کو مظاہر علوم اور قبلہ فقیہ الاسلامؒ سے کس قدر محبت تھی

اس کی تفصیل کے لئے رسالہ کے محدود صفحات میں گنجائش نہ ہونے کے باعث اتنا ضرور عرض کروں گا کہ مظاہرعلوم کی ترویج وترقی اوراس کے مالی استحکام کے لئے حضرت عارف باللہ مستقل فکر مند رہتے تھے اور جب ''حکیم خاندان'' کی شر پسندانہ ذہنیت کام کرگئی اور مظاہر علوم کے قضیہ سے امت کو دوسرا زخم پہنچا تو اس وقت حضرت قاری صاحبؒ کی اضطرابی حالت دیکھنے کے لائق تھی، انہوں نے اپنے پورے وسائل قبلہ فقیہ الاسلام کے موقف وقف علی اللہ کی حمایت میں صرف کردیئے ،فریق مخالف کے مکروہ پروپیگنڈوں کا کھل کر ابطال کیا ،فریق مخالف کی طرف سے جاری کردہ اس عظیم دینی ادارے کو چندہ نہ دینے کی اپیلوں اوراشتہارات کو قاری صاحبؒ نے دیکھا اور پڑھا پھر خود بھی مدرسہ کی ہرممکن مدد ونصرت کیلئے میدان میں آگئے ،لوگوں کی غلط فہمیوں کا ازالہ فرمایا۔مختلف جگہوں پر تقاریر فرمائیں،عوام سے مظاہرعلوم کیلئے چندہ فرمایا،خود بھی اپنی جیب خاص سے مدد کرتے رہے اورکانپور جیسے فریق مخالف کے شہر میں مظاہرعلوم (وقف) کے سفیر کے قدم بھی قبلہ عارف باللہ حضرت قاری صاحبؒ نے پھر سے جمائے ،نقدرقوم کے علاوہ اشیاء سے بھی مظاہرعلوم کو مالا مال کیا اوراپنے متعلقین وہمدردان کو خطوط لکھ لکھ کر مدرسہ مظاہرعلوم کے لئے تعاون کی اپیلیں فرمائیں ، چنانچہ نمونہ کے لئے حضرت قاری صاحبؒ کا ایک مکتوب جوانہوں نے اپنے ایک متعلق کے پاس بھیجا تھا درج ذیل ہے۔

''مکرمی جناب بھائی راشد صاحب دام کرمکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے خیریت سے ہوں، مظاہر علوم (وقف) میں تعمیر ہو رہی ہے، اس میں کافی رقم کی ضرورت ہے، آپ اس میں تعاون کر سکتے ہوں کریں اور احباب کو متوجہ فرمائیں مفتی (مظفر حسین) صاحب اسوقت کرنیل گنج مسجد ہمایوں (کانپور) میں مقیم ہیں ایک دو یوم قیام رہے گا"۔

صدیق احمد

جامعہ عربیہ ہتھورا (باندہ)

اللہ تعالیٰ حضرت قاری صاحبؒ کو جنت الفردوس نصیب فرمائے تا حیات مظاہر علوم کے لئے قربانیاں دیتے رہے اور قبلہ فقیہ الاسلامؒ سے استاذ زادہ، پیر بھائی اور مظاہر علوم کا ناظم و متولی نیز مفتی صاحبؒ کی حق گوئی و حق جوئی کیوجہ سے ہمیشہ شفقت فرماتے رہے۔

محی السنۃ حضرت مولانا محمد ابرار الحق مدظلہٗ

جامعہ مظاہر علوم کو جن لائق فائق فرزندوں اور سپوتوں پر ناز ہے، محی السنۃ حضرت مولانا محمد ابرار الحق صاحب مدظلہٗ کا نام نامی اس فہرست میں اپنی مخصوص شناخت رکھتا ہے۔

جامعہ مظاہر علوم (وقف) کے ناظم قبلہ فقیہ الاسلامؒ سے حضرت مولانا محمد ابرار الحق صاحب ہردوئی مدظلہٗ کی محبت و شفقت کئی وجوہ سے تھی، حضرت محی السنۃ

کے اساتذہ میں قبلہ مفتی سعید احمد صاحب اجراڑویؒ کا اسم گرامی بھی ہے جو حضرت فقیہ الاسلامؒ کے والد ماجد تھے، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ مہاجر مدنی اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ کی مقدس نسبتیں جن سے قبلہ فقیہ الاسلام کو شاگردی کے علاوہ بیعت وارادت کا بھی تعلق تھا ،تیسری سب سے اہم وجہ مظاہر علوم سہارنپور کی نظامت تھی جو حضرت مولانا ہردوئیؒ کی مادر علمی ہے۔

حضرت مولانا محمد ابرار الحق صاحب مدظلہ قبلہ فقیہ الاسلامؒ سے بہت شفقت فرماتے تھے اور جب کبھی سہارنپور ومضافات میں آنا ہوتا تو مادر علمی مظاہر علوم (وقف) سہارنپور کو بھی اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازتے تھے، حضرت فقیہ الاسلامؒ بھی بغرض ملاقات ہردوئی حضرت محی السنۃ کی خدمت میں کبھی کبھی حاضر ہوتے تھے، دونوں بزرگوں میں جو دیرینہ روابط اور قدیم مراسم تھے وہ دیکھنے کے لائق تھے، حضرت محی السنۃ کی حاضری پر حضرت فقیہ الاسلامؒ مسند اہتمام سے ہٹ جاتے تھے اور حضرت محی السنہ سے درخواست کرتے کہ مسند پر تشریف رکھیں۔

ایک بار قبلہ فقیہ الاسلامؒ کی عصر بعد مجلس جاری تھی اچانک حضرت ہردوئی مدظلہٗ تشریف لے آئے مجلس میں شریک رہے اور چلتے وقت بطور ہدایت فرمایا کہ یہ معمول جاری رکھنا۔

ایک بار حضرت فقیہ الاسلامؒ ہردوئی حاضر ہوئے تو حضرت محی السنۃ نے قبلہ فقیہ الاسلامؒ کا کھڑے ہوکر معانقہ فرمایا اور ازخود پورے مدرسہ کو دکھلایا، آرام وراحت اور طعام وناشتہ ہر چیز کا معقوم نظم فرمایا اور نہایت اکرام واحترام کا

معاملہ فرماکر بزرگوں کی یاد تازہ کردی تھی۔

جامعہ گلزار حسینیہ اجراڑہ کے مہتمم مولانا عبد اللہ صاحب مغیثی ایک بار ہردوئی حاضر ہوئے تو حضرت ہردوئی نے ان سے بھی اکرام واحترام کا معاملہ فرمایا ،کتب خانہ اور عمارات وغیرہ دکھائیں اور پھر حضرت ہردوئی نے ارشاد فرمایا کہ

''میں آپ کا وقار واحترام اس لئے کر رہا ہوں کہ آپ ایسی جگہ سے آئے ہیں جو ہمارے استاذ حضرت مفتی سعید احمد اجراڑویؒ کا وطن ہے۔

حضرت مولانا محمد ابرارالحق صاحب مدظلہٗ ایک مرتبہ بمبئی تشریف لے گئے قبلہ فقیہ الاسلامؒ وہیں تھے آپؒ کو حضرت ہردوئی کی بمبئی تشریف آوری کی خبر ملی فوراً ملاقات کے لئے حضرت ہردوئی کے پاس پہنچے وہاں مجلس چل رہی تھی ،ہجوم زیادہ تھا حضرتؒ عام ہجوم میں بیٹھ گئے ،کسی نے حضرت ہردوئی مدظلہٗ کو اطلاع کردی کہ حضرت مفتی صاحب تشریف لائے ہیں اتنا سنتے ہی حضرت ہردوئی کھڑے ہوگئے پوچھا مفتی صاحب کہاں ہیں حضرتؒ فقیہ الاسلام کھڑے ہوگئے تو حضرت ہردوئی نے آپ سے فرمایا کہ آپ ہمارے لئے نہایت قابل احترام ہیں تشریف لے آئیں پھر بڑی گرم جوشی سے ملاقات ومعانقہ فرمایا مدرسہ کے حالات معلوم کرتے رہے، برابر دعائیں دیتے رہے اور اخیر میں چلتے ہوئے اس دعا کے ساتھ روانہ فرمایا کہ ''اللہ آپ کی ہر قسم کے شرور وفتن سے حفاظت فرمائے''

اللہ تعالیٰ حضرت ہردوئی کی عمر میں برکت عطا فرمائے پوری دنیا میں یہی ایک تھانوی چراغ جل رہا ہے جس سے دنیا روشنیٔ ہدایت حاصل کرتی ہے۔

حضرت مولانا عبدالعزیز گمتھلویؒ

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب گمتھلویؒ جامعہ مظاہرعلوم کے فارغ التحصیل تھے اور حکیم الامۃ حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ نے مظاہرعلوم کی سرپرستی کے لئے آپ کو متعین فرمایا تھا چنانچہ تا حیات مظاہرعلوم کے عروج وارتقاء کے لئے کوشاں رہے۔

آپ کو جامعہ مظاہرعلوم (وقف) اور قبلہ فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفرحسین صاحب سے خصوصی ربط و تعلق تھا، رائے پور کے دوران قیام حضرت فقیہ الاسلامؒ بغرض زیارت وملاقات آپ کے پاس حاضر ہوتے، حضرت گمتھلویؒ اکثر مراقب رہتے تھے چنانچہ حضرت فقیہ الاسلامؒ حسب عادت ایک بار رائے پور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت کو آپ کی آمد کی اطلاع دی گئی، آنکھیں کھولیں، لب ہلے اور کئی بار یہ دعا فرمائی کہ ’’اللہ تعالیٰ تمہیں حاسدین کے حسد سے محفوظ و مامون فرمائے‘‘

حضرت مولانا انعام الرحمن صاحب تھانوی لکھتے ہیں کہ

> ’’حضرت مولانا کو مختلف النوع اختصاص حاصل تھا وہ مدرسہ کے کامیاب طالب علم تھے، نمایاں فارغ وفاضل تھے اور حضرت حکیم الامت تھانویؒ اور دوسرے اکابر سرپرستان کے دور کے متعین کردہ ممتاز سرپرست ورکن شوریٰ تھے اور اب بھی مدرسہ سے ان کو خصوصی ربط و تعلق تھا وہ مظاہرعلوم (وقف) کے ناظم و مہتمم (حضرت مفتی مظفرحسین صاحب) اوران کی سربراہی کو قابل قدر اور مستحسن

تصور فرماتے تھے اور موصوف اور مدرسہ کے لئے اکثر دعائیہ کلمات
بھی آپ کی زبان مبارک سے ادا ہوتے تھے“

(آئینہ مُظاہر علوم جلد ۳ شمارہ ۵ صفحہ ۱۷)

حضرت اقدس مولانا عبدالعزیز صاحب گمتھلویؒ اگرچہ پاکستان ہجرت فرما گئے تھے لیکن اپنے وطن کی محبت اور یہاں کے بزرگوں سے روحانی تعلق اور دینی اداروں سے جذباتی وابستگی کے باعث اکثر و بیشتر یہاں تشریف لاتے رہے اور پاکستان کے دوران قیام بھی یہاں کے حالات سے آگاہی حاصل فرماتے ، مفتی اعظم حضرت مفتی سعید احمد صاحب اجراڑویؒ کی وفات کا جب آپ کو علم ہوا تو قبلہ فقیہ الاسلامؒ کے نام اپنے درد بھرے تعزیتی مکتوب میں رنج و غم اور کرب و قلق کے اظہار کے علاوہ دعاؤں سے خوب خوب نوازا، لیجئے مکتوب گرامی آپ بھی پڑھئے اور قلب و نظر کو روشن کیجئے۔

”سرگودھا بلاک۔ ۲۲ مکان۔ ۱۷

از عبدالعزیز عفی عنہ

۲ رصفر ۷۷ھ مطابق ۵ / ۹ / ۵۷ء

عنایت فرمائے من مولوی حافظ مظفر صاحب مدعنایتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج رائے پور کے ایک خط مخدومی راؤ عبدالرحمن صاحب سے یہ معلوم ہو کر نہایت افسوس و صدمہ ہوا کہ حضرت مرحوم قاری مولانا مفتی سعید صاحب قدس سرہٗ آپ کے والد صاحب مرحوم احقر کے

محسن ومحب اورمدرسہ مظاہرعلوم کے خصوصی اہل خدمت ہمیشہ کے لئے ہم سب سے جدا ہوکر واصل بحق ہو گئے اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مرتبہ نصیب فرما کر اپنے قرب ورضاء سے نوازیں۔(آمین) سوائے صبر جمیل اوردعاء وایصال ثواب کے اب اور کیا خدمت باقی ہوسکتی ہے احقر کی جانب سے اپنے دیگر برادران ومحترمہ والدہ صاحبہ کی خدمت میں بعد السلام علیکم مضمون تعزیت قبول ہومنجانب مولوی سعید احمد بعد السلام علیکم مضمون واحد قبول ہوفقط والسلام۔

اللہ تعالیٰ آپ کو حضرت مرحوم کے قائم مقام بنائے اوروارث آپ کو بناویں اوراپنی رضاء ومحبت ومدرسہ کی اخلاص کے ساتھ خدمت کی توفیق نصیب فرماوے،بخدمت سیدی ومولائی حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب ومحترم المقام جناب مولانا ناظم صاحب وجناب مولانا اکرام الحسن صاحب بعد ہدیہ السلام علیکم مضمون واحد واستدعاءدعا''

بخدمت جناب مولانا مفتی مظفرحسین صاحب

مظاہرعلوم سہارنپور یوپی انڈیا

حضرت مولانا مفتی محمود حسن مظاہری رحمہ مفتی اعظم برما

مختلف دینی اداروں کے روح رواں ،رابطہ ادب اسلامی کے رکن رکین اورمتعدد مدارس کے سرپرست تھے ،جامعہ مظاہر علوم کے قدیم فضلاء

اور فارغین میں سے تھے، ۱۹۲۹ء میں جب مظاہر علوم میں آپ نے داخلہ لیا تھا قبلہ فقیہ الاسلامؒ کا اسی سال تولد ہوا تھا حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب اجراڑویؒ آپ کے اہم استاذ تھے۔

حضرت مفتیٔ اعظم برما کو قبلہ فقیہ الاسلامؒ سے شروع ہی سے محبت تھی، وہ مظاہر علوم کی نظامت کے لئے قبلہ فقیہ الاسلام کی ذات گرامی کو بہت ہی اہمیت دیتے تھے، چند سال قبل قبلہ فقیہ الاسلامؒ کے خطبات گجرات کی پہلی جلد حضرت مفتیٔ اعظم برما کو دستیاب ہوئی اور اس کو پڑھا تو بہت دعائیں دیں اور پھر جب ۱۹۹۶ء میں حضرت فقیہ الاسلامؒ اپنے دعوتی سفر پر برما تشریف لے گئے تو قبلہ مفتیٔ اعظمؒ نے آپ کے خطبات ومواعظ کی بہت تعریف وتحسین فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ تقریریں گو چھوٹی ہیں مگر متن ہیں۔

جامعہ مظاہر علوم (وقف) کے لئے شروع ہی سے ہر قسم کی خدمات انجام دیتے رہے، حضرت فقیہ الاسلامؒ کے علمی تبحر کے علاوہ آپ چونکہ استاذ زادہ تھے اس لئے نہایت شفقت ومروت سے پیش آتے تھے، برما کے سفر کے دوران کئی بار حسرت کے ساتھ فرمایا کہ میں بہت ضعیف ہوگیا ہوں ورنہ آپ کے ساتھ مختلف اجتماعات میں شرکت کے لئے چلتا، پورے سفر میں بہت دعاؤں سے نوازتے رہے اور جب حضرت فقیہ الاسلامؒ ہندوستان کے لئے چلنے لگے تو بڑی حسرت کے ساتھ پوچھا کہ اب کب تشریف لائیں گے؟

ماضی قریب میں حضرت مفتیٔ اعظمؒ کا برما میں وصال ہوگیا، آپ کے انتقال پرملال پر قبلہ فقیہ الاسلامؒ نے اپنے ایک تعزیتی مکتوب میں گہرے رنج وقلق کا

اظہار فرمایا اور پسماندگان سے اظہار تعزیت فرمائی تھی۔

حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ

امیر شریعت حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کو اللہ تعالیٰ نے جو دلِ دردمند اور فکر ارجمند عطا فرمایا تھا اس سے دنیا واقف ہے اور آپ کے علمی وروحانی فیوض وبرکات اور آپ کے بزرگوں کی عظیم قربانیوں کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

حضرت مولانا رحمانیؒ حق بات کہنے والے اور حق بات سننے والے فرد فرید تھے ،انہوں نے رجسٹریشن کی حمایت نہ کرکے ثابت فرمادیا کہ قبلہ فقیہ الاسلام مولانا مفتی مظفر حسین صاحبؒ کی ذات اس میدان میں تنہا نہیں ہے۔

حضرت امیر شریعت وقف علی اللہ کے موقف کے پرزور حامی تھے اور جب کبھی مغربی اتر پردیش کا سفر درپیش ہوتا تو اپنے والد ماجد حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ کی مادر علمی جامعہ مظاہر علوم بھی ضرور تشریف لاتے تھے اور قبلہ فقیہ الاسلامؒ سے ملاقات اور کتب خانہ کی زیارت سے بہت مسرور ہوتے تھے۔

حضرت مولانا رحمانیؒ کے بعد آپ کے جانشیں حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہٗ الحمد للہ قبلہ فقیہ الاسلامؒ سے شرف ملاقات اور زیارت کے لئے تشریف لاتے رہے اور بزرگوں کے دیرینہ روابط ومراسم کو جلاء وتقویت پہنچاتے رہے۔اللہ تعالیٰ مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہٗ کی عمر میں برکت عطا فرمائے جو مظاہر علوم وقف کی خدمت کے لئے ہمہ تن تیار رہتے ہیں۔

حضرت مولانا سید احمد ہاشمیؒ

جمعیۃ علماء ہند کیلئے جن گرامی قدر شخصیات نے اپنے خون پسینہ سے آبیاری فرمائی حضرت مولانا ہاشمیؒ صاحب بھی ان ہی شخصیات میں تھے، ایک طویل عرصہ تک جمعیۃ علماء ہند اور ملی جمعیۃ کی سربراہی، اور سیاسی پلیٹ فارم سے ملت اسلامیہ کی رہنمائی فرماتے رہے۔

بڑے کریم النفس اور وقار وانکسار کے کہسار، بناوٹ اور تعلّی سے دُور، حق گوئی وحق پسندی کے خوگر، ملنسار طبیعت اور زاہدانہ صفات سے آپ کی زندگی عبارت تھی۔

اخیر کے چند سالوں میں آپ دنیا اور دنیاداری سے یکسو ہوکر خود کو صرف عبادت، تلاوت، ذکر وتسبیحات تک محدود کرلیا، غیبت اور چغل خوری سے آپ کو جلن تھی، دشمنوں کا تذکرہ بھی تعریف وتحسین سے فرماتے بزرگان دین سے قرب وتعلق آپ کی زندگی کا اہم عنصر تھا۔

فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحبؒ کے موقف "وقف علی اللہ" کے بہت مؤید اور حامی تھے تاحیات مظاہر علوم وقف اور قبلہ فقیہ الاسلام سے تعلقات استوار رکھے، مظاہر علوم وقف میں ہر سال ایک معتد بہ رقم اپنی جیب خاص سے بھیجتے تھے۔ اس ناکارہ کو مظاہر علوم وقف سہارنپور کے سلسلہ میں حضرت ہاشمیؒ کی خدمت میں بارہا حاضری کا موقع ملا، جب بھی حاضر ہوتا تو فرماتے کہ اپنا تعارف کراؤ! احقر عرض کرتا تو پوچھتے کہ وقف سے آئے ہو اس لئے ہمارے لئے لائق احترام ہو کیونکہ حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب بھی

اسی مدرسہ کے ناظم ہیں، مولانا ہاشمی صاحب تفصیل کے ساتھ حضرت فقیہ الاسلامؒ کے حالات پوچھتے، بیماری کا حال معلوم کر کے شفاء اور درازیٔ عمر کی دعا فرماتے ،اپنا سلام اور دعا کی درخواست اس ناکارہ کے توسط سے حضرت فقیہ الاسلامؒ کو پہنچاتے ،خود حضرت فقیہ الاسلامؒ متعدد بار مولانا ہاشمی صاحبؒ کی خدمت میں تشریف لیجا چکے تھے، دونوں بزرگوں میں نہایت دیرینہ مراسم اور تعلقات اخیر تک برقرار رہے۔

حضرت مولانا ہاشمیؒ کے برادر بزرگ کا انتقال ہوا اس وقت مولانا کلکتہ کے سفر پر تھے، قبلہ فقیہ الاسلام کو جب اس سانحہ کی اطلاع ملی تو تعزیت مسنونہ کے لئے حاضر ہونے کا ارادہ فرمایا لیکن مولانا کے سفر پر ہونے کے باعث دہلی نہیں پہنچ سکے تاہم تعزیت مسنونہ کے لئے درج ذیل سطور سپرد قلم فرمائی۔

"عالی مقام واجب الاحترام حضرت مولانا سید احمد ہاشمی صاحب
دام لطفکم سلام مسنون

طالب خیر مع الخیر رہ کر آنجناب کے برادر بزرگ کے انتقال پر ملال پر اظہار رنج کے ساتھ دعائے مغفرت کرتا ہے، اہل مدرسہ آپ کے اس غم میں شریک ہیں، تعزیت کیلئے خود ہی حاضر ہوتا مگر معلوم ہوا کہ آپ کلکتہ کے سفر پر ہے واپسی کے پروگرام کا علم نہ تھا عنقریب حاضری کا ارادہ رکھتا ہوں۔

قرآن پاک ختم کرا کر ایصال ثواب کرا دیا گیا ہے خداوند عالم پسماندگان کو صبر جمیل ونعم البدل عطا فرمائے"

مظاہر علوم کے قضیہ نامرضیہ کے سلسلہ قبلہ فقیہ الاسلام کی حمایت اور آپ کے دوش بدوش جن اکابر علماء اور ملی رہنما نے نہایت تاریخی خدمات اور بے مثال قربانیاں انجام دے کر مظاہر علوم وقف کے تحفظ اور تشخص میں کلیدی کردار ادا کیا حضرت مولانا ہاشمی صاحب ان ہی برگزیدہ افراد وشخصیات میں سے تھے، آپ نے مدرسہ کی ہر ممکن امداد واعانت اور اس کے موقف کی کھل کر تائید وحمایت میں زبردست کردار ادا کیا، ملک وقوم کو فریق مخالف کی ریشہ دوانیوں اور ان کی مدرسہ مخالف سرگرمیوں اور تخریب کاریوں سے اخبارات ورسائل کے ذریعہ آگاہ وروشناس فرماتے رہے، جس کی تائید قبلہ فقیہ الاسلامؒ کے درج ذیل خط سے ہوتی ہے جو بطور تشکر وامتنان مولانا ہاشمیؒ کے نام ۱۸؍ربیع الاول ۱۴۰۹ھ کو تحریر فرمایا۔

''محترم ہاشمی صاحب! مدرسہ مظاہر علوم عالم اسلام کا دھڑکتا ہوا دل ہے لاکھوں انسانوں کے قلوب اور مذہبی جذبات اس سے وابستہ ہیں، اب اس پر شر پسند اور تفریق ملت کی خدمت انجام دینے والے افراد کی للچائی ہوئی نظریں پڑ رہی ہیں میں اپنی بے بضاعتی کے سبب بارگاہ الٰہی میں گریہ وزاری کے سوا کچھ نہیں کر پاتا نہ ہی مجھے سیاسی توڑ جوڑ آتا ہے وہ فریق اپنے کو حل وعقد کا مالک تصور کرتا ہے اپنے پاس سیاسی، مذہبی، مالی قوت کا دعویدار ہے مگر ''لکل فرعون موسیٰ'' میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب مادی طاقتیں خدائی طاقت کے سامنے کچھ حیثیت نہیں رکھتی اللہ نے آپ کو باطل کو شکست دینے کا شعور بخشا ہے۔

حالیہ سانحہ جو ایک منظم سازش کا نتیجہ تھا آپ نے اس مقابلہ

فرما کر ایک عظیم اسلامی درس گاہ کے عظمت وکردار کی حفاظت فرمائی ہے ،آنجناب ہی کی مساعی سے بذریعہ اخبارات صحیح حالات سے امت واقف ہورہی ہے جزاک اللہ خیر الجزاء۔

میں ان تمام بارآور کوششوں پر آپ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں ،واقعی خداوند عالم نے اس خدمت کے لئے آپ کا انتخاب فرما کر سعادت مندی سے نوازا ہے ، مجھے آپ کی گونا گوں مصروفیات کا اعتراف ہے تاہم قوی امید ہے کہ اس معرکۂ حق وباطل میں آپ کا مجاہدانہ رول حسب دستور سابق رہے گا ،جلد ہی تشریف ارزانی بھی فرمالیں تو زہے نصیب۔"

حضرت فقیہ الاسلامؒ سے ربط وتعلق کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت مولانا ہاشمیؒ صاحب نے اپنے بعض بیٹوں کی شادی محض اس لئے مؤخر فرمادی تھی کہ ان تاریخوں میں حضرت فقیہ الاسلامؒ دیگر پروگراموں میں مصروف تھے اور جب ان مصروفیات سے قبلہ فقیہ الاسلام کو فرصت ملی تو حضرت مولانا ہاشمی صاحب نے آپ کو مدعو فرمایا اور نکاح پڑھوائے۔

چند سال قبل حضرت مولانا ہاشمیؒ صاحب کا داعیٔ اجل کی طرف سے بلاوا آگیا اور مولانا مولائے حقیقی سے جاملے ،قبلہ فقیہ الاسلام کو ناکارہ نے اس حادثہ کی اطلاع دی تو بہت مغموم ہوئے اور پسماندگان کو تعزیتی مکتوب لکھ کر اپنے گہرے رنج وغم اور کرب وقلق کا اظہار فرمایا تھا۔

معاصرین

مذکورہ بالا گرامی قدر شخصیات کے علاوہ دیگر اہم ہستیوں بھی قبلہ فقیہ الاسلامؒ سے تعلقات وروابط استواررہے جن کو ہم نہایت اجمال کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔

حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ

حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ کو قبلہ فقیہ الاسلامؒ کے فقہی تبحراور تواضع وبے نفسی کا اعتراف تھا فرماتے ہیں

''حضرت مفتی صاحب ہمارے بزرگوں میں نمونۂ سلف ہیں ،اپنے علم کی گہرائی ، گیرائی ،سادگی ، بے تکلفی ،تواضع اور بے نفسی میں اس دور میں اپنی مثال آپ ہیں'' (خطبات گجرات جلد دوم)

حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام صاحب قاسمیؒ قبلہ فقیہ الاسلامؒ سے ملاقات کے لئے مستقل تشریف لاتے رہے اور قبلہ فقیہ الاسلامؒ حسب عادت آپ کا بھرپور کرام وضیافت فرماتے تھے ،مہمان خانہ مظاہر علوم (وقف) میں جب یہ دونوں بزرگ محو کلام ہوتے تھے تو وہ منظر لائق دید ہوتا تھا ،دونوں بزرگوں میں تواضع اور مسکنت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی ،حضرت فقیہ الاسلامؒ حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلامؒ کے سامنے دوزانو بیٹھتے تھے اور حضرت قاضی صاحبؒ بھی نہایت مؤدب بیٹھتے تھے ،کبھی کبھی بعض ملی ومسلکی اور شرعی باتیں چھڑ جاتیں تو عجیب عجیب نکات سامنے آتے تھے ،حضرت قاضی صاحبؒ کو مکمل علم تھا کہ حضرت فقیہ الاسلامؒ کو ہمارے فقہی کارناموں اور سیمیناروں سے اتفاق تو کجا ایک گونہ اختلاف برقراررہا لیکن پھر بھی حضرت قاضی صاحبؒ نہایت وسعت نظری ،کشادہ قلبی اور بشاشت سے ملتے رہے اور عقیدت واحترام کی عدیم النظیر مثالیں

پیش کیں۔

اپنے استاذ امیر شریعت حضرت مولانا منت اللہ صاحب رحمانیؒ کے طوراورآپ کی روایات پر تا حیات چلتے رہے ،اورمظاہرعلوم(وقف) کے موقف کی تائیدوتصویب فرماتے رہے۔

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی ماہنامہ الفرقان بریلی لکھنؤ کے بانی اوراپنے وقت کے جلیل القدر ربانی تھے،مختلف کتابوں کے مصنف اورشیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ کے دامن فیض سے وابستہ تھے۔

پیرومرشد سے ملاقات کیلئے جب رائے پورتشریف لاتے تھےتوسہارنپوربھی رکتے اوراساتذہ مظاہرعلوم بالخصوص حضرت مولانا شاہ محمد اسعد اللہ صاحبؒ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ اوردیگراساطین امت سے شرف ملاقات ونیاز حاصل کرتے تھے،ان بزرگوں سے ملاقات کے علاوہ قبلہ فقیہ الاسلامؒ سے بھی بہت زیادہ تعلق تھااورقبلہ فقیہ الاسلامؒ اگرچہ عمرمیں نعمانی صاحب سے چھوٹے تھےلیکن بہت احترام اورمحبت سے پیش آتے۔

مولانا نعمانی کومظاہرعلوم سے بہت تعلق تھاایک بارمدرسہ کے بعض انتظامی سلسلہ میں مشورہ کیلئے تشریف لائے اورحضرت مولانا امیر احمد کاندھلویؒ قبلہ فقیہ الاسلامؒ اورمولانا موصوف دارالافتاء میں کافی دیرتک محوگفتگو رہے اورانتظام مدرسہ سے متعلق بعض اہم امورپر گفتگوفرمائی۔

متعدد مکاتیب قبلہ فقیہ الاسلامؒ کے نام ارسال فرمائے تھےجن سے آپ

کے قلبی تعلق کا پتہ چلتا ہے، ذیل میں حضرت مولانا نعمانیؒ کا ایک مکتوب پیش ہے
جو ۱۹۷۳ء میں قبلہ فقیہ الاسلامؒ کے نام ارسال فرمایا تھا۔

محمد منظور نعمانی

۲۷ رجون ۱۹۷۳ء

محترمی ومکرمی حضرت مفتی صاحب دامت فیوضکم

سلام مسنون

خدا کرے مزاج گرامی بعافیت ہو!

سید شاہد حسین صاحب کل صبح روانہ ہو گئے تھے، الہ آباد رات ان شاء اللہ بعافیت پہنچ گئے ہوں گے۔ پرمٹ کل ہی حاصل ہو گیا تھا، حاجی محمد شریف صاحب جنہوں نے پرمٹ حاصل کیا انہوں نے کل ہی رجسٹرڈ روانہ کر دیا تھا۔ آج انہوں نے اس کی ایک سرکاری نقل مجھے پہنچادی وہ اس عریضہ کے ساتھ منسلک ہے، غالباً از راہ احتیاط حاجی محمد شریف صاحب نے فرمایا تھا کہ اس کو بھی رجسٹر بھجوا دیا جائے چنانچہ ارسال خدمت ہے اگر یاد رہے تو حضرت ناظم صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام نیاز واخلاص پہنچا کر ممنون فرمائیں اور دعا کی درخواست ہے۔

خاص اسی غرض سے زحمت فرمانے کا میں مکلف نہیں کرتا تشریف لے جانا ہو اور یاد رہے تو میری طرف سے عرض کر دیا جائے جناب سے بھی دعا کا خواستگار ہوں۔۔۔ والسلام

محترمی ومکرمی جناب مفتی مظفرحسین صاحب دام فیوضھم
محمد منظور نعمانی

مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

قبلہ فقیہ الاسلامؒ بھی مولانا نعمانیؒ کا بہت احترام فرماتے آپ کی علمی تصنیفی تالیفی اور مناظرانہ خدمات کا بھرپور اعتراف کرتے ،ایک بار احقر نے حضرت نعمانیؒ کے ایک مضمون کو جو الفرقان بریلی کی پرانی فائلوں میں تھا حضرت کو دکھایا پورا مضمون پڑھ کر آہِ سرد بھر کر فرمایا جن کا مفہوم کچھ یوں تھا

''حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی کی تحریرات میں مواد اور اخلاص کی زیادتی محسوس ہوتی ہے پھر ایک اور عالم دین کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ان کے یہاں الفاظ اور مترادفات کی کثرت ہے''۔

مولانا محمد مرتضیٰ صاحب مظاہری

مظاہر علوم کے ابنائے قدیم میں سے تھے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے کتب خانہ کے نگراں تھے۔اکابر مظاہر سے خصوصی ربط وتعلق تھا قبلہ فقیہ الاسلامؒ سے قدیم تعلق اور رابطہ کے باعث مکاتبت اور مراسلت برقرار رہی۔

ندوۃ العلماء لکھنؤ میں ''مذاکرۂ علمی'' کے عنوان پر ایک اہم پروگرام میں شرکت کے لئے مظاہر علوم کی نمائندگی اور ترجمانی کے لئے قبلہ فقیہ الاسلامؒ نے اپنے پیرزادہ ہم پیالہ وہم نوالہ مولانا محمد اللہ صاحبؒ کو بھیجا تھا، اسی سلسلہ میں ایک مکتوب گرامی مولانا نے قبلہ فقیہ الاسلامؒ کے نام ارسال فرمایا۔

کتب خانہ ندوۃ العلماء لکھنؤ

۱۶ر جمادی الاول ۱۴۰۴ھ

مخدوم گرامی زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابھی ابھی گرامی نامہ ملا ،مذاکرہ علمی میں شرکت کیلئے جناب مولانا محمد اللہ صاحب کی تشریف آوری کی اطلاع ملی بیحد مسرت اس بات سے ہوئی کہ جناب نے مجھے مطلع فرمایا انشاء اللہ ان کی راحت رسانی کیلئے میں اور میرے بچے سر اور آنکھوں سے جو کچھ ہوسکے گا کریں گے۔مولانا محمد اللہ صاحب زید مجدہٗ اور دوسرے حضرات کی خدمات میں نیازمندانہ سلام عرض ہے،ایک تکلیف یہ دوں گا کہ اگر مجھے مولانا موصوف کے لکھنؤ تشریف آوری کی تاریخ اور وقت سے مطلع فرمایا جائے تو ممنون ہوں گا اور میرے لئے سہولت ہوجائے گی، خدا کرے آپ حضرات اور مدرسہ ہر طرح خیر وعافیت سے ہوں۔

ملاحظہ گرامی حضرت مولانا مفتی مظفرحسین صاحب مدظلہ

ناچیز خادم مرتضیٰ

ناظم جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

۱۸؍فروری ۱۹۸۴ء

مولانا وحیدالدین خان

قبلہ فقیہ الاسلام کی علمیت اور تبحر کے بہت قائل تھے ،بعض علمی اور تحقیقی معاملات میں مظاہر علوم سے بھی رجوع کرتے رہے اگر چہ خان صاحب کے مخصوص فکر ونظر سے علماء مظاہر کو بھی اتفاق نہیں رہا تاہم ان کی آمد پر

بھرپورا خلاق اور تواضع کا معاملہ فرمایا۔

مولانا وحید الدین خان صاحب بھی نظریۂ وقف کے حامی اور وقف علی اللہ کے مؤید تھے اور وقف علی اللہ کی تائید میں جب ایک اتفاقی ایجنڈا مرتب کرکے ہندوستان کے علماء کرام سے اس پر تائیدی دستخط کے لئے آپ کی خدمت میں پیش ہوا تو مولانا وحید الدین خان نے اس پر اپنے دستخط ثبت فرمائے جو اصل دستخطوں اور تحریر کے ساتھ دینی مدارس کے شمارہ جلد میں مطبوعہ ہوا۔

کسی علمی تحقیق کے سلسلہ میں ایک بار مولانا خان صاحب مظاہر علوم میں تشریف لائے اور چند یوم قیام کیا۔ دوران قیام قبلہ فقیہ الاسلامؒ اور ناظم مالیات مولانا عبدالمالک صاحبؒ نے جس اخلاق کا مظاہرہ کیا مولانا وحید الدین خان اس سے بہت متاثر ہوئے اور دہلی پہنچنے پر شکریہ کا ایک مکتوب ارسال فرمایا جس میں بعض شرپسندوں کی شرارتوں اور فتنہ وفساد کی آندھیوں سے حفاظت کی دعا بھی تحریر فرمائی تھی ، افسوس کہ وہ فتنہ وفساد کی آندھیاں مورخہ ....کو ظہور پذیر ہو ہی گئیں اور مظاہر علوم کے احاطہ دارجدید پر شرپسندوں کا قبضہ پی اے سی کی مدد سے ہوگیا، مکتوب حاضر ہے۔

۶/ذی قعدہ ۱۴۰۶ھ ۱۴/جولائی ۱۹۸۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرم ومحترم زید عنایتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اپنی ایک ذاتی ضرورت سے سہارنپور حاضر ہوا تھا آپ کی

شفقت ونوازش سے چند دن آپ کے یہاں قیام کا موقعہ ملا قیام کی سہولت کے لئے جناب محترم اور معظم ومحترم حضرت مولانا عبدالما لک صاحب مدظلہ کا بہت بہت شکر گذار ہوں اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔بوقت واپسی بارش کی وجہ سے آپ حضرات سے ملاقات نہ ہوسکی اس کا بہت افسوس ہے۔

جناب محترم اور حضرت مولانا عبدالما لک صاحب مدظلہم سے توجہ اور دعا کی درخواست ہے ،جناب مولانا خبیب صاحب کی خدمت میں بعد سلام مسنون دعا کی درخواست ہے ۔اللہ تعالیٰ مدرسہ مظاہر علوم اور آپ حضرات کو فتنہ وفساد کی آندھیوں سے محفوظ فرمائیں آمین ۔والسلام مخلص محمد وحید الدین

بگرامی ٔ خدمت معظم ومحترم حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب مدظلہ

جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

مولانا عبداللطیف صاحب نلہیڑوی مدظلہٗ

مظاہر علوم کے ابنائے قدیم میں سے ہے،حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد اسعد اللہ صاحب کے خلیفہ اجل ہیں نہایت صاف گو،حق گو،خلوص وللّٰہیت ،تقویٰ وطہارت، پاکیزگی وتقدس اور صاحب کشف وکرامات بزرگ ہیں۔

قبلہ فقیہ الاسلامؒ سے عمر میں بڑے ہونے کے باوجود جو اکرام واحترام فرماتے رہے اس کو دیکھ کر بزرگوں کی یاد تازہ ہوتی تھیں، قضیہ مظاہرعلوم کے موقع پر آپ نے اپنی دانائی ودوراندیشی کو محض نسبتوں پر قربان نہیں کیا اور حق کا ساتھ دینے کیلئے قبلہ فقیہ الاسلامؒ کی حمایت اور نصرت کا اعلان فرماتے رہے ،ایک موقع پر جب آپ کو معلوم ہوا کہ قبلہ فقیہ الاسلامؒ کے خلاف فریق مخالف اسلام دشمن بدنام زمانہ ایڈوانی سے ساز باز کر کے مظاہر علوم کے باقی ماندہ احاطوں پر قبضہ پلاننگ کرر ہے ہیں اس کی اطلاع مولانا اطہر عثمانی دہلوی کے توسط سے جب مولانا موصوف کو ملی تو مولانا اٹھ کر بیٹھ گئے اور زور دے کر فرمایا کہ

''اگر مظاہر علوم وقف اور مفتی مظفرحسین کے لئے جہاد میں نکلنے کی نوبت آئی تو انشاءاللہ سب سے پہلے میں نکلوں گا۔''

احقاق حق اور ابطال باطل میں مولانا موصوف اپنی مثال آپ ہیں ،نلہیڑہ ضلع سہارنپور آپ کا مولد ومسکن ہے لیکن لال کنواں دہلی کی ایک مسجد سے سلوک وتصوف اور للّٰہیت وروحانیت کی فیض رسانی میں مصروف ہیں۔

خوش رہو اہل چمن ہم تو سفر کرتے ہیں

حضرت فقیہ الاسلامؒ اخیر کے چند سالوں میں مختلف امراض واسقام سے دو چار رہے، دسمبر ۹۴ء میں مظفرنگر کے ایک موضع نردھنہ میں کسی جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے ،رات وہیں کی مسجد میں قیام فرمایا، حضرتؒ کا تہجد

کا معمول بہت قدیم تھا، حسب معمول تہجد کے لئے بیدار ہوئے اور وضو فرمایا پھر نماز میں مشغول ہو گئے، خادم جناب مولانا احمد سعید مظاہری ساتھ تھے آپؒ کو نماز میں مشغول دیکھ کر خیال کیا کہ چونکہ سردی زیادہ ہے اور چادر گاڑی میں ہے نماز کے بعد حضرت چادر طلب فرما سکتے ہیں اس لئے فوراً چادر لینے کے لئے گاڑی تک پہنچے خادم کا بیان ہے کہ میں گاڑی تک پہنچا ہی تھا کہ اچانک مجھے خوف، گھبراہٹ اور بے چینی محسوس ہوئی الٹے پاؤں حضرت کے پاس پہنچا تو وہ اندوہناک منظر دیکھا جسکو بیان کرنیکی اپنے اندر قوت نہیں رکھتا، میں نے حضرت کو زینوں کے نیچے بیہوش پایا......اس حادثہ کی مختصر اور مکمل تفصیل ایک صاحب کی فرمائش پر خود حضرت فقیہ الاسلامؒ نے یوں ارشاد فرمائی۔

''مظفر نگر کے ایک گاؤں (نردھنہ) کا سفر ہوا رات میں نماز پڑھنے کے لئے اٹھا۔ ایک صاحب (مولوی احمد میرٹھی) جو میرے ساتھ تھے وضو کے لئے پانی رکھ کر چادر وغیرہ اٹھانے کے لئے چلے گئے، سردی کا زمانہ تھا میں وضو کر کے نماز میں مشغول ہو گیا پھر مجھے شبہ ہوا میں نے سوچا دوبارہ وضو کیا جائے، چنانچہ میں وضو کے لئے مسجد سے نکل کر وضو خانہ آ گیا، وضو کیا اور وضو سے فراغت کے بعد مسجد میں جانے کا ارادہ کیا وضو خانہ سے مسجد میں جانے کیلئے ٹونٹیوں کے اوپر سے گزرنا تھا، میرے لئے ان کے اوپر سے پھاندنا دشوار ہوا، میں نے سوچا کہ اس کے اردگرد جو نالی ہے اس سے اتر مسجد چلا جاؤں گا، اس ارادہ سے آہستہ آہستہ چلا مسجد ذرا اونچائی پر تھی، اوپر چڑھتے ہوئے ایسا محسوس ہوا کہ میں فضا میں گھوم رہا ہوں، اتنے میں نیچے گر گیا، چند لمحوں کے بعد اللہ نے محض اپنے لطف و کرم سے ایک آدمی بھیج دیا وہ مجھے اٹھا کر کمرہ میں لے آیا طبیعت بہت پریشان تھی، پوری رات یوں ہی پریشانی کے عالم گزری، اسی حالت میں نماز فجر ادا کرنے کی توفیق ملی، جماعت کا سلام پھیرتے ہی فوراً اپنی جگہ آ کر لیٹ گیا، صبح کو واپسی طے تھی، واپسی کے ارادہ سے

اٹھ کر اولاً وضو کیا پھر دوبارہ لیٹنے پر مجبور ہوا، اسی طرح پریشانی واضطراب کی حالت میں جمعہ کا وقت آپہنچا، نماز جمعہ سے فراغت پاکر وہاں سے روانگی ہوئی، سہارنپور پہنچ کر ڈاکٹر سے رابطہ قائم کیا اس نے دوا دی اور کوئی مرض نہیں بتلایا (البتہ) یہ کہہ کر کہ سفر کی تکان کا اثر ہے بات ختم کردی''۔

اب یہ حالت ہوگئی تھی کوئی ملاقات کے لئے آتا تو خیریت معلوم کرنے کے علاوہ کچھ اور بات کرنے کی سکت نہ تھی، غنودگی طاری تھی، میری یہ کیفیت دیکھ کر (ڈاکٹر اے کے جین نے ایکسرے کے لئے تجویز پیش کی) مولوی محمد تحسین (خادم) کی رائے ہوئی کہ ایکسرے کرایا جائے، چنانچہ ایکسرے کرایا گیا جس کی رپورٹ سے دماغ میں خون کا منجمد ہونا معلوم ہوا، اس کے بعد یہ لوگ بغرض علاج میرٹھ لے گئے وہاں پندرہ بیس روز قیام رہا علاج ہوتا رہا، ڈاکٹروں نے دوائیں دیں اور کچھ دنوں کے بعد قدرے افاقہ محسوس ہوا جب طبیعت روبصحت ہوئی تو میرٹھ سے گھر سہارنپور واپسی ہوئی، لیکن طبیعت کو حسب معمول سکون محسوس نہ ہوا بلکہ ایک طرح کا تکدر وانقباض رہنے لگا، اس دوران (ڈاکٹروں کی شدید ممانعت کے باوجود) مختلف مقامات پر تقریریں بھی کیں، نکاح بھی پڑھائے، مگر طبیعت کو کما حقہ سکون نہیں ملا پھر چند روز بعد (اپنی نشست گاہ دفتر اہتمام کی طرف اشارہ کرکے فرمایا) اس جگہ بیٹھا ہوا تھا جمعہ کا دن تھا، جمعہ کی نماز صحیح حالت میں پڑھی تھی کہ اچانک بیہوشی طاری ہوگئی، ان لوگوں (مولوی محمد تحسین مرحوم وغیرہ) نے بذریعہ فون میرٹھ ڈاکٹر (گریش تیاگی) صاحب سے رابطہ قائم کیا، ڈاکٹر صاحب نے کہا فوراً میرے پاس لے آئیں، میرٹھ پہنچنے کے بعد ڈاکٹروں نے تحقیق حال کے بعد بتایا کہ دماغ کی دو نسیں پھٹ گئی ہیں، اب آپریشن کی ضرورت ہے، چنانچہ آپریشن ہوا، آپریشن سے پہلے بے ہوشی طاری تھی لیکن آپریشن کے وقت الحمدللہ ہوش آگیا اور بفضل خدا افاقہ ہوتا چلا گیا، پندرہ دن میرٹھ قیام رہا بعد میں سہارنپور واپسی ہوئی''۔ (ملفوظات فقیہ الاسلام ص۔ ٦٥ تا ٦٧)

حضرت فقیہ الاسلامؒ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے نہایت ہی اختصار

اوراجمال سے صورتحال ارشاد فرمادی لیکن اس حادثہ کے بہت سے پہلو پردۂ خفا میں ہیں مثلاً دماغ کی رگیں اسی وقت پھٹ چکی تھیں جب آپ زینوں سے گر پڑے تھے اور کافی مقدار میں خون اندرونِ کھال جمع ہوکر منجمد ہوگیا پھر بھی آپ کا ہوش وحواس میں رہنا، نماز باجماعت کا اہتمام، معمولات کی پابندی، دور دراز سے بغرض زیارت وعیادت حاضر ہونے والے مہمان اوران کی ضیافت، میرٹھ میں دوران علاج مریدین ومعتقدین اور ہمدردان مظاہرعلوم کا دیوانہ وار اسپتال پہنچنا، امڈی ہوئی بھیڑ، کاروں اورگاڑیوں کی وجہ سے جگہ کی تنگی، اس اچانک بھیڑکو دیکھ کر مریض کی عند اللہ مقبولیت وعند الناس محبوبیت، جم غفیرکو دیکھ کر ڈاکٹروں کی حیرانی وپریشانی، کاروں اورگاڑیوں کی قطاروں پرسرکاری انتظامیہ کا حیرت واستعجاب، دوران علاج حیرت انگیزطور پرہوش میں آجانا، ڈاکٹروں کا بیان ہے کہ ایسے مریض عموماً اللہ کو پیارے ہوجاتے ہیں اور ہزاروں میں کہیں کسی کوشفا مل پاتی ہے لیکن حضرت کا معاملہ بالکل عجیب ہے، ہوش وحواس بحال رہنا اورحیرت انگیزشفایابی، ڈاکٹر حضرات اس کوحضرت کی اہم کرامت تصور کرتے ہیں اوراسی یقین واعتماد کی وجہ سے علاج کا ایک پیسہ نہیں لیا بلکہ آئندہ بھی چیک اپ وغیرہ کی نوبت آئی لیکن للہ خدمت انجام دی۔، ڈاکٹروں کی طرف سے ملاقات کی ممانعت لیکن دیداروزیارت کے لئے دیوارتوڑکرسوراخ کا بنایا جانا جس سے ہروارد وصادر زیارت سے مشرف ہوسکے، خصوصی معالج ڈاکٹرگریش تیاگی کا آپ کی روحانیت سے متاثر ہوکرکسی بھی طرح کی فیس اوردوا وغیرہ کی رقم لینے سے انکار، اسپتال مالک کی طرف سے کرایہ نہ لینے کی خواہش

اور قبلہ فقیہ الاسلامؒ کے مہمانوں کے ساتھ اپنے مہمانوں جیسا برتاؤ اور رکھ رکھاؤ اور علاج کے بعد تادم حیات حضرت فقیہ الاسلامؒ سے ڈاکٹر صاحب موصوف کی عقیدت ومحبت ان ساری تفصیلات کی اس مختصر مضمون میں گنجائش نہیں ہے البتہ مکمل حالات کی معلومات کے لئے آئینہ مظاہر علوم ج۔۶ شمارہ ۴ اور جلد ۵ شمارہ ۵ کا مطالعہ فرمائیں۔

بہر حال اس سنگین حادثہ اور پیرانہ سالی کے اس مرحلہ میں آپریشن کی وجہ سے مختلف قسم کی بیماریاں آپ کا مقدر بن گئیں، اپنے مرشد کی طرح اخیر عمر میں رعشہ، پیشاب کا عارضہ، کثرت بول، پیشاب کے راستہ سے خون کا آنا، زبان مبارک کی لڑکھڑاہٹ اور دیگر بیماریوں کی وجہ سے ضعف ونقاہت، لاغری وکمزوری اور سب سے بڑھ کر مظاہر علوم کے قضیہ کا ناقابل تلافی نقصان نیز آپ کے خصوصی شاگرد و پروردہ حضرت مولانا......صاحب کا فریق مخالف کے ساتھ مل جانا اور مظاہر علوم کو چھوڑ کر مغصوبہ ومقبوضہ احاطہ دار جدید چلے جانا، پھر اپنی کتابوں کے مسئلہ کو لے کر دنیا بھر میں قبلہ فقیہ الاسلامؒ کو بدنام کر کے اپنی ''شاگردی'' اور ''احسان شناسی'' کا ثبوت پیش کرنا، آئے دن فریق مخالف کی طرف سے طرح طرح کے پمفلٹ، کتابیں، کتابچے، اشتہارات اور ہینڈ بل کی اشاعت اور دل شکنی ودل آزاری کے نئے نئے طریقے جس سے ''استاذ گرامی'' کے ایک ناخلف، نااہل اور راندۂ درگاہ شاگرد سے توقع کی جاسکتی ہے، مذکورہ دل آزاریوں اور الزام تراشیوں نے آپ کو وقت سے پہلے بوڑھا کر دیا تھا اور شاعر کے اس شعر کا مصداق ہو گئے تھے۔ ؎

اشاب الصغیر وافنی الکبیر
کر الغداۃ ومر العشی

بیماریوں اور کمزوریوں کے باوجود آپ جب تک حیات رہے، دعوت وتبلیغ ،وعظ وارشاد، درس وتدریس ، شریعت وطریقت اورعلوم نبوت کی ترویج واشاعت میں مصروف اور خلق خدا کی خدمت میں مشغول رہے۔

قبلہ فقیہ الاسلامؒ کی رحلت سے صرف پونے دو ماہ قبل آپ کی رفیقۂ حیات رحلت کر گئیں جس کا آپ کو نہایت رنج وقلق تھا اور بعض ڈاکٹروں کی رائے کے مطابق سب سے پہلا اٹیک بھی تبھی ہوا تھا جسے قبلہ فقیہ الاسلامؒ نے عام بیماری اور رفیقۂ حیات کے سانحۂ وفات پر قلبی اثر سمجھا لیکن پھر بھی ہشاش وبشاش اور مصائب وآلام کو جھیلتے اور مسکراتے رہے ،عبادات ومعمولات اور انتظام وانصرام بخوبی انجام دیتے رہے، رمضان المبارک میں بھی حسب معمول روزے رکھتے رہے، ۲۵ ر رمضان کو محلہ کھجور تلہ میں جناب ماسٹر عبد الغنی صاحب (تمباکو والے) عمرہ سے واپس تشریف لائے تھے اور اسی دن ان کے مکان پر ختم قرآن کی دعائیہ مجلس کا پروگرام تھا حضرت والا وہاں تشریف لے گئے عمرہ کے لئے مبارک باد پیش فرمائی ،مجلس کلام اللہ میں شریک رہے، جناب مولانا محمد صاحب سعیدی (جو اس وقت تک نائب ناظم تھے) ہمراہ تھے، حضرت نے مولانا موصوف کو دعا کا حکم دیا اور مولانا نے حکم کی تعمیل میں دعا کرائی۔

پھر مدرسہ تشریف لائے، حیدرآباد کے عالم دین جناب مولانا اعجاز احمد صاحب بغرض زیارت وملاقات تشریف لائے ،حضرت ان سے خیریت معلوم کرتے

رہے اور گفتگو فرماتے رہے، اسی دن شاہ مدار کی مسجد میں تراویح کا ختم تھا وہاں تشریف لے گئے دعا مولانا محمد سعیدی صاحب نے کرائی، پھر طاہر گارڈن کے متصل حضرت مولانا اطہر حسین صاحب کے نئے مکان پر تشریف لے گئے وہاں سے محلہ اسلام آباد جناب عبدالغفار صاحب کی درخواست پر انکے مکان پر پہنچے اور دعاؤں سے نوازتے رہے اس کے بعد محلہ ٹوپیہ سرائے کی مسجد میں ختم تراویح کی دعا میں شرکت فرمائی۔

اسی روز رات گیارہ بجے آپ کے قلب مبارک کی مرکزی نس کے بند ہوجانے کی وجہ سے دل کا شدید دورہ پڑا، ڈاکٹر جی ایس گپتا کے مشورہ سے سہارنپور کے گارگی نرسنگ ہوم میں حضرت کو پہنچایا گیا جہاں انتہائی نگہداشت کے آئی سی سی کمرے میں داخل کئے گئے، ہفتہ کے دن طبیعت کی بحالی وعلالت کا سلسلہ چلتا رہا، اتوار کی صبح جناب ڈاکٹر جی ایس گپتا کے مشورہ نیز محترم ڈاکٹر شیبا ملک کی محنت اور توسط سے دہلی کے ایسکورٹ ہاسپٹل کے مشہور ڈاکٹر جناب کو ہلی سے رابطہ کیا گیا وہاں ڈاکٹر شیبا ملک کے بڑے بھائی انتظامی دیکھ ریکھ کیلئے پہلے ہی پہنچ گئے تھے۔

ساغر کو مرے ہاتھ لینا کہ چلا میں

دہلی لیجانے کے لئے ایمبولینس بھی گارگی نرسنگ ہوم نے فراہم کی تھی ،حضرت فقیہ الاسلام مکمل ہوش وحواس میں تھے جب آپؒ کو ایمبولینس پر لٹایا گیا تو اٹھ کر بیٹھ گئے آپ نے اپنے خادم مولانا احمد سعید مظاہری سے پوچھا کہ چابیاں کہاں ہیں خادم نے عرض کیا کہ مولانا محمد سعیدی صاحب کو کئی دن پہلے چابیوں کا

گچھا میں نے پیش کر دیا تھا ،اس پر حضرت نے مولانا محمد سعیدی صاحب کو بلا کر پوچھا کہ چابیاں تمہارے پاس ہیں؟ مولانا نے عرض کیا جی حضرت میرے پاس ہیں !اس پر حضرت نے بہت ہی پیار اور تاکید کے ساتھ فرمایا کہ

''بیٹے چابیوں کو محفوظ رکھنا''

اس نصیحت کے بعد ایمبولینس راجدھانی دہلی کیلئے روانہ ہوگئی مولانا محمد یعقوب بلند شہری، مولانا محمد سعیدی، مولانا احمد سعید، قاری شکیل احمد، مولانا احمد یوشع مظاہری ، ڈاکٹر مرغوب سلیم ، ڈاکٹر شیبا ملک ، محمد اجمل ، حاجی محمد رضوان ،حاجی محمد مبین ،تاج محمد ،محمد آصف ،محمد نیر ،عبد الماجد میرٹھی ،مفتی محمد ارشد میرٹھی اور سعید الظفر آپ کے ہمراہ تھے۔

راستے میں رام پور منیہاران پہنچنے پر مولانا نجم الحسن تھانوی مظاہری اپنے رفقاء کے ساتھ موجود تھے انہوں نے حضرت کی زیارت وملاقات کی ،آگے جلال آباد میں مولانا وصی اللہ ،شاہ عبد العظیم وغیرہ ملاقات وزیارت کیلئے کھڑے تھے ،حضرت نے ان سے بھی حسب عادت دعا کیلئے فرمایا ،جلال آباد کے اخیر میں ایک مسجد سڑک کے کنارے ہے اس میں حضرت کے جملہ رفقاء سفر نے نماز پڑھی ،اپنے خادم سے حضرت نے پوچھا تم لوگ کہاں گئے تھے؟ انہوں نے عرض کیا کہ نماز پڑھنے کے لئے گئے تھے اس پر حضرت والا نے غصہ ہوکر فرمایا کہ

''میں کب سے نماز کیلئے کہہ رہا ہوں اور تم مجھے نماز نہیں پڑھوا رہے ہو حالانکہ وقت بھی کم رہ گیا ہے، مجھے لنگی بدلواؤ نماز پڑھنی ہے''

چنانچہ حضرت کو گاڑی سے اتار کر مسجد میں لایا گیا اور آپ نے عصر کی نماز ادا فرمائی وہیں شہر سہارنپور کے قاضی شہر جناب سلطان اختر صاحب کے فرزند جناب ندیم اختر صاحب سے ملاقات ہوئی۔

دوران سفر حضرت فقیہ الاسلامؒ خادم سے گفتگو فرماتے رہے اور جب ایسکورٹ ہاسپٹل پہنچے وہاں بھی خادم سے ہمراہ آنے والوں کے قیام وطعام سے متعلق برابر پوچھتے رہے۔

ایسکورٹ میں جناب ڈاکٹر رومیش بھنڈاری (سابق گورنر اتر پردیش) نے اپنے اثر ورسوخ سے اور ڈاکٹر شیبا ملک کے بڑے بھائی نے اپنے دیرینہ تعلقات کی بنا پر حضرت فقیہ الاسلامؒ کے پہنچنے سے قبل ہی ایسکورٹ کے چیف ڈاکٹر نریش ترہن سے سارے انتظامات اور تمام کارروائیاں مکمل کر لی تھیں۔

رات تقریباً ۹ ر بجے حضرتؒ اسپتال لیجائے گئے اور ہارٹ سینٹر کے انتہائی طبی توجہ کے شعبے (Intersine care unit) میں ایک نمبر کے بستر پر پہنچایا گیا اور بھرپور توجہ کے ساتھ علاج شروع ہوا لیکن ؎

اب کیا ستائیں گی ہمیں دوراں کی گردشیں
اب ہم حدود سود وزیاں سے گزر گئے

رات ساڑھے گیارہ بجے ایک اور قلب کا دورہ پڑا جس سے تمام اعضائے رئیسہ نے کام کرنا چھوڑ دیا اور وہاں موجود افراد ایک انجانا خوف اور المناک حادثہ کے تصور ہی سے ان کا کلیجہ منھ کو آنے لگا، اسپتال کے عملہ نے بھی محسوس کیا کہ شاید اس مرد مومن کی عمر بھر کی بے قراری کو قرار آنے والا ہے صرف چند

سانسیں باقی ہیں۔

اسپتال کے جس شعبے میں حضرت زیر علاج تھے وہاں کسی کو بھی جانے کی اجازت نہیں تھی لیکن باہر حضرت کے متعلقین کی ایک بڑی تعداد بڑی امیدوں اور دعاؤں میں مصروف تھی آپ کے ساتھ آنے والے سبھی حضرات اس شعبے کے دروازے پر رات بھر جاگتے رہے ،ڈاکٹروں کو رحم طلب نظروں اور یاس وامید سے آتے جاتے دیکھتے رہے ،رات اسی طرح گزر گئی ،۲۸؍رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ کی صبح ۱۰؍بجے حضرت والا کے خصوصی معالج ڈاکٹر محمد عمر صاحب نے حضرت کے عزیز مولانا محمد یعقوب بلند شہری کو بلا کر نمناک آنکھوں اور غمناک لہجے میں کہا کہ حضرت کو دواؤں کی نہیں اب دعاؤں کی ضرورت ہے۔

کچھ دیر کے بعد تقریباً ۱۲؍ بجے دن کو جناب ڈاکٹر رومیش بھنڈاری صاحب(سابق گورنر یوپی) کیساتھ مولانا محمد یعقوب صاحب بلند شہری جب ہارٹ سینٹر کے اس شعبے میں داخل ہوئے اور ڈاکٹر بھنڈاری نے حضرت کی خیریت وہاں کے نگراں سے معلوم کی تو اس نے جو افسوسناک خبر سنائی جس کو سن کر لاکھوں عقیدت مندوں کے کلیجے شق ہونے لگے ،زمین پیروں کے نیچے سے کھسکتی محسوس ہوئی اور نگراں نے بتایا کہ

”ابھی ابھی دار فانی کی طرف کوچ فرما گئے“ اناللہ وانا الیہ راجعون

جنگل کی آگ کی طرح اس افسوس ناک اور الم ناک سانحے کی خبر چشم زدن میں ملک و بیرون ملک عرب، انگلینڈ، افریقہ، پاکستان اور امریکہ تک پہنچ گئی

اور رمضان المبارک ہی میں حرمین شریفین کے علاوہ پوری دنیا میں آپ کے لئے ایصالِ ثواب اور دعا مغفرت کا اہتمام کیا گیا ،بعض اہل اللہ اور عقیدت مندوں نے حرم شریف میں اس کی اطلاع سنی تو بغرض ایصال ثواب متعدد عمرے اور طواف بھی کئے اور اپنے متلقین سے بھی کرائے۔

نماز ظہر کے بعد جنازہ بذریعہ ایمبولینس سہار نپور کے لئے روانہ ہوا چونکہ سائنس وٹکنالوجی کا دور دورہ ہے اس لئے ذرائع ابلاغ اور فون وفیکس وغیرہ سے ایک نے دوسرے کو اور دوسرے نے تیسرے کو اس حادثہ کی خبر کردی جس کی وجہ سے متعلقین حضرات بذریعہ فون راستے کے تعین کے بعد دیدار اور آخری زیارت کے لئے پہلے ہی راستہ پر کھڑے ہوگئے۔

چنانچہ لونی ضلع غازی آباد میں مولانا سید اطہر حسین عثمانی اپنے دیگر رفقاء کے ساتھ موجود تھے وہ بھی اس وفد کے ساتھ سہار نپور آنے کیلئے شریک ہوگئے ،بڑوت میں مولانا شمیم احمد صاحب امام وخطیب مدینہ مسجد جعفر آباد دہلی ،مفتی ظفرالدین صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند دہلی ،مولانا محمد ایوب صاحب بڑوتی ،مولانا محمد اسرائیل ندوی اور مولانا غیور عالم صاحب ہرسولوی، جلال آباد میں حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب مدظلہٗ شیخ الحدیث مدرسہ مفتاح العلوم جلال آباد، مولانا محمد قاسم صاحب اور ایک بڑا کارواں موجود تھا، جندھیڑا پولیس اسٹیشن سے پولیس گاڑیاں اور سہار نپور کی طرف سے ٹریفک نظام کو کنٹرول کرنے کے لئے اور اپنے محسن کے جنازہ کا ان کی شایان استقبال کرنے کے لئے بہت سی گاڑیاں جندھیڑا پہنچ چکی تھی وہ بھی ساتھ ہوگئیں۔ اور ٹریفک کا سارا نظام

سہارنپور انتظامیہ نے اپنے ہاتھوں میں لے لیا سہارنپور پہنچتے ہی حضرت والا کا سرکاری طور پر استقبال کیا گیا، شہر کے چپہ چپہ پر پولیس اپنی ڈیوٹی سنبھالے ہوئے تھی مختلف محلوں میں لوگ زاروقطار رورہے تھے، ایمبولینس کی گزرگاہوں پر لاکھوں عقیدت مندلائن بنا کر حضرت والا کا تو نہیں البتہ اس ایمبولینس کا حسرت سے دیدار کررہے تھے جس میں ہزاروں میں نہیں لاکھوں عقیدت مندوں کی عقیدتوں کا جنازہ اور قرآن وسنت کے حامل عالم دین کا جسد خاکی آسودۂ خواب تھا بلا تفریق مذہب وملت ہر شخص گریہ کناں تھا جس نے بھی آپ کی رحلت کی خبر سنی دل مسوس کر رہ گیا چھتوں پر عورتیں چیخ چیخ کر رورہی تھیں اور شہر نے پہلی بار محسوس کیا کہ وہ یتیم ہوگیا ہے مجمع کی کثرت کی وجہ سے صرف چند گھنٹوں میں سہارنپور شہر تنگ محسوس ہونے لگا، مسلم اور غیر مسلم حضرات نے اپنی دوکانیں بند رکھی تھیں۔

پولیس اور انتظامیہ کی بھرپور مدد کے باعث تقریباً پچاس گاڑیوں پر مشتمل یہ غمزدہ کارواں رات آٹھ بجے مظاہر علوم کے مہمانخانہ پہنچا وہ منظر میری نگاہوں میں اب بھی گھوم رہا ہے امیر وغریب، پیر وصغیر، مرد وعورتیں، ہر شخص ایمبولینس کے پہنچتے ہی بے قابو ہوگیا اور دہاڑیں مار مار کر دل مضطر کو تسکین دینے لگا۔

؎

نہ سمجھے تھے کہ جانِ جہاں سے یوں جدا ہوں گے
یہ سنتے گو چلے آئے تھے اک دن جان ہے جانی

چارپائی لائی گئی، قاری مرغوب الرحمن صاحب نے اپنی چادر بچھائی

حضرت کواس پرلٹایا گیااورمہمان خانہ کے اندر پہنچا گیا جہاں جناب قاضی رشید مسعود صاحب سابق مرکزی وزیر، جناب منصور علی خان صاحب ایم پی، جناب قاضی سلطان اختر صاحب قاضی شہر، جب شاہ محمود حسن صاحب چیرمین بہٹ، سنجے گرگ وزیر حکومت یوپی، جگدیش رانا وزیر اتر پردیش، راہل بھٹنا گر کمشنر، آر پی سنگھ ڈی آئی جی، ہری اوم ڈی ایم، سنیل گپتا ایس ایس پی، جتیندر سونکر ایس پی سٹی، راکیش شنکر ایس پی آر اے، کے پی سنگھ سی او سٹی، توقیر حسن زیدی انسپکٹر تھانہ منڈی، جگت سنگھ ایس او کوتوالی دیہات، اجیت سنگھ وغیرہ حضرات مکمل دیکھ بھال کے لئے اپنے جملہ ماتحتوں کے ساتھ موجود تھے۔

ہجوم کی کثرت کو دیکھتے ہوئے ایک صاحب نے ڈی ایم جناب ہری اوم سے کہا کہ مجمع کنٹرول کرنے کیلئے آپ مزید فورس طلب کریں، جس پر ڈی ایم نے کہا کہ ہمارے سارے ماتحت خدمت کیلئے پہلے ہی سے یہاں موجود ہیں مگر چونکہ حضرت جی کا جنازہ ہے اس لئے میں نے سختی سے ہدایت کردی ہے کہ حضرت جی کے مہمانوں پر کسی طرح کوکوئی تشدد نہیں ہوگا۔

حضرت مولانا افتخار الحسن صاحب کاندھلوی پہلے ہی مہمانخانہ میں موجود تھے اور بہت ہی غمناک لہجہ میں قبلہ فقیہ الاسلام کے لئے دعا فرماتے رہے۔

غسل اور تکفین کا انتظام مہمان خانہ میں کیا گیا جناب مولانا اطہر حسین صاحب، مولانا محمد سعیدی، مولانا احمد سعیدی، قاری شکیل احمد، مفتی محمود عالم، مفتی محمد ارشد میرٹھی اور مولانا احمد یوشع نے غسل دیا، حضرت مولانا اطہر حسین صاحب مدظلہٗ کی ہدایات اور جناب مولانا محمد یونس صاحب مدظلہٗ جونپوری کی نگرانی میں

غسل کے بعد تکفین کی گئی اور جناب مولانا محمد یونس صاحب مدظلہٗ نے عطر لگایا، عطر لگانے کے دوران روتے ہوئے فرمایا

''میرے بڑے محسن تھے''

مجمع کثرت کی وجہ سے بے قابو ہو چکا تھا دارالطلبہ قدیم دفتر مدرسہ قدیم اور قرب وجوار کی سڑکیں کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں، ابھی جنازہ قبرستان کے لئے اٹھایا نہیں گیا تھا کہ ڈی ایم سہارنپور جناب ہری اوم نے نہایت منت سماجت اور دست بستہ دیدار کی درخواست کی چنانچہ دیدار کرایا گیا وہاں موجود دیگر حضرات نے بھی دیدار کیا، دارالطلبہ قدیم میں آخری دیدار کرانے کے لئے مائک سے برابر اعلان ہوتا رہا، حاجی محمد احمد فدا صاحب کی درخواست پر جناب توقیر حسن زیدی نے دیدار کے لئے دارالطلبہ قدیم میں بِلّیاں وغیرہ نصب کرائی تھیں، مجمع بڑھتا جا رہا تھا اور مجمع کی کثرت کو دیکھتے ہوئے طے کیا گیا کہ نماز جنازہ قبرستان حاجی شاہ کمال الدین کے وسیع میدان میں ادا کی جائے اور دیدار کے پروگرام کو اس لئے کینسل کرنا پڑا کہ مجمع بے قابو ہو چکا تھا اگر دیدار کرانا شروع کرتے تو بہت زیادہ تاخیر ہو جاتی اور صبح تک یہ سلسلہ بلا مبالغہ چلتا رہتا، حضرت فقیہ الاسلامؒ اپنی حیات میں جنازہ کی تاخیر کو غلط بتاتے رہے، آپ کے برادر اصغر مولانا اطہر حسین صاحب بھی تاخیر جنازہ کے شدت سے مخالف تھے اور تاخیر کے سلسلہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت کتب حدیث میں موجود ہے نیز حضرت فقیہ الاسلامؒ کے مرشد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے جنازہ کے لئے وصیت فرمائی تھی کہ تعجیل سے کام لیں ان سبھی وجوہ کی بنا پر اعلان ہوا کہ جنازہ حاجی شاہ کمال الدین پہنچ رہا ہے آپ

حضرات وہیں تشریف لے چلیں ان شاء اللہ وہاں دیدا رہوگا ،دیدار کے شوق میں ہزاروں افراد گھنٹوں پہلے ہی قبرستان حاجی شاہ کمال الدین پہنچ چکے تھے جہاں مولانا محمد یونس صاحب مدظلہٗ اور مولانا نسیم احمد غازیؔ مظاہری مدظلہ جیسی پاک طینت شخصیات پہلے سے موجود تھیں۔

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

جنازہ رات نو بجے کے قریب قبرستان کے لئے روانہ ہوا لیکن ہجوم اس قدر تھا کہ کسی کو اپنی خبر تک نہ تھی جنازہ کو کندھا دینے کے لئے بڑی بڑی بلّیاں چارپائی کے ساتھ باندھی گئی تھیں ،لیکن اژدحام اس قدر تھا کہ ہزاروں افراد کے جوتے چپل چادریں موبائل سیٹ ،گھڑیاں ،رومال وغیرہ ضائع ہو گئے۔

حضرت فقیہ الاسلامؒ کے جنازہ میں ہجوم کی کثرت کو دیکھ کر تھوڑی دیر کیلئے میرا ذہن تاریخ میں گم ہوکر رہ گیا۔

حضرت امام طاؤسؒ کے متعلق تاریخ میں مرقوم ہے کہ جب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو لوگوں کا ہجوم اس قدر تھا کہ جنازہ کسی طرح نہ نکل سکا مجبوراً حاکم وقت نے فوج بھیجی تب اس کی مدد سے جنازہ نکلا۔حضرت عبداللہ ابن حسنؒ بھی اس جنازہ کو اٹھائے ہوئے تھے لوگوں کی کشمکش سے ان کا لباس بھی پارہ پارہ ہوگیا تھا۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے جنازہ میں تقریباً پچیس لاکھ افراد نے شرکت فرمائی تھی۔

حضرت علامہ شامیؒ کی نماز جنازہ میں بھی خلقت کا اس قدر ہجوم تھا کہ فوج طلب کرنی پڑی تھی۔

حضرت امام الحرمین کی وفات پر نیشا پور کے تمام بازار ماتم کدہ بن گئے اورجس منبر پر موصوف خطبہ دیا کرتے تھےعقیدت مندوں نے فرط عقیدت میں اس منبرکوبھی توڑ دیا تھا۔

حضرت امام ابو یعلیٰ موصلیؒ کا جب انتقال ہوا تو شہر کے اکثر بازار بند کردیئے گئے۔

حضرت امام ابوجعفر طبریؒ کی قبر پر کئی مہینے تک شب وروز نماز جنازہ پڑھی گئی۔

حضرت امام ابودرداءؒ کی جنازہ کی نماز ۸۰ دفعہ ادا کی گئی اور نمازیوں کا تخمینہ تین لاکھ تک لگایا گیا۔

حضرت عباد بن عوامؒ کہتے ہیں جب امام منصور تابعی کا جنازہ اٹھایا گیا تو میں نے دیکھا کہ مسلمانوں کے علاوہ یہود اور نصاریٰ بھی جنازہ کے ساتھ ساتھ تھے۔

قبلہ فقیہ الاسلامؒ کے جنازہ میں بھیڑ کا وہی حال تھا جو اسلاف کے ساتھ تھا۔

جنازہ خراماں خراماں اور کشاں کشاں رواں دواں تھا ہر شخص کندھا لگانے کے لئے بے چین تھا اس کشمکش میں کئی افراد تو گر پڑے اور بڑی مشکل سے دوبارہ کھڑے ہوسکے، خدا جانے رضا کاروں کی فوج کہاں سے پہنچ جاتی تھی جو بیہوش افراد کو مجمع سے کنارے پہنچاتی، گری پڑی اشیاء کو سمیٹ کر دارالطلبہ قدیم کے سامنے چوک پر جمع کرتے جاتے تھے۔

قبرستان حاجی شاہ کمال الدینؒ کے راستے میں غیر مسلم حضرات کے محلے ہیں ان کو بھی داد دینی پڑے گی جنھوں نے سخت سردی کے باوجود رات کے سناٹے میں اپنے آرام وراحت کو چھوڑ کر پانی پلانے کا جگہ جگہ معقول نظم کر رکھا تھا ان

کے گھر کی عورتیں اور بچے پانی لاتے رہے اور مرد حضرات لوگوں کو پلاتے رہے کیونکہ بھیڑ کی کثرت اور ہماہمی میں متعدد افراد کے کلیجے خشک ہو گئے تھے، احقر نے سنا ہے کہ حضرت فقیہ الاسلامؒ کے مرشد گرامی حضرت حجۃ الاسلامؒ کی وفات پر بھی برادران وطن نے پانی پلانے کا ایسا ہی نظم کر رکھا تھا۔

مدرسہ سے قبرستان کا فاصلہ بمشکل دس منٹ کا ہے لیکن کثرت اژدحام کی وجہ سے تقریباً تین گھنٹے میں جنازہ قبرستان حاجی شاہ کمال الدین پہنچا جہاں پورا گراؤنڈ گھنٹوں پہلے بھر چکا تھا اور جب جنازہ میدان میں پہنچا تو تل رکھنے کی جگہ نہیں تھی۔ ٹھیک اسی وقت ایک پولس افسر وائرلیس سے اپنے ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دے رہا تھا کہ مجمع ڈھائی لاکھ سے اوپر پہنچ رہا ہے اور لوگوں کا اب بھی تانتا لگا ہوا ہے"۔

احقر نے متعدد حضرات کو حضرت والا کی قبر مبارک کی مٹی اپنی جیبوں اور تھیلوں میں بھرتے دیکھا جن کا خیال تھا کہ مجمع کی کثرت کا جب یہ عالم ہے تو تدفین کے وقت مٹی کا دستیاب ہونا ناممکن ہوگا اور بھیڑ کم پڑنے پر اس مٹی سے تدفین میں شرکت کر سکوں گا۔

حضرتؒ کی ایک اہم کرامت

یہاں حضرت کی ایک اہم کرامت کے ذکر کی ضرورت ہے جس سے نہ صرف قبلہ فقیہ الاسلام کی کرامت کا ظہور ہوا بلکہ ڈیڑھ سو سالہ قدیم دینی ادارہ مظاہر علوم کے مستقبل کا مدار ہے، جب صفیں درست کی گئیں اور نماز جنازہ کا اعلان ہونے لگا تو تقریباً تین لاکھ کے مجمع نے مائک سے ایک خوش کن، مسرت افزاء اعلان سنا کہ

’’حضرت فقیہ الاسلامؒ کی تدفین سے پہلے آپؒ کی مسند عالی وجانشینی کے لئے حضرت مولانا محمد سعیدی صاحب کا انتخاب مجمع کی طرف سے کیا جارہا ہے‘‘۔

پورے مجمع نے ہاتھ اٹھا کر اس انتخاب لاجواب کی تعریف وتحسین کی اور مائک سے پھر آواز بلند ہوئی۔

’’ہم لوگ اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم مظاہر علوم (وقف) کے لئے ماضی کی طرح ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں‘‘ (مجمع نے پھر ہاتھ اٹھا کر پُرزور تائید کی)

نیز جاتے جاتے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل بھی ہوگیا کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین سے پہلے ہی اتفاق رائے سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتخاب عمل آیا تھا۔

نماز جنازہ

سخت سردی اور سرد ہواؤں کے باوجود مجمع پر وقار وسکینت کا ماحول طاری تھا، نماز جنازہ کے لئے مولانا محمد سعیدی صاحب کا نام پکارا گیا اور مولانا موصوف نے نماز جنازہ پڑھائی۔

کاروانِ علم وعرفاں کا ہے غمگیں ہر نفر
ہوگیا ہے ان سے گم افسوس میرِ کارواں
ہوگئی ہیں اُف مظاہر کی بہارِ کی صیدِ غم
راہئ جنت ہوا ہے آج اُن کا پاسباں

دفن ہم نے خاک میں ہر اک ستارہ کردیا

علم وفضل اور تقویٰ وتقدس کے اس گنجینہ کو رات تقریباً ڈیڑھ بجے ''اخروی مظاہر علوم'' کے اس حصہ میں دفن کیا گیا جہاں فخر الاماثل حضرت مولانا محمد مظہر صاحب نانوتویؒ (م ۱۲۹۷ھ) حضرت مولانا پیر محمد صاحبؒ تلمیذ حضرت مولانا محمد مظہر نانوتویؒ، حضرت مولانا عنایت الٰہی صاحبؒ (م ۱۳۴۷ھ) سید المتواضعین حضرت مولانا منظور احمد خان سہارنپور (م ۱۳۸۸ھ) حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی (م ۱۳۳۴ھ) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید عبد اللطیف صاحب پورقاضویؒ (م ۱۳۷۳ھ) حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ (م ۱۳۹۹ھ) حضرت مولانا مفتی سعید احمد اجراڑویؒ (م ۱۳۷۷ھ)، امام النحو حضرت علامہ صدیق احمد صاحب کشمیریؒ (م ۱۳۸۹ھ) حضرت مولانا قاری سید سلیمان صاحب دیوبندیؒ (م ۱۳۸۵ھ) حضرت مولانا علامہ محمد یامین صاحب سہارنپوریؒ (م ۱۹۹۴ھ) حضرت مولانا حافظ فضل الرحمن کلیانویؒ حضرت مولانا محمد ظفر نیرانویؒ حضرت مولانا علیم اللہ مظاہریؒ (م ۱۴۰۶ھ) حضرت مولانا محمد اللہ صاحب مظاہریؒ، حضرت مولانا محمد عشیق صاحب مولانا عبد المالک صاحبؒ جیسی شخصیات کے علاوہ قبلہ فقیہ الاسلام کی والدہ ماجدہ، آپ کی رفیقۂ حیات، اور خادم مولانا محمد تحسین صاحب آسودۂ خواب ہیں ۔

جی چاہتا ہے خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گرانمایہ کیا کئے

قبر مبارک میں اتارنے والوں میں جناب مولانا محمد سعیدی صاحب، مولانا محمد

علم وفضل اور تقویٰ وتقدس کے اس گنجینہ کو رات تقریباً ڈیڑھ بجے ''اخروی مظاہر علوم'' کے اس حصہ میں دفن کیا گیا جہاں فخر الاماثل حضرت مولانا محمد مظہر صاحب نانوتویؒ (م ۱۲۹۷ھ) حضرت مولانا پیر محمد صاحبؒ تلمیذ حضرت مولانا محمد مظہر نانوتویؒ، حضرت مولانا عنایت الٰہی صاحبؒ (م ۱۳۴۷ھ) سید المتواضعین حضرت مولانا منظور احمد خان سہارنپور (م ۱۳۸۸ھ) حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی (م ۱۳۳۴ھ) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید عبد اللطیف صاحب پورقاضویؒ (م ۱۳۷۳ھ) حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد اسعد اللہ صاحبؒ (م ۱۳۹۹ھ) حضرت مولانا مفتی سعید احمد اجراڑویؒ (م ۱۳۷۷ھ)، امام النحو حضرت علامہ صدیق احمد صاحب کشمیریؒ (م ۱۳۸۹ھ) حضرت مولانا قاری سید سلیمان صاحب دیوبندیؒ (م ۱۳۸۵ھ) حضرت مولانا علامہ محمد یامین صاحب سہارنپوریؒ (م ۱۹۹۴ھ) حضرت مولانا حافظ فضل الرحمن کلیانویؒ حضرت مولانا محمد ظفر نیرانویؒ حضرت مولانا علیم اللہ مظاہریؒ (م ۱۴۰۶ھ) حضرت مولانا محمد اللہ صاحب مظاہریؒ، حضرت مولانا محمد عشیق صاحب مولانا عبد المالک صاحبؒ جیسی شخصیات کے علاوہ قبلہ فقیہ الاسلام کی والدہ ماجدہ، آپ کی رفیقۂ حیات، اور خادم مولانا محمد تحسین صاحب آسودۂ خواب ہیں ۔

ے

جی چاہتا ہے خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گرانمایہ کیا کیئے

قبر مبارک میں اتارنے والوں میں جناب مولانا محمد سعیدی صاحب، مولانا محمد

یعقوب صاحب، مولانا احمد سعید مظاہری، قاری شکیل احمد، مولانا محمد ارشد میرٹھی، اور بھائی تاج محمد شامل تھے، حافظ فضیل احمد صاحب پٹرے دے رہے تھے۔

زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

حضرت فقیہ الاسلامؒ تو ہمیشہ کے لئے پردہ فرما گئے لیکن اب بھی ایسا محسوس ہوتا ہے گویا آپ حیات ہیں، کبھی محسوس ہوتا ہے کہ آپ مسند اہتمام پر جلوہ افروز ہیں، کہیں خیال گزرتا ہے کہ دارالاہتمام میں حضرت چل رہے ہیں، کہیں تصور ہوتا ہے کہ دفتر کے صحن میں آپؒ گھوم پھر رہے ہیں گویا ؎

وہ آئے بھی، گئے بھی نظر میں اب تک سما رہے ہیں
یہ چل رہے ہیں وہ پھر رہے ہیں وہ آ رہے ہیں یہ جا رہے ہیں